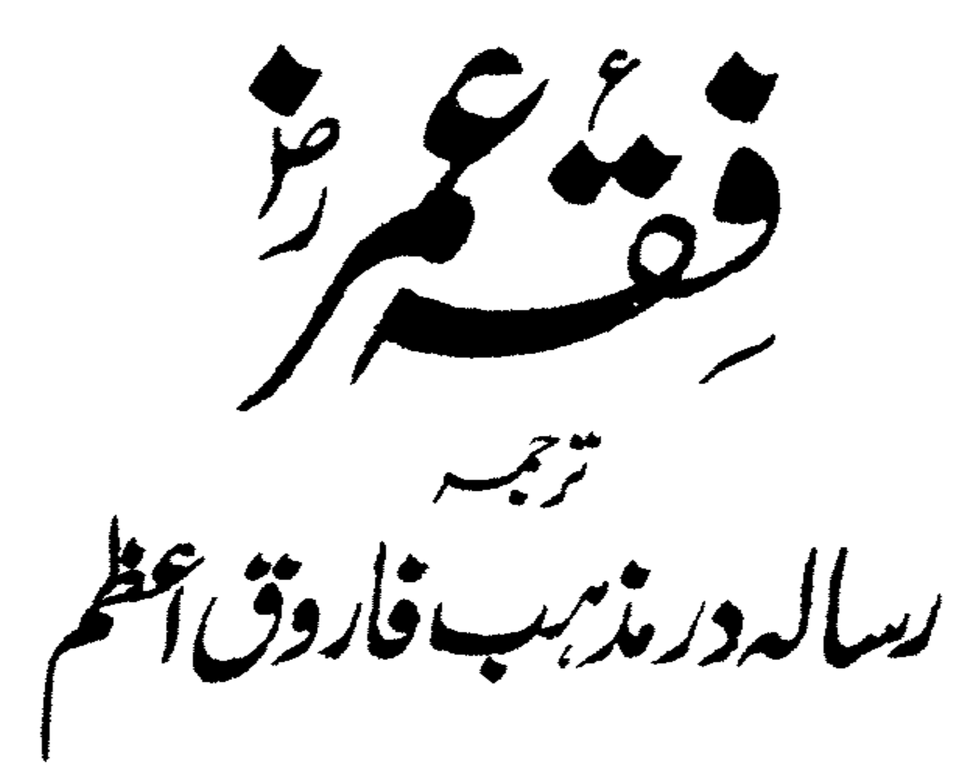


مؤلفہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مترجمہ

ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور

پاکستان

۱۹۵۲ء

اتحاد پریس مکل روڈ لاہور میں باہتمام شیخ امین الدین پرنٹر چھپوا کر
ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور سے شائع ہوئی۔
(پاکستان)

فہرست مضامین

فقہ عمرؓ

(فقط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ عمرؓ

ترجمہ

"رسالہ در مذہب فاروق اعظم" مولفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(از مترجم)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نوادر تصنیفی میں کتاب "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا" (فارسی) حجۃ اللہ البالغہ، و المسوّی و مصفّٰی (شرحین موطا امام مالک) کے درجہ میں ہے۔

یہ (ازالۃ الخفاء ----) موجودہ فلسکیپ سائز کے (۶۱۸) صفحوں پر بمسطر (۲۷) دو حصوں پر مشتمل ہے، حصۂ اوّل (۳۳۵) صفحات اور حصۂ دوم میں (۲۸۳) صفحے ہیں، ان (دونوں حصوں) کا عنوان بہ ثبت مصنف "مقصدِ اوّل" ---- و ---- "مقصدِ دوم" ہے، موضوعِ کتاب خلافت راشدہ کی من اللہ والرسول تثبیت ہے، مگر کتاب مناظرانہ انداز سے بالاتر اور خلفائے اربعہ میں سے کسی ایک کی بلا وجہ و بلا سبب ترجیح سے مبرا ہے کہ ہر چہار اصحابِ منزلت میں سے ایک ایک کے متعلق ان کے حق و جیہی کے مطابق دلائل و استدلال جمع کر دیئے گئے ہیں

ازالۃ الخفاء ---- کے "مقصد دوم" میں خلفائے راشدین کے خصائص و آثر بیِ قرطاس ہیں، اور ماثر میں سب سے زیادہ حصہ خلیفۂ ثانی کے لئے ہے۔ از صفحہ (۳۲) ---- تا ---- (۲۰۹) ---- کتاب کے اسی حصہ میں (ہمارا مترجمہ) "رسالہ در مذہب فاروق اعظم" از صفحہ (۸۵) تا بہ صفحہ (۱۴۲) ہے، جس کا حرفِ اوّل ---- "الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ علی النبی الذی لا نبی بعدہٗ" و لفظ آخر ---- "و تشریح و جمع و اصول و منشاء آں برائے سابقین" ہے،

ازالۃ الخفاء ---- ایک ہی مرتبہ ۱۲۸۶ھ میں مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی، صحیح

مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی ہیں، اور طبع واشاعت میں منشی (مولانا) محمد جمال الدین خاں
مدار المہام ریاست بھوپال کی سعی وہمت بروئے کار (مدار المہام صاحب ممدوح سے نواب
صدیق حسن خان صاحب کو شرف مصاہرت حاصل ہے، نواب نور الحسن خان اور نواب علی حسن خان
آپ ہی کی صاحبزادی کے بطن سے ہیں)

"رسالہ در مذہب فاروق اعظم" کا ماخذ، مہات کتب احادیث کے سوا فقہ
کی (۲) کتابیں — کتاب الخراج قاضی ابو یوسف — اور — کتاب الام امام شافعی بھی ہیں
سرسری نظر سے اندازہ ہوا، کہ جملہ ماخذ میں سب سے زیادہ آثار سنن دارمی و بیہقی و موطائے
امام مالک سے لئے گئے ہیں، اور کمتر صحیحین وسنن وجوامع صحاح ستہ سے — "رسالہ در
مذہب —" کے حصہ آخر "ابواب شتی" میں چند روایات امام ابو القاسم اسمٰعیل بن
محمد بن اسمعیل الطلحی کی کتاب الحجۃ فی المحجۃ" سے لئے گئے ہیں — اور پورا —" رسالہ در مذہب
فاروق اعظم" صرف شاہ ولی اللہ صاحب کی تلاش وجستجو کا ثمرہ ہے تاہم تصحیح کے لئے
کتاب کو اصل ماخذ پر عرض کرنے کی ضرورت باقی ہے، جیسا کہ مترجم نے صفحہ (۲۶۲) پر اشارہ
کر دیا ہے، کہ کتاب الام" کے ایک ماخذ کے مراجعہ میں کچھ فرق معلوم ہوا۔

شاہ صاحب نے جا بجا اپنے اضافات وتوفیق روایات سے حل مسائل میں رہنمائی
فرمائی ہے، جو اکثر مقامات پر روش عام سے مختلف ہے، آپ کے ان اضافات کو راقم
مترجم نے "ش ا ہ" سے متمیز کر دیا ہے، اب کتاب "فقہ عمر" میں سے ش اہ ولی اللہ
کے اضافات کہ اجتہادات کے انداز میں ہیں آسانی سے یکجا کئے جا سکتے ہیں، فَهَل
مِن مُّدَّكِر!

اصل (رسالہ در مذہب —) میں تبویب صرف کتب (کتاب الصلوٰۃ وغیرہ) میں
محدود تھی، راقم مترجم نے اس پر ابواب قائم کئے اور ہر روایت پر نمبر عدد لگا دیا۔ اشاریہ
بھی ضروری تھا، مگر قلت ہمت کی وجہ سے نہ ہو سکا،

رسالہ در مذہب فاروق اعظم کی فقہی خصوصیت

" " " " " " " " " " اگر اسے دیکھنے کے بعد بھی محتاج ذکر

ہے تو پھر کسے یارا ہے کہ اس پر لب کشائی کی جرأت کر سکے،

شاہ ولی اللہ صاحب کا اشارہ ملاحظہ فرمائیے!

"ھٰذا ما وفقنی اللہ عزوجل لہٗ من تدوین مذھب الخلیفۃ الاواب الناطق بالصدق والصواب امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ، والمذاھب الاربعۃ منہ بمنزلۃ الشروح من المتون والمجتھدون من صاحبہ بمنزلۃ المجتھدین المنتسبین من المجتھد المستقل۔" [1]

پھر مسالک اربعہ کے جہاتِ کتب دیکھئے ۔ ہر چار مکتبِ فقہ کا مدار اکثر و بیشتر حضرت عمر ہی کے اجتہادات پر منتج نظر آئے گا، جس سے حضرت عمر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انداز کس قدر صحیح ثابت ہوا کہ

لقد کان فیما کان قبلکم	اے مسلمانو! پہلی امتوں میں بھی محدث گذرے
من الامم مُحَدَّثُوْن فان	ہیں، اور اگر میری امت میں یہ منصب کسی کے لئے
کان من اُمّتی اَحَدٌ فعمر،	مقدر ہے تو وہ (حضرت) عمر کے لئے ہے،

حضرت عمر کی فقہ میں اصابت نظر کے لئے رسول مقبول کا یہ ارشاد بھی سامنے رکھئے،

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	آنحضرت صلعم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت
ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر	عمر کی زبان پر حق جاری کر دیا ہے

حضرت عمر کی اصابت اجتہاد کے سب سے واضح دلائل وہ امور ہیں، جن میں آپ کے منشار کی تائید ذات ربانی نے بصورت تنزیل فرمائی۔ ان میں بعض آیات تو حرف بحرف ابن الخطاب ہی کے الفاظ میں نازل ہوئیں،

... عن انس ۔ قال عمر	(انس سے مروی ہے)
وافقت ربی فی ثلاث او	حضرت عمر فرماتے کہ ۳-۱ امور میں میں نے

---

[1] "ازالۃ الخفاء در مذہب فاروق اعظم"

وافقني في ثلاث

(۱) قلت يا رسول الله لو اتخذت من مقام ابراهيم مصلّى فانزل الله "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى"

(۲) قلت يدخل عليك البر والفاجر فلو حجبت امهات المومنين فانزلت آية الحجاب،

(۳) وبلغني شيءٌ من معاتبة امهات المومنين فقلت لتكففن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او ليبدلنه الله ازواجاً خيراً منكن حتى اتيت الى بعض امهات المومنين فقالت يا عمر اما في رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يعظ نساءه حتى تعظهن انت فكففت فانزل الله "عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ" (صحیحین)

اللہ کی موافقت کی یا اس نے میری

(۱) میں عرض گذار ہوا اے رسول اللہ! اگر آپ مقام ابراہیم کو مصلّٰی قرار دیں تو اچھا ہو، موافق آیت "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" اتری

(۲) میں عرض گذار ہوا، اے رسولِ خدا! آپکے ہاں نیک و بد سب ہی آتے جاتے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ امہات المومنین سے پردہ کرا دیں تو اس پر آیت حجاب نازل ہوئی،

(۳) فرماتے ہیں عمر، اور رسول اللہ کے امہات المومنین پر ناراض ہونے کی خبر پر میں نے امہات سے عرض کیا آپ کے لئے آنحضرت صلعم سے تعرض مناسب نہیں، مبادا اللہ تعالیٰ آپ بیبیوں کی بجائے رسول اللہ کے لئے دوسری بیبیاں تجویز فرما کر آپ کو علیحدہ کرا دے، جس کے بعد مجھ سے بعض امہات نے شکایتاً کہا، کہ اے عمر! آپ کو ہمارے اور رسول اللہ کے معاملہ میں دخل انداز ہو کر یہ وعظ نہ فرمانا چاہیے جبکہ خود رسول اللہ ایسا نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ آیت "عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ" نازل ہوئی،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ

رسالہ در مذہبِ فاروقِ اعظم

مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

خطبہ

تمام حمد اللہ وحدہٗ لاشریک کے شایاں ہے۔ اور درود وسلام اُس کے فرستادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب۔ جس کی تشریف آوری کے بعد کسی قسم کا نبی مبعوث نہ ہوگا

بعد ازیں!

بندۂ ناچیز رحمتِ خداوندی کا محتاج ولی اللہ ابن عبدالرحیم امیدوارِ مغفرت عرض گذار ہے۔ کہ:

اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں یہ خیال پیدا فرما دیا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (وارضاہ) کے اجتہادات پر ایک رسالہ مرتب کروں۔ (جو حسب ذیل ہے)

مُقدّمہ

امیر المومنین جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ برحق ہیں، آنحضرت صلعم نے (وحیِ خفی) کے ذریعہ سیدنا حضرت عمر کو "حق گو" اور "مُصیب" کی بشارت سے سرفراز فرمایا، حضرت عمر کا رجوع الی اللہ کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ (مترجم ۔ مصطلحات جدیدہ دو لفظ یعنی "مُصیب" اور "مُخطی" اربابِ اجتہاد کے لئے مختص ہیں)

حضرت عمر اجتہادات میں مصیب ہیں۔

حضرت عمر کے اجتہادات میں اصابت (مصیب ہونا) اِس حدِ کمال تک ہے، کہ آئمۂ اربعہ کی پوری فقہ آپ ہی کے متونِ اجتہاد کی شرح ہے۔ امیرالمومنین فاروق اس مقام میں "مجتہد مطلق" کے درجہ پر فائق ہیں

حضرت عمر مجتہد علی الاطلاق ہیں۔

آئمۂ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل) رضی اللہ تعالےٰ عنہم ایسے مجتہد منتسب ہیں، جو درجۂ اجتہادات میں مجتہد مطلق[1] ہونے کی بجائے حضرت عمر کے فیضان سے بہرہ مند ہیں۔

---

[1] "مجتہد مطلق" اور "مجتہد منتسب" ہر دو کے مفہوم میں بیّن وجہِ تفاوت ہے۔ اوّل الذکر یعنی "مجتہد مطلق" اصل ہے۔ اور ثانی — اس کی فرع۔

مجتہد مطلق اپنا خاص مسلک رکھتا ہے۔ جیسے آئمۂ اربعہ ....، مگر قسمِ ثانی یعنی "مجتہد منتسب" باوجود قوتِ اجتہاد اپنے مسلک خاص کی بجائے انہی آئمۂ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) میں سے کسی ایک کا مقلد بھی ہے، اور بذاتہٖ صاحبِ اجتہاد بھی ہے، جیسے آئمہ احناف میں جناب امام محمد ہیں۔ قاضی ابویوسف اور امام زفر ہیں۔ جو قدرتِ اجتہاد کے باوجود امام ابوحنیفہ کے مقلد بھی ہیں۔ بدیں سبب یہ حضرات مجتہد مطلق نہیں، بلکہ مجتہد منتسب ہیں۔ یہی منزلت سیّدنا عمر فاروق کی ہے کہ آپ بذاتہٖ مجتہد مطلق ہیں۔ اور چونکہ آئمۂ اربعہ اپنے مجتہدات میں امیرالمومنین حضرت عمر کے تابع ہیں۔ بدیں سبب یہ چاروں آئمہ مجتہد منتسب ہیں۔ ورنہ اپنے اپنے مقام پر ہر چہار امام (رضی اللہ عنہم) مجتہد مطلق ہی ہیں۔

مترجم

شریعت کے دلائلِ اربعہ

(جو حضرت عمر فاروق کے نزدیک حجت ہیں)

مشتمل بر یک روایت نمبر (۱)

۱۔ کتاب اللہ

۲۔ سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۳۔ اِجماع

۴۔ قیاس

قاضی شُریح کے نام تحریری فرمان

(۱) بروایت سنن دارمی حضرت عمر نے اپنے مقرر کردہ قاضی حضرت شریح (بن حارث الکوفی النخعی) کی طرف اپنے ایک فرمان میں لکھا۔ کہ اے شُریح !

کتاب اللہ :۔

"فصلِ مقدمات میں کتاب اللہ کو مقدم رکھیئے۔ اور اس کے مقابلہ میں کسی اور طرف التفات نہ کیجئے"

سُنّت :۔

"کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش آمدہ مقدمہ کا فیصلہ مل سکے تو اُس کے ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر نگاہ نہ کیجئے"۔

اجماع :۔

"قرآن وحدیث دونوں اگر کسی معاملہ میں رہبری نہ فرماسکیں تو زیر تفتیش معاملہ پر اکابر اہلِ علم کے متفقہ اجماع کے مطابق حکم دیجئے"۔

اجتہاد :۔

"اور اگر کتاب وسنت اور اِجماع اکابر سب کے سب پیش آمدہ قضیئے میں خاموش

ہیں۔ تو مندرجہ ذیل (۳) صورتوں میں سے کسی ایک پر کاربند رہیئے۔

"ا۔ "صرف اپنے اجتہاد کی رہبری حاصل کیجیے۔ بشرطیکہ اس مسئلہ میں آپ سے قبل کسی اور نے پیش آمدہ مسئلہ میں کچھ نہ کہا ہو۔ (ورنہ اپنے سے کسی قبل کے صاحب اجتہاد کے فتویٰ پر عمل کیجیے۔ (مترجم)

"ب۔ "اپنے سے بہتر اہل علم کو اپنا ہادی سمجھئے۔ بشرطیکہ ان لوگوں کے سامنے بھی ایسے حضرات کا اجتہاد پیش نظر ہو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا و اصحاب سے براہِ راست فیضان کرنے میں کامیاب ہوئے"

ج۔ مذکورۃ الصدر اصحاب کے بعد وہ حضرات بہتر ہیں۔ جو آپ کے معاصر ہیں۔ ان دونوں قسموں میں جو اصحاب آپ کے نزدیک زیادہ قابل اعتماد ہوں۔ ان کی ترجیح کا مدار آپ کی رائے پر ہے"

"اے شریح! اگر آپ نے اس طرح مقدمات کا فیصلہ کیا۔ تو آپ کے حق میں بہتر ہو گا"

سُنّتِ نبویؐ سے عمومِ قرآنی کی تخصیص

اور

مجمل آیات کی تفسیر

مشتمل بر (۷) روایات، از نمبر (۲) تا (۸)

(۲) بروایت سنن دارمی . . . حضرت عمر فرماتے ہیں: "(اے لوگو!) وہ زمانہ بھی آنے والا ہے۔ کہ بعض لوگ قرآن کی آیات متشابہات میں غلط بحث کرکے تمہیں الجھان میں ڈالیں گے تمہیں چاہیئے کہ ایسے موقعوں پر قرآن کی وضاحت اور تفسیر سُنّت کی امداد سے کرو۔ اور یاد رکھو کہ کتاب اللہ کی تفسیر کرنے والوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ ہیں

کیسے راوی کی حدیث قابلِ قبول ہے

(۳) بروایت صحیح مسلم . . . امیرالمومنین حضرت عمر فرماتے ہیں کہ "جو شخص تحقیق کے بغیر کسی

سُنی ہوئی بات کو دوسروں سے بیان کر دے اُس کے کاذب ہونے میں کوئی کلام نہیں"

(۴) بروایت بیہقی۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول ہے" امیرالمومنین نے ہمیں تاکید فرمائی کہ ہم ثقہ[1] راوی کے بغیر کسی کی روایت قبول نہ کریں"

خبرِ[2] احاد جو صدوق سے منقول ہو اگرچہ خلاف قیاس ہو

امام شافعی نے اس باب میں چند واقعات قلمبند فرمائے ہیں۔ از اں جملہ

ہاتھ کی انگلیوں میں تفاضل پر دیت کا مدار

(۵) بروایت امام شافعی حضرت عمر نے فتویٰ دیا کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کی

---

[1] مترجم۔ لفظ "ثقہ" محدثین کی اصطلاح میں لغوی معنوں سے بہت کچھ مختلف ہے، یعنی ثقہ راوی وہ ہے، جو دیندار ہو۔ مروت کو ہو، پارسائی کا نمونہ اور قوت حافظہ میں ممتاز ہو، وغیرہ، پھر ان صفات کے ساتھ اس کی شہرت بھی عام ہو، کبھی کذب کا اس کی ذات سے انتساب نہ کیا گیا ہو، جب وہ تقویٰ و حفظ و دیانت و امانت میں یوں ممتاز اقران ہو، تب اُسے "ثقہ کہا جائے گا

[2] مترجم۔ خبرِ واحد کی صورت یہ ہے، مثلاً ایک روایت میں مندرجہ ذیل (۵) راوی ہیں ـــ أ - بٓ - جٓ - دٓ - ھٓ۔

اور سب ثقہ و صدوق ہیں، اور ان میں سے أ - ب سے اور ب - ج سے پھر ج - د سے اور دال - ھ سے روایت کرتا ہے تو اسی قدر کافی نہیں، بلکہ یہی روایت کسی اور سلسلہ سے بھی مروی ہونا چاہئے، ورنہ الف سے لے کر ھ تک اگر کوئی ایک راوی بھی روایت میں منفرد رہ گیا، اور کسی اور نے اس روایت کو بیان نہ کیا تو یہ "خبرِ واحد" ہوگی

خبرِ واحد کے مقابلہ میں خبرِ متواتر ہے، یعنی ایک ہی روایت مختلف اسناد سے مروی ہو، اور اس سلسلہ کا کوئی راوی منفرد نہ ہو، افسوس ہے، کہ اس کی وضاحت اصولِ حدیث کی کتابوں کے بغیر پوری طرح احاطہ میں نہیں آسکتی

دیت ان کی منفعت اور حسن و خوبی کے مطابق دلوائی جائے (مترجم :۔ مثلاً ! ان میں چھنگلی نفع اور خوبصورتی و قوت میں باقی انگشت ہائے اربعہ سے کم درجہ پر ہے اور انگشت سبابہ قوت و خوبصورتی میں تمام انگلیوں میں فائق ہے لہذا چھنگلی کی دیت بقیہ چار سے کم اور سبابہ کی دیت باقی ہر چار سے زیادہ ، یہ تھا حضرت عمر کا ابتدائی فتویٰ) لیکن جب امیرالمومنین کو حضرت عمرو بن حزام کی یہ روایت ملی ، جو خبر آحاد (خبر واحد) تھی کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ
قال فی کل اصبع مما ھنالک عشر	کی پانچوں انگلیوں میں سے ہر ایک انگشت
من الابل	کی دیت دس دس شتر ہیں

تو امیرالمومنین نے اس روایت کے خبر آحاد ہونے کے باوجود اپنے قیاس[1] (اجتہاد) سے رجوع فرمالیا۔ (اور اس کے بعد ہر انگشت کی دیت مساوی مقرر فرمائی)

قبول خبر واحد کی دوسری مثال

مقتول کے وارثوں میں اس کی دیت کے مستحق کون کون اشخاص ہیں!

(۶) بروایت امام شافعی ... حضرت عمر کا ایک اجتہاد یہ ہے کہ مقتول اگر مرد ہو تو اس کی دیت میں اس کی زوجہ کو ترکہ نہ دیا جائے ، لیکن جس وقت آپ کو ضحاک بن سفیان کی یہ حدیث معلوم ہوئی کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک کی طرف
کتب الیہ ان یورث امرأۃ	تحریری مسئلہ لکھ کر بھیجا کہ اشیم ضبابی
اشیم الضبابی من دیتہ	کی دیت میں سے اسکی زوجہ کو بھی ترکہ دیا جائے

اور ضحاک کی اس روایت کے خبر احاد ہونے کے باوجود امیرالمومنین نے اپنے سابقہ قیاس سے رجوع فرمالیا

---

[1] مقصود قیاس مصطلح سے ہے ، جس کی تعریف یہ ہے " تعدیۃ الحکم من اصل الفرع لعلۃ واحدۃ " (کسی فروعی مسئلہ کا مبنی ہونا ایسی علت پر جو اصل و فرع دونوں میں مشترک ہو ۔ مترجم)

از نمبر ۔ تا ۔

قبولِ خبرِ واحدؔ کی تیسری مثال

دیتِ جنین

(مترجم :۔ صورتِ مسئلہ یہ ہے، کہ بچہ رحمِ مادر میں ہے جو کسی کے حملہ کرنے یا اس کی ضرب سے ساقط ہوگیا، یا زنِ حاملہ کو قتل کر دیا گیا جس سے جنین بھی مرگیا، ایسے بچہ کی دیت کا معاملہ ؟)

(۷) ایضاً بروایت امام شافعی ۔ ۔ ۔ شروع میں حضرت عمرؓ دیتِ جنین کے قائل نہ تھے، لیکن جب آپ کو حضرت حمل بن مالک کی روایت ملی، تو آپ نے اپنے سابق فتوٰی سے رجوع کرتے ہوئے فرمایا

لو لم نسمع ھذا لقضینا بغیر ھذا — اگر ہم اس حدیث پر مطلع نہ ہوتے تو ہمارا فتوٰی خلافِ حدیث ہی رہتا

حالانکہ یہ روایت[1] خبرِ آحاد تھی

---

[1] گو حمل بن مالک کی یہ روایت مؤلفؒ نے متن میں نقل نہیں فرمائی

عن طاؤس عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال اذکر اللہ امرأ سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنین شیئًا ، فقام حمل بن مالک النابغۃ فقال کنت بین جاریتین فضرب احدٰھما الاخرٰی بمسطح فالقت جنینًا فقضٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ بغرۃ ، فقال عمر ان کدنا ان نقضی فی مثل ھذا بآرائنا (کتاب الام للشافعی)

(از طاؤس) حضرت عمرؓ نے (منٰی) میں پوچھا کسی کو جنین کی دیت پر حدیث معلوم ہو تو مجھے بتائے، اس پر حمل بن مالک نے فرمایا میری موجودگی میں دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں ایک نے اپنی حریف کو خیمے کی چوب ماری جس سے مضروبہ کا حمل ساقط ہوگیا، رسول اللہؐ کے پاس یہ مقدمہ آیا، تو آپؐ نے اس پر فیصلہ صادر فرمایا کہ "حملہ کرنے والی عورت ایک غلام آزاد کرے" حضرت عمرؓ نے یہ روایت سُنکر فرمایا، "اگر ہمیں یہ حدیث نہ ملتی تو ہم محض قیاس پر رسول اللہ کے خلاف فتوٰی دینے پر قائم رہتے" (مترجم)

از نمبر ۸ تا —

قبولِ خبر واحد کی چوتھی مثال

وبا زدہ علاقہ میں استقرار و قیام کا مسئلہ

(مترجم :- صورت مسئلہ یہ ہے کسی بستی میں مثلاً وبا ہیضہ پھوٹ نکلی، اب اس میں استقرار وقیام ضروری ہے یا اس بستی سے نکل کر باہر جا سکتے ہیں ؟ اور اگر آبادی سے باہر سکونت کے لئے نکل سکتے ہیں، تو صرف بستی کے سیوانے ہی تک یا کسی اور بستی میں منتقل ہو سکتے ہیں ؟)

(۸) امام شافعی اعتراضاً فرماتے ہیں . . . اور جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر نے ارضِ وبا (وبا زدہ سرزمین) (میں نہ جانے) کے متعلق حدیث[له]

له مترجم :- یہ حدیث اگرچہ طویل ہے، مگر چند در چند فوائد کی حامل ہے

عن ابن عباس	حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں :-
ان عمر بن الخطاب خرج	جس موقعہ پر حضرت عمر نے شام کے سفر کا
الى الشام حتى اذا كان بسرغ	ارادہ فرمایا، تو ابھی مدینہ منورہ سے چل کر
لقيه امراء الاجناد ابو عبيدة	(کچھ ہی دور) مقام سرغ پر پہنچے تھے کہ اُدھر
بن الجراح واصحابه	سے حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ہمسفر
فاخبروه ان الوباء قد	آپ سے آملے، اور انھوں نے اطلاع دی
وقع بالشام قال ابن عباس	کہ شام میں ہیضہ پھوٹ نکلا ہے، ابن عباس
فقال عمر ادع لى المهاجرين	(راوی حدیث) فرماتے ہیں حضرت عمر نے
الاولين فدعاهم	فرمایا مجھے اس معاملہ میں رسول اللہ کی حدیث
فاستشارهم واخبرهم	معلوم کرنا ہے مہاجرین اولین کو بلا لیجئے
ان الوباء قد وقع	جب وہ آگئے، تو یہ حضرات اس معاملہ میں کوئی
بالشام فاختلفوا فقال	حدیث بیان نہ کر سکے ان میں سے بعض نے
بعضهم قد خرجت	یہ مشورہ دیا کہ آپ سفر سے نکل ہی آئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸

الامر ولا نری ان ترجع عنه وقال بعضهم معك بقية الناس واصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا نری ان تقدمهم علی هٰذا الوباء فقال ارتفعوا عنی! ثم قال ادع لی الانصار فدعوتهم فاستشارهم فسلکوا سبیل المهاجرین واختلفوا کاختلافهم

ہیں، اب واپس لوٹنا مناسب نہیں مگر بعض نے یہ رائے دی کہ آپ کے ہمراہ وہ حضرات ہیں جو اصحاب رسول اللہ میں سے بطور یادگار کے باقی رہ گئے ہیں اور وہاں وبا پھوٹ رہی ہے آپ وہاں نہ جائیے حضرت عمر نے ان سے فرمایا، اب آپ لوگ جائیے، اور اس کے بعد آپ نے مجھ (ابن عباس سے) فرمایا، انصار کو بلاؤ اور ان سے مشورہ لیا، تو انھوں نے بھی وہی کہا جو مہاجرین نے کہا تھا

ثم قال ادع لی من کان ههنا من مشیخة قریش من مهاجرة الفتح فدعوتهم فلم یختلف علیه منهم رجلان فقالوا نری ان ترجع بالناس ولا تقدمهم علی هٰذا الوباء فنادی عمر فی الناس انی مصبح علی ظهر فاصبحوا علیه فقال ابو عبیدة افرارا من قدر الله؟ فقال عمر لو غیرك قالها یا ابا عبیدة! نعم! نفر من قدر الله الی قدر الله! ارایت لو کان

پھر مجھے (ابن عباس سے) فرمایا، کہ مہاجرین کے ان اکابر کو بلاؤ جو فتح مکہ کے موقعہ پر ہجرت فرما ہوئے، اور جب میں (ابن عباس) انہیں بلا لیا تو ان سب نے بلا اختلاف یہ مشورہ دیا کہ ہماری رائے میں آپ اپنے ساتھیوں سمیت واپس مدینہ تشریف لے چلئے، اور اس وبا میں نہ جائیے، حضرت عمر نے اعلان عام، فرمادیا کہ ہاں! اب میں واپس ہی جاتا ہوں، یہ کہا اور اپنی سواری پر بیٹھ گئے، اور آپ کے ساتھی بھی انہی کی مانند اپنی اپنی سواریوں پر آ بیٹھے

یہ دیکھ کر ابو عبیدہ نے حضرت عمر سے کہا آپ

حالانکہ یہ عبرت ناک ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹

لك ابل هبطت واديًا له عدوتان احدهما خصبة والاخرى جدبة اليس ان رعيت الخصبة رعيتها بقدر الله وان رعيت الجدبة رعيتها بقدر الله قال فجاء عبد الرحمن ابن عوف وكان متغيبا فى بعض حاجته فقال ان عندى فى هذه علمًا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا عليه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارًا منه قال فحمد الله عمر ثم انصرف

(بخاری
كتاب الطب
باب ما يذكر
من الطاعون)

تقدیر الٰہی سے بھاگ رہے ہیں؟ امیرالمؤمنین نے فرمایا، اے ابو عبیدہ! کاش! تم نے تو یہ نہ کہا ہوتا! ہاں! ہاں! میں تقدیر خداوندی سے بھاگ کر تقدیر خداوندی ہی کی طرف جا رہا ہوں! اے ابو عبیدہ! یہ تو بتائیے کہ اگر آپ کے پاس اونٹوں کا گلہ ہو جسے آپ ایسے جنگل میں چرانے کے لئے لے جائیں کہ اس جنگل کا ایک کونہ تو سرسبز و شاداب ہے مگر دوسرا گوشہ بالکل خشک اور بے آب و گیاہ! تو کیا آپ اپنا ریوڑ سرسبز حصہ میں نہ چرائیں گے؟ یعنی اگر آپ سرسبز میں چرائیں گے، تو یہ بھی تقدیر الٰہی ہی ہوگی اور اگر آپ اُسے بے آب و گیاہ گوشے میں لے جائیں گے، تو یہ بھی تقدیر الٰہی ہی ہوگی اسی دوران میں عبدالرحمٰن بن عوف تشریف لے آئے جو کسی ضرورت کے لئے اس وقت وہاں سے غیر حاضر تھے جب انھوں نے یہ سنا، تو فرمایا، اس مسئلہ کا مجھے علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ "جب تم کسی سرزمین میں مرض متعدی (وبا) کی خبر سنو، تو وہاں جانے سے رُک جاؤ، اور اگر وبا تمہاری سرزمین میں پھوٹ نکلی ہے تو تم وہاں سے قدم باہر مت نکالو" اسپر (ابن عوف سے یہ حدیث سنکر) حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں امام شافعی نے مذکورۃ الصدر واقعات و دلائل قلمبند فرمانے کے بعد اُن معترضین کا تذکرہ فرمایا ہے، جو یہ کہتے ہیں، کہ باوجود ان واقعات کے حضرت عمر "خبر آحاد" کو علی الاطلاق حجت نہ سمجھتے تھے

امام شافعی ان لوگوں کے جواب میں فرماتے ہیں

اگر کسی موقعہ پر حضرت عمر نے "خبر آحاد" کی تصدیق طلب فرمائی، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس روایت کا راوی اپنی قلتِ ثقاہت اور ضعفِ حافظہ کی وجہ سے پوری طرح قابلِ اعتماد نہ تھا

اور کسی موقعہ پر امیر المومنین نے "مخبر آحاد" کی توثیق اس لئے طلب فرمائی کہ بیان کردہ مسئلہ حدیث میں قدرے گنجلک رہ گئی تھی جو دوسرے راوی کے بیان (حدیث) سے از خود رفع ہو سکتی تھی لیکن حضرت عمر کا کسی موقعہ پر بھی اس طرح توثیق طلب کرنے کا یہ مطلب نہ تھا، کہ وہ سرے سے "خبر آحاد" کی حجیت میں متردد تھے، اور یہ حقیقت مسلّم ہے، کہ ایک ہی واقعہ میں ایک سے زائد شہادتوں سے نفس الامر کی تقویت ہو کر شبہ کی گنجائش زائل ہو جاتی ہے، جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا واقعہ[1] ہے

---

[1] مترجم: حضرت ابوموسیٰ اشعری امیر المومنین کے دولت خانہ پر گئے اور دروازہ پر کھڑے کھڑے تین مرتبہ السلام علیکم! (۲) (۳) پکارا، مگر اندر سے جواب نہ ملنے پر اُلٹے پاؤں لوٹ آئے، اتنے ہی میں حضرت عمر باہر تشریف لے آئے اور اُنہوں نے ابوموسیٰ کو روک کر یوں سلام کہنے پھر واپس لوٹ جانے کا سبب دریافت فرمایا، تو حضرت ابوموسیٰ نے یہ حدیث بیان فرمائی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استاذن احدکم ثلاثا ولم یؤذن فلیرجع	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر اسکی ملاقات کے لئے جائے، تو پہلے دروازے سے باہر کھڑے ہو کر (۳) مرتبہ السلام علیکم پکارے، اگر گھر والے جواب نہ دیں تو اُسے واپس لوٹ آنا چاہیئے

نقد ماشد رصلا

(از نمبر ۹ — تا ۱۰)

اجماع

بر یک روایت نمبر (۹)

(۹) بروایت امام شافعی ... امیر المومنین عمر فاروق نے (مقام) جابیہ[1] پر جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں (اجماع امت پر) یہ حدیث پڑھی

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو

من سرہ بحبحة الجنة — جنت کے وسط میں رہنا پسند ہو، اسے جماعت

فلیلزم الجماعة — کے ساتھ مل کر رہنا چاہیئے

اور حضرت عمر نے اس حدیث سے "اجماع" پر استدلال فرمایا

شرط قیاس[2]

مشتمل بر (۵) روایات از نمبر (۱۰) — تا — (۱۴)

(۱۰) بروایت دارقطنی ... امیر المومنین فاروق اعظم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری (عامل بصرہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱

جب یہ حدیث حضرت عمر نے سنی، تو ابو موسیٰ سے اسکی توثیق طلب فرمائی، اور توثیق نہ ملنے پر حضرت ابو موسیٰ کو حد کذب لگانے کا ارادہ ظاہر فرمادیا، حضرت عمر کی یہ تہدید سنکر جناب اُبی بن ابی کعب نے یہی حدیث اپنی طرف سے بیان کرنے کے بعد امیر المومنین سے کہا

یا ابن الخطاب فلا تکونن عذابًا علی — اے ابن الخطاب! تمہیں رسول اللہ کے

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! — اصحاب پر یوں عذاب نہ بن جانا چاہیئے

حضرت عمر نے ابی بن ابی کعب کے جواب میں فرمایا

سبحان اللہ! انما سمعت شیئاً — (سبحان اللہ) میں نے ایک روایت سنی، اور اسکی

فاحببت ان اثبت — توثیق طلب کرلی (اس میں کیا مضائقہ ہے)

---

[1] مترجم:- جابیہ بیت المقدس کے باہر ایک مقام ہے، جہاں فتح بیت المقدس سے قبل امیر المومنین نے مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا (ملخص از الفاروق مولانا شبلی نعمانی)

[2] کسی مسئلہ میں اگر کتاب و سنّت دونوں میں سے کسی ایک سے بھی دلیل نہیں ملتی، تو اس وقت قیاس (اجتہاد) کے بغیر چارہ نہیں جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر کا خود معمول تھا، اور آپ نے اپنے مقرر کردہ قاضی شریح کو تاکید فرمائی جس کی وضاحت (۱ تا ۶) پر گذر چکی ہے

کی طرف یہ تحریری فرمان بھیجا

الفہم ! الفہم ! فیما یختلج فی	اے ابوموسیٰ :
صدرك مما لم یبلغك	جس معاملہ کی تحقیق مدنظر ہو، اوّلاً اسے کتاب اللہ
فی الکتٰب والسنۃ	میں دیکھئے، اگر اس میں نہ ملے تو سنت میں تلاش
واعرف الامثال والاشباہ	کیجئے، اس میں بھی نہ ملے، تو اس واقعہ کے
ثم قس الامور عند ذٰلك	ہم شکل واقعات کو دریافت کیجئے، پھر ان پر قیاس
فاعمد الی احبها الی اللہ عزوجل	کرکے جو چیز آپ کے نزدیک عند اللہ زیادہ
واشبهها بالحق فیما تری	قریب اور مشابہ ہو، اس پر اعتماد کیجئے

جس معاملہ میں وحی نازل نہیں ہوئی، اس کی کُرید مکروہ ہے

(۱۱) بروایت سُنن دارمی . . . امیرالمومنین سے کسی شخص نے ایسے مسئلہ کا جواب معلوم کرنا چاہا، جو دراصل سائل کو درپیش نہ تھا، حضرت عمرؓ نے اُسے فرمایا "ضرورت پیش آنے سے قبل فرضی طور پر سوال ذہن میں قائم نہ کرو، اور نہ اس کا جواب تلاش کرو" بلکہ ایسے شخص پر حضرت عمرؓ نے لعنت کی

(۱۲) بروایت دارمی . . . حتیٰ کہ امیرالمومنین نے برسرِ منبر یہ اعلان فرمایا کہ "میں ہر ایسے شخص کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں، جو ان امور کے متعلق سوالات قائم کرے، جن کا ابھی وقوع نہیں ہُوا، کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے، اُس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ذکر فرما دیا ہے، یعنی اللہ تعالےٰ اس امر کا متکفل ہوچکا ہے کہ ہر ایک ستنۃ امر کے ظہور پر اس معاملہ کی صوابدید کے مطابق ان میں سے کسی نہ کسی مسلمان کو الہام کے ذریعہ مطلع فرمادے" (یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، مگر حکماً مرفوع ہے)

(۱۳) جیسا کہ سنن دارمی کی روایت ہے

ان النبی صلعم قال لا تعجلوا	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وقت آنے
بالبلیۃ قبل نزولها	سے قبل مسائل کی کُرید مت کرو، اگر تم اس سلیقے
فانکم ان لا تعجلوا قبل	کے ساتھ رہو گے تو مسلمانوں میں کوئی نہ کوئی
نزولها لا ینفك المسلمون	شخص ایسا نکل آئے گا، کہ وہ وقت پڑے پر

وفیہم اذھی نزلت من اذ	غیب سے مدد حاصل کرکے (یعنی اپنے اجتہاد
قال وُفق وسدد	وقیاس میں بصورت اصابت) اور اگر تم جلت
وانکم ان تعجلوا تختلف بکم	کروگے، تو تمہاری رائیں ایک دوسرے سے
الاھواء فتاخذ وا ھکذا	مختلف ہو جائینگی، اور تم ادھر ادھر بکھر
وھکذا و اشار بین یدیہ	جاؤگے، آپ نے یہ بات دائیں بائیں اشارہ
وعن یمینہ وعن شمالہ	کرکے فرمائی

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا، کہ مسلمانوں کو جن مسائل کی ضرورت پیش آنے والی ہے قرآن نے وہ تمام مسائل بیان کر دیئے ہیں، دوسرا مفہوم یہ متبادر ہوسکتا ہے، کہ کتاب و سنت اجمالاً تمام احکام پر مشتمل ہیں جیسا کہ امام شافعی نے اپنے کلام میں یہ اشارہ فرمایا ہے

(۱۴) بروایت دارمی ... ابن مجبر فرماتے ہیں، ہم لوگوں نے کبھی فرضی مسائل پر گفتگو نہیں کی، کیونکہ ہمارا یقین ہے، کہ جب تک قرآن کی مزاولت رہے گی علم کا ارتفاع نہ ہوگا

علم میں مجادلہ

مشتمل بر (۱) روایت نمبر (۱۵)

(۱۵) بروایت دارمی ... حضرت عمر نے فرمایا، کہ علم میں بے بنیاد قیاس کے مطابق گفتگو مت کرو (مترجم۔ یعنی جب کتاب و سنت سے دلیل نہ ملے، تو قیاس شرعی کے بغیر زبان نہ کھولو)

کتاب الطہارت

مشتمل بر (۵۱) روایات از نمبر (۱۶) ــــ تا ــــ (۶۶)

نماز کے لئے طہارت شرط ہے

(۱۶) بروایت ابوبکر ... امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ نماز بغیر طہارت قبول نہ ہوگی (اور یہ ایک مرفوع[1] حدیث کا مفہوم ہے)

---

[1] مترجم۔ حدیث مرفوع کی تعریف یہ ہے، "معرفۃ المرفوع ھو ما اُضیف إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یقع مطلق علی غیر ذلک علی الصحابۃ وغیرھم" (مقدمہ ابن الصلاح)

کیفیت وضو

(۱۷) بروایت امام ابو حنیفہ ... اسود بن یزید فرماتے ہیں، میں نے امیرالمومنین فاروق اعظم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھ ۲ دو مرتبہ دھوئے۔ ۲ دو ہی مرتبہ کلی کی، ۲ دو مرتبہ ہی ناک کو پانی سے صاف کیا، اسی طرح ۲ دو مرتبہ چہرہ اور کہنی دھوئیں پھر ایک مرتبہ پانی لیا تو سر کے سامنے کا مسح فرمایا، دوسری دفعہ پانی لیا تو سر کے عقب کا مسح کیا اور دونوں ہاتھوں کی انگلی کانوں میں داخل کیں جن سے کانوں کے نیچے کے حصہ پران کی لو تک مسح کیا، اسی طرح دونوں پیر ۲ دو مرتبہ دھوئے

وضو میں تین تین مرتبہ اعضا پر پانی بہانا افضل ہے

(۱۸) بروایت ابوبکر ... امیرالمومنین نے فرمایا، کہ وضو میں اعضا پر ۳ تین مرتبہ پانی بہانا افضل ہے، اگرچہ ۲ دو مرتبہ بھی کفایت کر سکتا ہے

(۱۹) بروایت ابوبکر ... فرمایا حضرت عمر نے کہ کلی ۲ دو مرتبہ۔ ناک ۲ دو مرتبہ، ہاتھ اور پیر ۲ دو مرتبہ دھونا جائز ہے مگر افضل ہر ایک کا ۳ تین مرتبہ دھونا ہے

انگشت پا میں تخلیل

(۲۰) بروایت ابوبکر ... کچھ لوگ وضو کر رہے تھے، ادھر سے حضرت عمر کا گذر ہوا آپ نے انہیں تاکید فرمائی کہ وضو کرتے وقت پاؤں کی انگلیوں میں تخلیل ترک نہ کیجئے

(۲۱) بروایت ابوبکر ... امیرالمومنین کے سامنے ایک شخص نے وضو کرتے ہوئے پاؤں کے تلوے خشک چھوڑ دیئے یہ دیکھ کر آپ نے اُسے فرمایا کیا یہ (تلوے) آپ نے دوزخ کی آگ میں جلنے کے لئے خشک چھوڑ دیئے ہیں ؟

(۲۲) بروایت ابوبکر ... حضرت عمر نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جس کے پیر میں ذرا سی جگہ خشک رہ گئی تھی آپ نے اُسے وضو اور نماز دونوں کے اعادہ کا ارشاد فرمایا

(۲۳) ایضاً بروایت ابوبکر ... حضرت عمر نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا مگر اس کے کسی عضو کا ذرا سا حصہ خشک رہ گیا تھا، آپ نے اُسے فرمایا، کہ وہ اسے تر کرلے، اور

نماز کا بھی اعادہ کرے۔

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں — مذکورہ ہر دو روایت کی بنا پر اہل علم کا نفس مسئلہ میں اختلاف ہے، مگر صحیح یہ ہے، کہ پہلی روایت (۲۲) مبہم ہے، اور نمبر (۲۳) نمبر (۲۱) کی تفسیر ہے

فرضیتِ نیتِ وضو

(۲۴) بروایت امام شافعی ...

عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم — روایت ہے حضرت عمر سے، کہ رسول اللہ نے

الاعمال بالنیات (الحدیث) — فرمایا ہر امر کی صحت و اکمال کا انحصار نیت پر ہے

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام شافعی کا اس حدیث کے نقل کرنے سے یہ منشا ہے، کہ وضو میں نیت فرض ہے۔ اور بیہقی فرماتے ہیں کہ (امام) شافعی کے نزدیک حدیث "انما الاعمال بالنیات" پورے دین کا ایک ثلث ہے

تجدیدِ وضو

(۲۵) بروایت امام مالک و امام شافعی ... حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر وضو کرنے کے بعد کوئی شخص کروٹ پر لیٹ گیا، اور اس حالت میں اس پر غنودگی کا اثر ہو گیا، تو اسے از سر نو دوسرا وضو کرنا چاہیئے

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ دونوں کے مسلک میں یہ اختلاف ہے:

ا - امام شافعی کا مسلک ہے، کہ اگر بیٹھے بیٹھے دونوں قدموں کے سوا بدن کا حصہ اسفل (سرین) زمین سے لگ گیا او غنودگی طاری ہو گئی تو تجدیدِ وضو لازم ہے

ب - امام ابو حنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ با وضو شخص نے اپنے کسی پہلو پر ٹیک لگا رکھی ہے اور اس پر غنودگی طاری ہوگئی ایسی ٹیک پر جو غنودگی کا سبب ہوئی تجدیدِ وضو لازم ہے

پکا ہوا گوشت کھانے کے بعد تجدیدِ وضو!

(۲۶) بروایت ابوبکر ... حضرت جابر بن عبداللہ (صحابی) فرماتے

اکلت مع رسول اللہ	مجھے آنحضرت صلعم، شیخین اور حضرت عثمان
صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر	ہر ایک کے دسترخوان پر گوشت، روٹی کھانے
وعمر وعثمان خبزاً	کا اتفاق ہوا، اور ان میں سے کسی نے اس
ولحماً فصلوا ولم	وجہ سے وضو کی تجدید نہ فرمائی کہ انہوں
یتوضؤا	نے کھانے میں گوشت تناول فرمایا ہے

(مترجم: یعنی امیر المومنین حضرت عمر کے اجتہاد میں پکا ہوا گوشت کھانے پر تجدید وضو نہیں)

جنبی کے لئے تیمم

(۲۷) بروایت امام شافعی ... امیر المومنین حضرت عمر اور جناب عبداللہ بن مسعود دونوں کا مسلک ہے کہ جنبی کے لئے غسل واجب ہے (اور تیمم کافی نہیں) لیکن ان دونوں حضرات کے نزدیک اگر عورت کی تقبیل یا اس سے مس ... کیا جائے تو تجدید وضو لازم آتی ہے۔ (مترجم: اگرچہ خروج مذی نہ ہوا)

مس ذکر پر تجدید وضو

(۲۸) بروایت امام شافعی ... (ایک مرتبہ) نماز میں پہلی رکعت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عمر کا ہاتھ شرمگاہ سے مس ہوگیا، تو آپ مقتدیوں کو اسی طرح قیام جاری رکھنے کا اشارہ فرما کر باہر آئے، دوسرا وضو کیا اور واپس تشریف لا کر بقیہ نماز پوری کی

(مترجم: اور جو رکعت آپ نے پڑھ لی تھی اس کی تجدید نہیں فرمائی)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ "مس ذکر" میں دونوں طرف دلائل اور مفصل بحثیں ہیں، مگر حضرت عمر کا یہی مسلک ہے

خروج مذی پر غسل واجب ہے یا تجدید وضو کافی ہے

(۲۹) بروایت امام مالک و شافعی ... حضرت عمر نے فرمایا "بعض اوقات خود میری مذی بھی خارج ہو جاتی ہے، ایسی حالت جس کسی کو پیش آئے، اسے چاہیئے کہ مقام وضو کی طہارت کے بعد تجدید وضو کرلے"۔ (مترجم: یعنی خروج مذی پر حضرت عمر کے نزدیک غسل واجب نہیں)

اگر بغل میں ہاتھ لگ جائے تو ہاتھ دھو لیجئے

(۳۰) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے ایک شخص کو بغل میں ہاتھ لگاتے دیکھ کر فرمایا "جایئے اپنا ہاتھ دھو آیئے"

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں، "میں حضرت عمر کے اس مسئلہ کی توجیہ نہیں سمجھ سکا۔"

اس پر شاہ ولی اللہ (مؤلف رسالہ ہذا) نے لکھا ہے کہ "حضرت عمر کا یہ اہتمام استحباب و نظافت پر مبنی ہے" (مترجم: کیونکہ بغل ہر وقت غلیظ سی رہتی ہے)

آداب الخلاء

کھڑے ہو کر بول کرنا منع ہے

(۳۱) بروایت بغوی... حضرت عمر فرماتے ہیں

عن عمر قال رآنی النبی	حضرت عمر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابول	صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر
قائما فقال یا عمر لا	بول کرتے دیکھا، تو فرمایا اے عمر کھڑے ہو کر
تبل قائما	بول نہ کیا کیجئے

ازالۂ نجاست پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی یا پتھر سے

(۳۲) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین بعد از بول پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی یا دیوار یا پتھر سے ازالۂ نجاست فرماتے

ش ! ولی اللہ فرماتے ہیں، "مسئلہ رفع نجاست بعد از بول میں تمام علمائے اہل سنت حضرت عمر ہی کے اجتہاد پر متفق ہیں، اور اس باب میں کوئی مرفوع حدیث بھی نہیں۔ حضرت عمر کا یہ اجتہاد براز کی حدیث پر مبنی ہے" (مترجم: جس میں پانی نہ ملنے کی صورت میں پتھر وغیرہ سے ازالۂ نجاست براز کا ثبوت ملتا ہے)

ؒ مترجم: یعنی قضائے حاجت کے آداب

ؑ مذکورہ حدیث ام المومنین (عائشہ صدیقہ) سے ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو اسے پتھر کے (۳) ڈھیلے استعمال کرنا چاہئیں (ابوداؤد و نسائی) مترجم!

چرمی موزہ پر مسح

(۴۳) بروایت امام ابوحنیفہ ... حضرت عبداللہ بن عمر اور جناب سعد بن ابی وقاص دونوں میں، چرمی موزہ پر مسح کے معاملہ میں اختلاف ہوگیا (اول الذکر اس کو جائز سمجھتے تھے اور جناب سعد مانع جواز تھے) آخر دونوں صاحب امیرالمومنین کے پاس فیصلہ کے لئے گئے، آپ نے اپنے صاحبزادے (عبداللہ) سے فرمایا "اے فرزندِ من! فقاہت میں تمہارا چچا سعد تم پر فائق ہے"

(۴۴) امام مالک و امام شافعی اور دوسرے اصحاب کتب نے بھی یہ روایت بیان فرمائی ہے

---

۱۵ حضرت عبداللہ بن عمر کئی مسائل میں منفرد ہیں، حافظ ابن القیم نے عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس کے اندازِ اجتہاد پر لکھا ہے

وكذلك كان هذان الصاحبان	حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس دونوں
أحدهما يميل الى التشديد	اصحاب میں سے ایک صاحب کئی مسائل
والآخر الى الترخيص	میں شدت اور دوسرے صاحب رخصت
في غير مسئلة	کی طرف مائل ہیں
وعبدالله بن عمر كان يأخذ	حضرت عبداللہ بن عمر اکثر مسائل میں ایسی
من التشديد بأشياء	شدت پر ہیں، کہ جس میں کوئی اور صحابی
لا يوافقه عليها الصحابة	آپ سے موافق نہیں مثلاً!
(۱) فكان يغسل عينيه	(۱) حضرت عبداللہ بن عمر وضو میں آنکھ کے
في الوضوء حتى عمي	پپوٹوں میں پانی داخل کرتے جس سے ان کی
من ذلك	بصارت بھی زائل ہوگئی
(۲) وكان اذا مسح رأسه أفرد	(۲) مسح میں سر اور کانوں کے لئے علیحدہ
أذنيه بماء جديد	علیحدہ پانی لیتے

(بقیہ بر ص ۲۰)

(۳) وكان يمنع من دخول الحمام وكان اذا دخل اغتسل وابن عباس كان يدخل الحمام

(۳) حمام میں جانے سے منع فرماتے اور اگر یہ اتفاق ہوتا تو اسے غسل فرماتے مگر ابن عباسؓ حمام میں تشریف لے جاتے

(۴) وكان يتيمم بضربتين ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين ولا يقتصر على ضربة واحدة ولا على الكفين وكان ابن عباس يخالفه ويقول التيمم ضربة واحدة للوجه والكفين

(۴) تیمم میں ایک ضرب چہرے پر اور دوسری ضرب ہاتھوں اور کہنیوں کے لئے فرماتے مگر ابن عباس صرف ایک ہی ضرب سے چہرہ اور صرف دونوں ہاتھ کا مسح فرماتے (کہنیوں کا نہیں) اور اسی پر فتوے ارشاد فرماتے

(۵) وكان ابن عمر يتوضاء من قبلة امراته ويفتى بذلك

(۵) ابن عمر اپنی زوجہ کی تقبیل پر وضو فرماتے اور اسے فتویٰ بھی دیتے

(۶) وكان اذا قبّل اولاده تمضمض ثم صلّى وكان ابن عباس يقول ما ابالى قبلتها او شممت ريحانًا

(۶) اگر باوضو ہوتے اور اپنی اولاد کی تقبیل کرتے تو کلی کے بعد نماز ادا فرماتے، مگر ابن عباسؓ فرماتے کہ اولاد کی تقبیل یا پیار پر کوئی وضو نہیں یہ تو ہماری خوشبو ہے

(۷) وكان يامر من ذكر ان عليه صلوة وهو فى اخرى ان يتمها ثم يصلى الصلوة الذى ذكرها ثم يعيد الصلوة التى كان فيها.

(۷) اور ابن عمر فرماتے کہ جس شخص کو ادائے نماز کی حالت میں اپنی ترک شدہ نماز یاد آجائے تو اولاً پہلی نماز ادا کرے جب اسے ادا کر چکے تب دوسری نماز جسے وہ ادا کر رہا تھا شروع کرے

وعن نافع انه !

اور ـــ نافع سے روایت ہے، کہ

(۸) كان اذا ادرك مع الامام ركعة اضاف اليها اخرى فاذا فرغ من صلوة سجد سجدة

(۸) حضرت ابن عمر کی امام کے بعد اگر ایک رکعت رہ جاتی تو دوسری رکعت اس کے ساتھ ضم فرما کر سجدہ سہو بھی کرتے

بقیہ بر حاشیہ ص ۲۱

چرمی موزہ پر مسح کا وقت

(۳۵) بروایت امام ابو حنیفہ . . . امیر المؤمنین فاروق اعظم نے فرمایا، اگر چرمی موزہ وضو کرکے پہن لیا جائے تو مسافر کے لیے (۳) اور تین روز، مگر غیر مسافر کے لئے صرف ایک دن اور ایک شب تک مسح جائز ہے،

(۳۶) بروایت ابو بکر . . . یہی فتویٰ امیر المومنین نے زید بن وہب کی طرف تحریری بھجوایا (یہ زید ــــ تابعی ہیں، مترجم)

(۳۷) بروایت شافعی . . . حضرت عمر نے فرمایا، کہ اگر تم باوضو ہو کر خف (چرمی موزہ) پہن لو تو جب تک چاہو، ان پر مسح کرتے رہو (بغیر تحدید وقت)

ش ۱۵ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ امام شافعی کا بھی "قول قدیم" میں اسی پر فتویٰ تھا، پھر ("قول جدید" میں) اس سے رجوع فرما کر وقت معین کردیا،

امام بیہقی فرماتے ہیں، کہ جب حضرت عمر کو تعیینِ مدت کا علم (حدیث مرفوع سے) ہوا . تو آپ نے عدم تجدید (نمبر ۳۷) سے رجوع فرمالیا

غسلِ جنابت

(۳۸) بروایت ابو بکر . . غسلِ جنابت میں حضرت عمر کا معمول یہ تھا، کہ پہلے آپ استنجا کرتے، پھر ترتیب وار وضو فرماتے، جس میں کلی (۳) مرتبہ ہوتی، آخر وضو کے بعد بدن پر پانی اونڈھیلنا شروع فرماتے

(۳۹) بروایت ابو بکر . . . (چنانچہ) ایک سائل نے یہی مسئلہ آپ سے دریافت کیا تو اُسے فرمایا، کہ غسلِ جنابت میں نماز کا سا وضو کیجئے

(۴۰) و ایضاً بروایت ابو بکر . . . حضرت عمر نے فرمایا، کہ جب تم غسلِ جنابت کرو، تو تین

حاشیہ نمبر ۱: زاد المعاد (ابن القیم) جلد اول، فصل، وکان من ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یدخل فی یوم رمضان الا برویۃ محققۃ او بشھادۃ شاھد واحد کما امام بشھادۃ ابن عمر الخ ـ مترجم!

مرتبہ کُلی کرو، اس سے طہارت میں کمال پیدا ہو جاتا ہے

غسل واجب

نجاستِ منی معلوم ہونے پر اعادہ نماز

(۴۱) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ نے نماز ادا کرلی تب آپ کو خیال ہوا کہ جس تہ بند میں آپ نے نماز پڑھی ہے، اس پر منی کا دھبّہ رہ گیا ہے آپ نے وہ مقام دھو کر نماز کا اعادہ فرمایا۔

کیا مباشرت میں محض ایلاج بغیر اخراج منی پر غسل واجب ہے ؟

(۴۲) بروایت ابوبکر . . . ایک صاحب حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے

"اے امیرالمومنین ! زید بن ثابتؓ مسجد نبوی میں بیٹھ کر عام مجمع میں یہ فتویٰ دے رہے ہیں، کہ محض ادخال بغیر اخراج منی پر غسل واجب نہیں ہوتا ؟"

امیرالمومنین نے زید بن ثابت کو طلب کرکے فرمایا "اے دشمنِ نفس ! کیا یہ درست ہے کہ تم اپنی رائے سے فتویٰ ارشاد فرمانے لگے؟" اور حضرت عمرؓ نے زیر بحث فتویٰ کا اشارہ بھی فرما دیا،

حضرت زید بن ثابت نے عرض کیا "اے امیرالمومنین ! میں نے یہ فتویٰ اپنی رائے سے نہیں دیا، بلکہ اپنے (۲) چچاؤں حضرت ابو ایوب اور حضرت اُبَی بن کعب سے یونہی سنا ہے اور انہوں نے رفاعہ بن رافع سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے" (حضرت رفاعہ بھی اتفاق سے اسی مجلس میں حاضر تھے) امیرالمومنین نے ان سے پوچھا "اے رفاعہ ! کیا آپ لوگوں کا عمل اسی پر ہے کہ جب تک منی خارج نہ ہو، غسل واجب نہیں ہوتا" حضرت رفاعہ نے جواب دیا، "جی ہاں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی ہمارا عمل اسی پر تھا، اور آنحضرت پر اس کے خلاف کوئی حکم نازل بھی نہیں ہوا تھا !"

یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیا رسول اللہ آپ لوگوں کے اس عمل سے آگاہ تھے ؟"

حضرت رفاعہ: "امیرالمومنین! میں یہ نہیں کہہ سکتا، کہ رسول اللہ کو اس کی اطلاع تھی یا نہیں"

یہ مسئلہ مہاجرین و انصار کی مجلس میں:

اب حضرت عمر نے تمام مہاجرین اور انصار کو یکجا جمع فرما کر (زیر بحث) مسئلہ کی تنقیح کے لئے خواہش ظاہر فرمائی پورے مجمع میں صرف حضرت علی اور جناب معاذ بن جبل تو اس پر متفق تھے، کہ اخراج منی ہو یا نہ ہو، محض ادخال سے غسل واجب ہو جاتا ہے، مگر ان (ہر دو حضرات) کے سوا تمام مہاجرین اور انصار اس پر یک زبان تھے کہ اخراج منی کے بغیر غسل واجب نہیں ہوتا۔

اصحاب بدر سے التجا

امیرالمومنین نے یہ اختلاف دیکھ کر اصحاب بدر (جو لوگ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے) سے یوں التجا کی، کہ "آپ حضرات بدری ہیں، آج اگر آپ ہی لوگ یوں مختلف الرائے ہوگئے تو بعد میں آنے والوں کے درمیان اور بھی زیادہ اختلاف ہو جائے گا"

امہات المومنین سے تحقیق

یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا [1] "اے امیرالمومنین! اس مسئلہ میں امہات المومنین سب سے زیادہ ہماری رہبری فرما سکتی ہیں۔ تب حضرت عمر نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ (زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں یہ سوال عرض کیا مگر انہوں نے اس میں اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا، ان کے بعد ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ کی خدمت میں عرض کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا

"اِذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل" } (یعنی محض ادخال پر غسل واجب ہے)

---

[1] حضرت عمر کی فراست خداداد میں یہ چیز سب سے اہم ہے، کہ آپ نے مسئلہ مابہ البحث کی اس نوعیت کی وجہ سے کہ اس میں ذرا ... وہ پہلو ہے، دوسری امہات کی بجائے پہلے اپنی صاحبزادی سے عرض کیا۔ (مترجم)

آخر حضرت عمر نے یہ فیصلہ صادر فرمایا، کہ "اگر کسی نے ادخال کے بعد غسل ترک کر دیا اور مجھے اطلاع ہو گئی تو میں اسے سزا دیئے بغیر نہ رہوں گا"

(۴۳) بروایت ابو بکر۔۔۔ امیر المومنین نے فرمایا، اگر میرے سامنے کوئی ایسا شخص لایا گیا جس نے ایلاج کے بعد اخراج منی نہ ہونے کی وجہ سے غسل نہیں کیا تو میں اسے سزا دوں گا۔"

محض دخول ذکر یا خروج منی، دونوں پر سزا کی نوعیت نفس مسئلہ کی نوعیت پر ہے

(۴۴) بروایت ابو بکر۔۔۔ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان و حضرت علی (ہر چہار خلفائے راشدین) اس پر متفق ہیں، کہ محض ادخال (ذکر) یا ادخال — و خروج منی دونوں صورتوں میں جس صورت پر غسل واجب سمجھا جائے گا، اسی صورت پر بحالت زنا رجم[۱] یا جلد[۲] عائد ہو گی!

تلاوتِ قرآن حالت جنب میں

جُنبی تلاوت قرآن نہ کرے

(۴۵) بروایت ابو بکر۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا، کہ جنبی شخص قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے

جُنبی یا مُحدِث کے لئے کوئی آیت زبان پر لانا جائز ہے

(۴۶) بروایت ابو بکر۔۔۔ حضرت عمر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر بغیر طہارت

---

[۱] مترجم:۔ یعنی اگر کسی کے نزدیک ادخال ذکر پر غسل واجب سمجھا گیا ہے، تو زانی و زانیہ کو اسی ارتکاب تک سزائے رجم دی جائے گی، اور اگر ادخال و خروج منی دونوں پر غسل واجب سمجھا گیا ہے، تو محض ادخال پر حدِ کامل واجب نہ ہو گی۔ جبکہ خروج منی بھی نہ ہو، اگر خروج منی ہو گیا، تب رجم کی سزا ہو گی

[۲] اگر یہ لوگ غیر شادی شدہ ہیں، تو اس پر جلد کو قیاس کر لیجئے گا۔

(استنجا) کئے بیت الخلاء سے نکلے، تو آپ کی زبان پر ایک آیت جاری تھی یہ دیکھ کر ایک صاحب نے عرض کیا، "آپ اس حالت (حدث) میں بھی آپ آیت زبان پر لے آئے؟" امیرالمومنین نے فرمایا "کیا آپ کو یہ فتویٰ مُسیلمۂ کذاب نے دیا ہے؟" (یا یہ کہ "یہ بات آپ نے مُسیلمۂ کذاب سے سُنی ہے[1]؟")

میاشرت در مباشرت میں تکرار وضو

(۴۷) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے سلیمان بن ربیعہ سے دریافت فرمایا "اگر آپ کو ایک مرتبہ مباشرت (جماع) کے بعد پھر بھی میلان ہو، تو آپ طہارت و نظافت میں کیا التزام کریں گے؟"

سلیمان نے عرض کیا، "آپ فرمائیے! مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

امیرالمومنین نے فرمایا "ایک دفعہ مباشرت کرنے کے بعد تکرار وضو کر لیا کیجئے"

(۴۸) بروایت امام مالک و امام شافعی

ان عمر بن الخطاب ذکر لرسول الله صلی الله علیه وسلم انه تصیبه من الجنابة من اللیل؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ واغسل ذکرك ثم نم

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ! شب کو میں جُنبی ہو گیا، اس حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا، اگر سو جانا مقصود ہو۔ تو کامل وضو کر کے سو جایئے

حمّام کے آداب

(۴۹) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی شخص (مرد یا عورت)

---

[1] مترجم:۔ صورت مسئلہ میں تلاوت یا کوئی آیت زبان پر لانے کا فرق یہ ہے، اگر کسی نے استنجا کئے بغیر باقاعدہ تلاوت شروع فرما دی، تو یہ ناجائز ہے، اور اگر کوئی آیت زبان سے نکل گئی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

دوسرے شخص کی شرمگاہ کی طرف اور عورت دوسری عورت کی شرمگاہ پر نظر نہ ڈالے

حمام میں غسل کے آداب

(۵۰) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے اپنے ایک تحریری بیان میں لکھوایا، کہ کوئی شخص حمام میں برہنہ ہو کر غسل نہ کرے، بلکہ تہ بند استعمال کرے"

موئے جسد کی صفائی

(۵۱) بروایت ابوبکر... حضرت عمر کے بدن پر بکثرت بال نکلتے، جنہیں آپ اُسترے سے صاف فرما دیتے، اس معاملہ میں آپ سے اُسترے کی بجائے سفوف (نورہ یعنی بال صفا پوڈر) کے استعمال کا دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ "وہ تو اس معاملہ میں ایک نعمت ہے" (مگر خود استعمال نہ فرماتے)

پانی کی طہارت

آبِ سمندر

(۵۲) بروایت ابوبکر... حضرت عمر سے آبِ سمندر کی طہارت کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، کہ "آبِ سمندر سے بڑھ کر پاک پانی کہاں کا ہو سکتا ہے!"

معمولی حوض کے پانی کی طہارت

(۵۳) بروایت امام شافعی... حضرت عمر نواحِ مکہ میں ایک بستی کے حوض (جس کا نام مجنہ ہے) پر تشریف لائے، کسی نے عرض کیا، "اس میں سے تو ابھی ایک سگ پانی پی گیا ہے"، آپ نے فرمایا، "اُس نے اپنی زبان ہی سے تو پیا ہوگا!" بعد ازاں حضرت عمر نے اُس حوض میں سے پانی بھی پیا اور وضو بھی کیا

(۵۴) بروایت امام مالک ایضاً

ش | ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ حنفیہ کے نزدیک یہ صورت بڑے حوض (الغدیر الکبیر) کے لئے ہے مگر امام شافعی ایک مرفوع حدیث کی بنا پر صرف قلتین تک کے حامی ہیں (مترجم۔ قُلّتین (۲) قلّۂ آب، جس کی پیمائش تقریباً (۱۰) ہاتھ مربع اور ایک ہاتھ گہرائی

ہو اور حدیث مرفوع در بارہ مُقلّتین معروف ہے)

ظروف مسّی کا استعمال

(۵۵) بروایت ابوبکر.. حضرت عمر کے ہاں تانبے کی ایک گگری تھی جس میں آپ کے استعمال کے لئے پانی گرم کیا جاتا (مترجم:۔یعنی ظروف مسّی اور گرم پانی دونوں کے استعمال کا جواز ہے)

زنِ حائض کا جھوٹا پانی

(۵۶) بروایت ابوبکر..۔ امیرالمومنین زن حائض کا جھوٹا پانی پاک سمجھتے: اور فرماتے" آخر اس پانی میں دمِ حیض تو شامل نہیں"!

غیر مسلم کے ہاتھ کا پانی

(۵۷) بروایت امام شافعی و بخاری... حضرت عمر نے ایک نصرانی عورت کے ہاں سے پانی لے کر وضو فرمایا

نجاسات سے طہارت!

(ا) بول سے!

(۵۸) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے فرمایا، کہ "جو کپڑا بول سے نجس ہو جائے اُسے اُس جگہ سے (۲) مرتبہ دھویا جائے"

(ب) منی سے!

(۵۹) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے اپنی پوشاک پر منی کا دھبہ دیکھا، تو خود اُسے (۲) مرتبہ دھویا، اور بعد میں اس مقام کے آس پاس پانی کے چھینٹے دیئے

(۶۰) بروایت امام مالک و امام شافعی ایضاً

(۶۱) بروایت ابوبکر.. کسی صاحب نے حضرت عمر سے مسئلہ دریافت کیا، کہ میرا بستر احتلام سے خراب ہو گیا ہے ؟ فرمایا،" اگر کپڑے پر تری کا نشان ہے تو اُسے دھو دیا جائے اور اگر دھبہ خشک ہو گیا ہے، تو اُسے کھرچ دینا کافی ہے ۔ اور اگر صرف مشکوک ہے تو پانی کے چھینٹے کافی ہیں"

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ اس مسئلہ میں آئمۂ اربعہ کا مسلک مختلف

ہے

۱- امام مالک ! دھبہ خشک ہو یا تر، دھونا واجب ہے
۲- امام شافعی ! " " " دھونا مستحب ہے
۳- امام ابوحنیفہ ! تر کا دھونا اور خشک کا کھرچ دینا

کھال کی طہارت !

(۶۲) بروایت امام ابوحنیفہ . . . حضرت عمر نے فرمایا "کہ کھال کی طہارت اس کی دباغت سے ہو جاتی ہے"

جسد انسان کا خون !

(۶۳) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر آخری ضربت سے زخمی ہو کر سو گئے، تو صبح کی نماز آپ نے اس حالت میں ادا فرمائی، کہ ابھی زخم سے خون رس رہا تھا

درندے کی کھال !

(۶۴) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے ایک صاحب کو دیکھا، کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور سر پر لومڑی کی کھال کی ٹوپی ہے، حضرت عمر نے یہ ٹوپی از خود اس کے سر سے اتار دی، اور فرمایا "شاید اس کی دباغت نہیں ہوئی"

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ یہ روایت امام شافعی کی موافقت میں ہے کیونکہ ان کے نزدیک بال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتے

مسائلِ تیمم

جُنبی کے لئے تیمم روا نہیں

(۶۵) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے فرمایا "جُنبی کو اگر ایک ماہ تک پانی نہ ملے تب بھی اُس کے لئے تیمم روا نہیں"!

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے اس اجتہاد پر مندرجہ ذیل وجوہ

سے کلام ہے ۱

جیسا کہ نمبر (۳۹) میں آپ (امیرالمومنین) سے بیان کیا گیا ہے اور خود صاحب واقعہ حضرت عمار یاسر ہی نے آپ سے کہا کہ " اے امیرالمومنین ! فلاں موقعہ پر میں اور آپ دونوں اسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے اور پانی کا کہیں پتہ نہ تھا، میں نے تو ایک طرف تنہائی میں اپنے پورے بدن کا اس طرح تیمم کر لیا جس سے جسم کے روئیں روئیں میں مٹی نے مَس کیا لیکن آپ نے تیمم کی کوئی صورت گوارا نہ فرمائی۔ پھر جب میں اور آپ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوئے، تو میں نے اپنا واقعہ اور آپ نے اپنا ترکِ تیمم (آنحضرت صلعم سے) عرض کیا، اور دونوں کی گفتگو سن کر رسول اللہ نے فرمایا۔ " اے عمار ! تمہارے لئے تو وہی تیمم کافی تھا، جو نماز میں کیا جاتا ہے"، اور رسول اللہ نے اُسے فعلاً بھی کر کے دکھا دیا[1]۔ مگر امیرالمومنین نے حضرت عمار یاسر کی اس روایت پر بھی التفات نہ فرمایا !

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں " لیکن حضرت عمر کے اِس اجتہاد پر فقہائے ربعہ

---

[1] ترجمہ : اس واقعہ اور روایت دونوں کے الفاظ یہ ہیں

ان رجلاً اتی عمر فقال انی	ایک سائل حضرت عمر کے سامنے حاضر ہو کر عرض گزار
اجنبت ولم اجد ماءً فقال لا	ہوا کہ اگر میں جنبی ہو کر پانی نہ ملنے سے غسل نہ کر سکوں
تصل فقال عمار یا امیرالمومنین	تب؟ آپ نے فرمایا " بغیر طہارت نماز مت
اذ انا وانت فی سریۃ فاصبتنا	پڑھو " عمار یاسر نے کہا " امیرالمومنین ! آپ کو یاد
جنابۃ فلم نجد الماء فاما انت	نہیں رہا، جب میں اور آپ دونوں ایک لشکر
فلم تصل واما انا فتمعکت فی	میں تھے، اور دونوں کو احتلام ہو گیا تھا، آپ نے
التراب وصلیت	تو پانی نہ ملنے کی وجہ سے نماز ادا نہ کی۔ مگر میں نے زمین
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	پر لوٹ کر تیمم کر لیا اور نماز پڑھ لی !
انما یکفیک ان تضرب بیدیک	اور اس پر آنحضرت نے فرمایا، اے عمار ! تیرے
الارض ثم تنفخ ثم تمسح بہما وجہک	لئے یہی کافی تھا، کہ تم اس طرح تیمم کر لیتے (پھر
وکفیک فقال عمر اتق اللہ یا عمار	دونوں ہاتھ سے مروّجہ وضو کر کے دکھایا) حضرت عمر
فقال ان شئت لم احدث بہ فقال عمر نولّیک ما تولّیت (رواہ مسلم)	نے فرمایا، اللہ سے ڈرو ! جواب دیا یہ حدیث کسی [illegible]

میں سے کسی نے عمل نہیں کیا کیونکہ ان کے سامنے حضرت عمرآن بن حصین اور حضرت ابوذر اور حضرت عمرو بن عاص کی وہ مرفوع حدیث تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُنبی کو تیمم کا حکم دیا ہے، جس صورت میں کہ اُسے پانی دستیاب نہ ہو

شاہ ولی اللہ یہ بھی فرماتے ہیں، جہاں تک میں نے غور کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال تھا کہ حضرت عمر اور عمار یاسر دونوں کے سامنے سورۂ مائدہ اور نساء کی یہ دو آیتیں تھیں

لہ یا ایها الذین اٰمنوا لاتقربوا الصّلوٰة وانتم سُکارٰی حتّٰی تعلموا ما تقولون ولا جُنبًا الا عابری سبیل حتّٰی تغتسلوا وان کنتم مرضٰی او علٰی سفرٍ او جآء احدٌ منکم من الغآئط او لٰمستم النسآء فلم تجدوا ماءً فتیمّموا صعیدًا طیّبًا فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ان اللّٰه کان عفوًّا غفورا (٤ : ٢٦)

اے مومنین! حالتِ سُکر میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ تم سُکر سے پاک ہو کر اپنے کہے ہوئے کو خود سمجھ سکو اور نہ جنبی ہونے کی حالت میں نماز پڑھو بجز مسجد میں رہ گزری کے، یہاں تک کہ تم غسل کر کے طاہر ہو جاؤ (پھر نماز ادا کرو) اور اگر حالت مرض ہو یا سفر میں معاملہ جنب در پیش آ جائے، یا بول و براز کے بعد کا عالم ہو، یا عورت سے مباشرت کے بعد کا موقع! اور اُن حالتوں میں تمہیں پانی نہ ملے، تو پاک مٹی سے اس طرح تیمم کر لو، کہ پہلے اپنے چہروں کا مسح کرو اور بعد میں دونوں ہاتھوں کا! اللہ تعالیٰ تو ہر صورت معاف فرمانے والا ہے!

لہ یا ایها الّذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم

اے مومنین! جب بھی تم نماز کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے چہروں اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو! پھر اپنے سر کا مسح کرو اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھو لو! لیکن

جن سے دونوں نے اپنے اپنے فہم کے مطابق قیاس کیا، اس لئے آنحضرت صلعم نے دونوں حضرات میں سے کسی کی تاویل کو رد نہیں فرمایا بلکہ ہر ایک کو اس کی تاویل پر چھوڑ دیا

شاہ صاحب فرماتے ہیں، "اور حضرت عمرؓ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کو بوقت اجتہاد اس حدیث (مرویۂ عمار یاسر) کا علم نہ ہو آپ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے ہیں کہ آپ کو کسی حدیث کا علم ہو، اور آپ اس کی تاویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشار کے خلاف کریں جیسا کہ نمبر (٦٦) میں منقول ہے

الی الکعبین و ان کنتم	جب تم بحالت جُنُب دارد ہو اس وقت
جُنبًا فاطّهّروا وان کنتم	غسل کرلو، اگر علالت ہو یا حالت سفر یا بول و
مرضٰی او علی سفر او	براز سے فراغ حاصل کیا ہو یا عورتوں سے
جآء احد منکم من	مباشرت کے بعد کا عالم ہو اور پانی دسترس
الغائط او لٰمستم النسآء	سے باہر ہو، تب تیمم کرلو پاک مٹی سے یایں
فلم تجدوا مآءً فتیمموا	طور کہ پہلے اپنے چہروں کو مسح کرو پھر دونوں
صعیدًا طیبًا فامسحوا	ہاتھوں کا! تمہیں خیال رہے کہ اللہ تعالے
بوجوهكم وايديكم منه ما	تم پر بے جا مشقت ڈالنا نہیں چاہتا، وہ
يريد الله ليجعل عليكم من حرج	تو تمہیں طاہر رکھنا چاہتا ہے اور اپنی نعمتوں
ولكن يريد ليطهركم وليتم	سے تمہیں بہرہ مند رکھنا چاہتا ہے، تاکہ تم
نعمته علیکم لعلکم تشکرون	اُس کا شکر ادا کرتے رہو

لہ مترجم:۔ میں کہتا ہوں صحابہ کرام اگرچہ اعلم یا شستہ ہیں۔ مگر بجزم کسی صحابی کے متعلق یہ دعویٰ کہ وہ تمام احادیث پر حاوی ہیں، قابل غور ہے

مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد حضرت عمرؓ کی سکونت مسجد نبوی اور حرم نبوت سے دُور، شہر سے باہر ایک بستی میں تھی جس کی وجہ سے آپ زیادہ دیر تک آنحضرت صلعم کی خدمت میں نہ رہ سکتے تھے، آپ کے ایک ہمسایہ تھے، ان کا

بقیہ حاشیہ پر ص٣٢

(۶۶) بروایت سنن نسائی

ان رجلًا اجنب فلم — ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱: بھی یہی حال تھا، حضرت عمر نے ان کے ساتھ مل کر طے کیا، کہ دونوں نوبت بنوبت (ایک دن یہ ایک دن وہ) رسول اللہ کے حضور رہا کریں، اور جو کچھ آنحضرت کے اقوال و افعال سامنے آئیں، واپس آکر ایک دوسرے کو بتا دیا کریں۔ یہ واقعہ صحیح بخاری:- کتاب العلم باب التناوب للعلم:- میں منقول ہے پس!

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق کا معاملہ!

(۱) آپ پر مندرجہ ذیل حدیث مخفی تھی، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ (مجھے مامور کیا گیا ہے، کہ میں غیروں کے ساتھ اس وقت تک مقاتلہ جاری رکھوں، جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں) — (نووی شرح صحیح مسلم باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ)

(۲) اسی طرح آپ پر جدہ کے ترکہ کی حدیث مخفی تھی جو آپ کو مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے بتائی کہ رسول اللہ نے جدہ کو ۱/۶ ترکہ دیا۔ (علام الموقعین حافظ ابن القیم فی باب "ذکر ما خفی علی الصحابۃ رضی اللہ عنہم من المسائل: جزو ثانی)

(اقتباس صحیح کے جات شرعی)

(۲) در خفایا ئے عمر فاروق!

باین احاطہ کہ:- ولو وضع علم عمر فی کفۃ میزان وجمع علم اهل الارض فی کفۃ لرجح علم عمر (قول ابن مسعود فی اعلام — ابن القیم جزو ثانی) درباب "ذکر ما خفی علی الصحابۃ الخ) — (اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے، اور دوسرے پلڑے میں تمام عالم کا علم، تو حضرت عمر کا علم پھر بھی وزن میں زیادہ ہوگا) پس!

(۱) آپ پر حدیث استیذان مخفی تھی، جو آپ کو ابو موسیٰ اشعری اور ابی بن کعب نے بتائی (روایت نمبر ۸ درکتاب ہذا)

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۳

(۲) اسی طرح آپ پر دیتِ جنین کی حدیث پوشیدہ تھی، جو ضحاک بن سفیان نے آپ کو بتائی (در کتاب ہذا بر نمبر: ۱۰۶)

(۳) اسی طرح آپ کو دیتِ اصابع میں تساوی کی حدیث پر اطلاع نہ تھی، جو عمرو بن حزام نے آپ کے سامنے بیان کی (در کتاب ہذا روایت نمبر: ۵ :)

(۴) اسی طرح آپ پر حدیث ارضِ وبا مخفی تھی، جو عبد الرحمٰن بن عوف نے آپ کو سنائی (ملاحظہ ہو حاشیہ روایت نمبر (۸) (در کتاب ہذا)

(۵) اسی طرح مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث آپ پر پوشیدہ تھی، اور یہ بھی ابن عوف نے آپ کو سنائی (موطا امام مالک باب جزیۃ اہل الکتاب حدیث نمبر ۴۲)

(۶) اسی طرح شوہر کی دیت میں اسکی زوجہ کے حق ترکہ کی حدیث کا آپ کو علم نہ تھا، جو ضحاک بن سفیان الکلابی نے سنائی جس پر آپ نے اپنے فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے اپنی بے خبری پر اظہار افسوس فرمایا (ملاحظہ ہو روایت نمبر: ۶۰ =) ص۶ (در رسالہ ہذا)

(۷) اسی طرح آپ کو وہ حدیث معلوم نہ تھی جس میں جنبی کے لئے تیمم جائز ہے اور عمار یاسر نے آپ کو یاد دلائی (روایت نمبر: ۱۶۵)

(۸) اسی طرح محرم کے لئے خوشبو کی حدیث سے آپ بے خبر تھے (بحسب روایت نمبر ۲۸۷)

(۹) اسی طرح مسح خفین میں توقیت کی حدیث آپ پر پوشیدہ تھی (بحسب روایت نمبر: ۲۴۷ :)

(۱۰) اسی طرح آپ پر طوافِ فرض قبل از رمیٔ جمار کی حدیث مخفی تھی (بقاوت شیخ محمد حیات سندی)

(۱۱) اسی طرح حائض کے ترکِ طوافِ وداع کی حدیث پر آپ کو اطلاع نہ تھی

علیہ وسلم فذکرذلک لہ ہنیں ملا اور میں نماز بھی نہیں پڑھ سکا

(۱۲) اسی طرح آپ پر اہل مکہ کے لئے یوم الترویہ ہی کو احرام کھول دینے کی حدیث مخفی تھی (اعلام — ابن القیم جزو ثانی درباب " ذکر ما خفی علی الصحابۃ رضی اللہ عنہم من المسائل)

(۱۳) اسی طرح آپ پر حج تمتع کی حدیث مخفی تھی (بحوالہ مذکورہ)

(۱۴) اسی طرح حضرت عمر اس پر مصر تھے کہ انبیائے کرام کے ناموں پر نام نہ رکھنے جا ئیں، حتیٰ کہ ابو محمد طلحہ نے آپ کو متنبہ کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے تو میری کنیت ابو محمد تجویز فرمائی، اور آپ نے اس سے رجوع فرمایا (اعلام — ابن القیم بحوالہ متذکرۃ الصدر)

(۱۵) اسی طرح حضرت عمر پر یہ حدیث بھی مخفی تھی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وفات کے بعد میت کا اطلاق ہو سکتا ہے جو حضرت ابوبکر نے آپ کو بتایا، (واقعہ مشہور ہے)

(۱۶) اسی طرح آپ کو عورتوں کے مہر میں اس قدر تقلیل پر اصرار تھا، کہ آپ ازواج مطہرات امہات المومنین اور بنات النبی کے مہروں سے زیادہ مہر ناپسند فرماتے جس کے خلاف ایک عورت نے یہ آیت آپ کے سامنے پڑھی

وآتیتم احدٰھن قنطارًا (۴ : ۲۴) اور دیا ہے تم نے کسی عورت کو ان میں سے حق مہر میں ایک خزانہ، تو حضرت عمر نے اپنے اس فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے فرمایا کہ " کل احد افقہ من عمر حتی النساء "

(اعلام — ابن القیم بحوالہ مذکورہ نمبر ۱۲)

(۱۷) اسی طرح آپ ترکہ میں جدّہ اور بعض دوسرے ورثاء کے حصّہ کی حدیث سے آگاہ نہ تھے (اعلام — ابن القیم بحوالہ مذکور شدہ نمبر ۱۲)

(۱۸) اسی طرح حضرت عمر کو صلح حدیبیہ میں وہ آیت معلوم نہ تھی جس میں آنحضرت صلعم

بقیہ حاشیہ برصفحہ ۴۵

تفسیر مقام حدیث ص ۴۴

کو اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں مکہ معظمہ کی بشارت بغیر تعیین زمانہ دی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر آپ کو علم ہوا (اعلام — ابن القیم بحوالہ نمبر ۱۲)

(۱۹) اسی طرح آپ کو رکعات صلوٰۃ میں سہو ہو جانے پر وہ حدیث یاد نہ تھی جس میں رجحان یقین پر مدار ہے، اور یہ حدیث آپ کو ابن عباس نے یاد دلائی (روایت نمبر: ۱۹۵)

(۲۰) اسی طرح آپ پر وہ حدیث بھی مخفی تھی جس میں مذکور ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں کونسی سورتیں پڑھیں (روایت نمبر: ۲۰۹)

(۳) حضرت عثمان بن عفان!

(۱) اقل مدت حمل کی آیت "وحمله وفصاله ثلاثون شهرا" (۴۶: ۱۴) و آیہ "والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین" (۲: ۲۳۳) آپ کو ابن عباس نے یاد دلائیں (اعلام — ابن القیم۔ بحوالہ درماجرا حضرت ابوبکر بمطابق نمبر ایک)

(۲) اسی طرح حضرت عثمان پر یہ حدیث بھی مخفی تھی، کہ عورت جب بیوگی اگر اس کے شوہر کے گھر میں آئے تو اُسے اُسی گھر میں عدت گذارنا چاہیئے جس کی اطلاع آپ کو فریعہ نے عرض کی (اعلام — ابن القیم — بحوالہ مذکورۂ نمبر ۱)

(۳) اسی طرح جب آپ کے احرام میں آپ کی خاطر ایک صاحب نے شکار کیا تو آپ اس کے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھانے ہی کو تھے، کہ حضرت علی نے آپ کو اس کے کھانے سے منع کی حدیث بتائی اور آپ رُک گئے (اعلام — ابن القیم —

(۴) درخفایا حضرت علی!

(۱) انبیاء کی جماعت نہ کسی کے ترکہ کی وارث ہے، نہ کوئی ہمارے ترکہ کا وارث ہے انبیاء

بقیہ حاشیہ بر ص ۳۹

تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۷

(بحوالہ مذکورۂ نمبر ۱)

کا ترک صدقہ ہے (مسلم جلد ۲ ، باب حکم الفئ)
(۲) اسی طرح آپ پر حاملہ کی عدت کی حدیث مخفی تھی (لمعات التنقیح)
(۳) اسی طرح آپ کو حدیث : لاتغضبوا بعذاب اللہ : معلوم نہ تھی
(ارشاد الساری جلد خامس)
(۴) اسی طرح عورت کے مہر مفوضہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی،
(ترمذی باب ماجاء فی مہور النساء)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس کا معاملہ !
(۱) حمار اہلی کی حرمت پر حدیث آپ کو معلوم نہ تھی (صحیح مسلم جلد ثانی باب تحریم اکل لحوم الاہلیۃ)
(۲) اسی طرح حرمت متعہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی (نووی شرح مسلم جلد اول باب بیان نکاح المتعۃ ونسخ (الخ)
(۳) اسی طرح آپ پر چاندی کے بالعوض چاندی ہی میں تفاضل پر نہی کی حدیث مخفی تھی (صحیح بخاری جلد اول باب بیع الدینار بالدینار)
(۴) اسی طرح آپ کو مہر مفوضہ کی حدیث پر اطلاع نہ تھی (جامع الترمذی باب ماجاء فی مہور النساء)
(۵) اسی طرح آپ پر یہ حدیث پوشیدہ تھی، کہ جو حاملہ عورت عدت میں حمل سے فارغ ہو جائے ، اس کی عدت ختم ہے، اگرچہ وضع حمل شوہر کی وفات سے اس قدر قریب تر ہوا ہو ، کہ ہنوز اس کی لاش پلنگ ہی پر پڑی ہے اور وضع حمل ہوگیا — (جامع الترمذی باب ماجاء فی الحامل المتوفیٰ عنہا زوجہا تضع)
(۶) اسی طرح آپ اس حدیث سے ناآشنا تھے، کہ اگر کوئی شخص خود حج کے لئے

بقیہ صفحہ برسٹ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶

شتو رحال نہ کرے، اور اپنی طرف سے صرف ہدی بھیج دے، اس شخص پر حج کا کوئی حکم اثر انداز نہیں (مثلاً احرام اور اس کے لوازم) اور ابن عباس ایسے شخص پر حاجی کی طرح پابندیاں عائد فرماتے۔۔۔ (موطاء باب مالا یوجب الاحرام من تقلید الہدی)

(۴) در خفائے حضرت عبداللہ بن عمر

(۱) آپ پر مسح خفین کی حدیث مخفی تھی (بحسب روایت نمبر ۱۳۳، و در موطائے امام مالک باب ماجاء فی المسح علی الخفین)

(۲) اسی طرح آپ پر مہر مفوضہ کی حدیث پوشیدہ تھی (جامع الترمذی باب ماجاء فی مہور النساء)

(۳) اسی طرح نماز مغرب سے قبل (۲) رکعت سنت کی حدیث پر آپ کو اطلاع نہ تھی (سنن ابی داؤد باب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)

(۴) اسی طرح آپ کو حضرت عمر کی طرح جُنبی کے لئے جواز تیمم کی حدیث معلوم نہ تھی جس سے بعد میں آپ نے رجوع کیا (روایت نمبر: ۶۵)

(۵) اسی طرح آپ کو اس حدیث کا علم نہ تھا، کہ عورت کا غسلِ جنابت میں سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں اور اس کے خلاف فتویٰ بھی دیتے (صحیح مسلم باب ضفائر المغتسلۃ

(۶) اسی طرح آپ اس حدیث سے بھی واقف نہ تھے، کہ محرم بعد از احرام خوشبو یا تیل استعمال نہ کرے، اور آپ نے حالتِ احرام میں روغن زیتون استعمال فرمالیا۔ (صحیح بخاری جلد اول باب الطیب عند الاحرام)

(۷) اسی طرح آپ کو اس حدیث سے بھی آگہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ماہ رجب میں احرام عمرہ نہیں باندھا (حالانکہ ام المومنین حضرت عائشہ کی روایت سے ثابت ہے (صحیح بخاری باب کما اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

(۸) اسی طرح آپ بیع الصرف یعنی ایک ہی جنس کے تبادلے میں کمی بیشی (تفاضل)

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۸

ممّا قال للآخر — نماز پڑھ لی، اس سے بھی فرمایا

جائز سمجھتے جب کہ مبادلہ دست بدست ہو، لیکن روایت ابوسعید خدری کے مطابق یہ فتویٰ صحیح نہ تھا (مسلم جلد ثانی کتاب الرباء)

(۹) اسی طرح آپ پر حدیث حرمت متعۃ النساء مخفی تھی (مسلم باب بیان نکاح المتعۃ)

(۱۰) اسی طرح آپ پر یہ حدیث (ام المومنین حضرت عائشہ) بھی مخفی تھی کہ حج میں عورت اگر طواف افاضہ کے بعد اور طواف وداع کرنے سے قبل حائض ہو جائے تو اسے طواف وداع کی وجہ سے التوائے سفر منع نہیں (بخاری جلد اول باب اذا حاضت المرأۃ بعدما افاضت)

(۱۱) اسی طرح آپ پر حدیث صلاۃ الضحیٰ بھی مخفی تھی (بخاری جلد اول باب کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۲) اسی طرح آپ پر فجر کی دو سنتوں کے بعد اضطجاع کی حدیث بھی مخفی تھی (موطا امام محمد باب فضل صلاۃ الفجر فی الجماعۃ وامر رکعتی الفجر)

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ماجرا!

(۱) آپ پر یہ حدیث مخفی تھی کہ رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا چاہئیں کیونکہ آپ کا عمل یہ تھا کہ رکوع کے وقت دونوں ہتھیلیاں ملا کر رانوں میں چھپا لیتے جیسا کہ ترمذی (باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع) میں حدیث مرفوع اور حضرت ابن مسعود کا عمل منقول ہے)

(۲) اسی طرح آپ پر فجر کی سنتوں کے بعد استراحتاً اضطجاع کی حدیث مخفی تھی اور آپ اسے بدعت بتاتے (موطا امام محمد برحاشیہ باب فضل صلاۃ الفجر فی الجماعۃ وامر رکعتی الفجر) (یہ حدیث ۔ ۔ ۔ ۔ ام المومنین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فجر کی سنتوں کے بعد استراحتاً اضطجاع فرماتے

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۹

تحفظ فاروقیہ

(اور اضطجاع یعنی ایک پہلو پر لیٹنا)

(۳) اسی طرح (اور حضرت عبداللہ بن عمر کی مانند) آپ پر بھی مہر مفوضہ کی حدیث مخفی تھی (در ماجرائے ابن عمر گذشتہ پر نمبر: ۲)

(۴) اور تو اور حضرت ابن مسعود کا یہ خیال بھی تھا کہ سورۂ فلق اور والناس دونوں قرآن مجید میں نہیں، (مشہور ـــــ ترے ہے)

(۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری کا حال !

(۱) بنت الاخ (بھتیجی) کے ترکہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی جو آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے سنائی گئی، اور اسپر آپ نے اپنے فتویٰ سے رجوع فرمایا (بخاری جلد ثانی باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ)

(۲) اسی طرح آپ پر یہ حدیث بھی مخفی تھی کہ (بحالت مجبوری) کھڑے کھڑے پول کرنا جائز ہے (بخاری جلد اول باب البول عند سباطۃ قوم)

(۹) حضرت زید بن ثابت کا معاملہ !

(۱) جس طرح ابن عمر پر یہ حدیث مخفی تھی کہ زنِ حائض جو طواف افاضہ کرلے اسکی واپسی جائز ہے، اسی طرح حضرت زید بن ثابت کو اسپر اطلاع نہ تھی (جیسا کہ تذکرہ حضرت ابن عمر نمبر: ۱ : میں منقول ہوا)

(۲) اور اسی طرح مہر مفوضہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی (در تذکرۂ حضرت عبداللہ بن عمر نمبر: ۲ :)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن جابر کا ماجرا !

(۱) حرمت متعہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی (مسلم جلد اول باب حرمت بیان نکاح المتعۃ)

(۱۱) حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء

(۱) آپ پر حدیث ترکۂ انبیاء علیہم السلام لا نورث ولا نورث ـــــ (رہم انبیاء)

بقیہ حاشیہ بر صفحہ

نمبر ۶۷

(۶۷) امام شافعی کا ..... یہ ارشاد ہے، کہ حضرت عمر اور ابن مسعود دونوں کا اجتہاد آیۃ او لمستم النساء (در سورۂ نساء آیت نمبر ۴۳ و سورۂ مائدہ آیت نمبر ۶) سے مجامعت نہیں بلکہ محض مباشرت (بغیر مقاربت) ہے، اس لئے یہ دونو حضرات اس پر غسل کے قائل نہیں!

کی جماعت نہ تو کسی کے ترکہ کے وارث ہوتے ہیں، ور نہ کوئی ہمارے ترکہ کا حقدار ہے مخفی تھی (صحیح مسلم جلد ثانی باب حکم الفئ)

(۱۲) حضرت ام المومنین عائشہ ——

(۱) حدیث رویت باری تعالے در معراج —— آپ پر مخفی تھی ——

(۲) اسی طرح (حدیث) میت اگر اپنے وارثوں کو خود پر نوحہ کی تلقین کر جائے، تو ان کے نوحہ کی وجہ سے اُسے عذاب ہوتا ہے، ام المومنین پر یہ حدیث مخفی تھی (بخاری جلد اول باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ)

تنبیہ:- حتّٰی کہ در باب ہذا! ؎

اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(مترجم)

از نمبر (۶۸) تا —

کتاب الصّلوٰة

(مشتمل بر (۲۳۳)، روایات از نمبر (۶۸) تا (۳۰۰)

پابندیٔ صلوٰة کی تاکید

(۶۸) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین عمرِ فاروق نے اپنے تمام عمّال کی طرف یہ تحریری فرمان صادر فرمایا کہ :-

"میرے نزدیک آپ لوگوں کی سب سے بڑی ذمّہ داری نماز کی پابندی ہے، جس شخص نے جس حد تک اسکی تکمیل کرلی، اس نے اُسی حد تک دین کے بقیہ امور کی محافظت کرلی اور جس نے نماز ہی کو ضائع کر دیا، اس نے دوسرے ارکانِ دین کو اور بھی بے دردی سے تباہ کیا۔"

اوقات صلوٰة

(اسی فرمان (روایت نمبر ۶۸) میں :)

۱- "ظہر کا وقت : ابتداء ہوتی ہے، جبکہ انسان کا سایہ ایک ہاتھ تک پہنچ جائے اور انتہائے وقت یہ ہے کہ سایہ اس کے اپنے قد کے برابر ہوجائے۔

(مترجم . مثلاً[1] : ایک آدمی کا قد ½ ۵ فٹ ہے، تو سایہ بھی ½ ۵ فٹ ہی تک آجائے اسی کو "مثل" کہتے ہیں۔)

۲- اور عصر کا وقت : جبکہ آفتاب ہنوز بلند ہو، اسکی رنگت ابھی تک سفیدی ہی پر ہو اور کسی قسم کا غبار یا دھند لاہٹ کا اسپر شائبہ تک دکھائی نہ دے،

اگر ایک شتر سوار ابتدائے وقت سے چلے تو غروب آفتاب کے آثار ظاہر ہونے سے قبل وہ دو یا تین فرسخ[2] مسافت

---

[1] مستفاد از مصفّٰی شرح فارسی موطا، امام مالک مؤلفہ شاہ ولی اللہ صاحب جلد اوّل

[2] ایک فرسخ مساوی تین میل زمانہ حال کے (ارجح الاقاویل . . . از مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی)

طے کرلے،

۳۔ اور "مغرب کا وقت ! غروب آفتاب ہے

۴۔ اور "عشا کا وقت ! ابتدا ہوتی ہے جب شفق غائب ہوجائے، اور انتہا شب کا تہائی حصہ گذر جانے تک ہے

اس مقام پر امیرالمومنین نے یہ الفاظ لکھے ــ "اور میں یہ دُعا کرتا ہوں اس شخص کے لئے جو عشار کی نماز پڑھنے کے بغیر سو جائے، کہ الٰہی ! اُسے کبھی نیند نہ آئے ! خداوندا اس پر نیند حرام کردے یا اللہ ! ایسا بدنصیب کبھی بھی نیند کا لُطف نہ اُٹھا سکے جو ادائے عشا سے قبل نیند کے دریا میں ڈوب گیا ہو" !

۵۔ اور فجر کا وقت ! جبکہ تارے چمک رہے ہوں، (مترجم یعنی یہ اول وقت ہے)

اوقات صلٰوۃ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری عامل بصرہ کے نام حضرت عمرؓ کا تحریری فرمان

(۶۹) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین عمر فاروق نے عامل بصرہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف اوقات صلٰوۃ میں مندرجہ ذیل فرمان تحریراً اصادر فرمایا :-

۱۔" ابتدائے وقت ظہر ! از آغازِ زوالِ آفتاب

۲۔" " " عصر ! جب تک آفتاب کا چہرہ زوال سے محفوظ ہو،

۳۔" " " مغرب ! غروب آفتاب پر !

۴۔" " " عشا ! قبل از نوم (مترجم۔ مگر نیند کا طبعی وقت مُراد ہوگا)

۵۔" " " فجر ! چمکتے ہوئے تاروں کے سائے میں

اور "فجر کی دونوں رکعتوں میں ایک ایک سورۃ مفصّلات[۵] سے پڑھو"

(۷۰) وایضًا بروایت امام مالک . . . حضرت عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین عمر فاروق نے نمازِ عشا کا آخری وقت تہائی رات سے لے کر نصف شب تک ارشاد فرمایا!

---

[۵] مراد ی معنی طویل سورۃ (مترجم)

نماز جمعہ کا وقت!

(۷۱) بروایت امام مالک ... سہل اپنے والد (مالک) سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ جمعہ کے روز حضرت عقیل بن ابوطالب مسجد نبوی کی غربی دیوار کے ساتھ بوریا بچھائے بیٹھے تھے، ادھر دیوار کا سایہ بوریئے کے آخر تک پہنچا تھا کہ امیرالمومنین عمر فاروق اپنے دولت خانہ سے تشریف لائے اور آپ نے جمعہ کی نماز پڑھائی، اس کے بعد دولت کدہ پر قیلولہ کے لئے تشریف لے گئے،

نماز فجر کی سورتیں

(۷۲) بروایت امام مالک ... حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ "ہم نے امیرالمومنین عمر کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی آپ نے دونوں رکعتوں میں سورہ یوسف اور سورہ حج پوری ترتیل کے ساتھ تلاوت کیں، اور باجود اسکے قیام غلس ہی سے کی، (مترجم غلس بمعنی اول وقت جبکہ فجر کی روشنی کم تر ہو)

نماز ظہر کے اوقات میں حضرت عمر کے کچھ اور آثار و اجتہاد

(۷۳) بروایت ابوبکر ... امیرالمومنین عمر فاروق مسجد نبوی سے نماز ظہر میں ایسے وقت تک فارغ ہوجاتے، کہ ایک پیادہ پا چلنے والا شخص یہاں (مسجد نبوی) سے چل کر مسجد قبا[2] میں جاتا اور وہاں ابھی تک لوگ نماز میں مشغول ہوتے

(۷۴) بروایت ابوبکر ... امیرالمومنین نے حضرت ابومحذورہ (صحابی) سے فرمایا، تم ایسے خطہ[3] میں رہتے ہو، جہاں گرمی کی شدت اور بھی سوا ہے تمہیں وہاں نماز ظہر ذرا تاخیر سے پڑھنا چاہیئے

---

[1] مترجم یعنی "فاذا غشی الطنفسۃ کلہا ظل الدار۔" (اصل رسالہ در مذہب فاروق اعظم ص ۹) طنفسہ کے معنی "جامہ و بوریا مانند سے، از شاخ خرما بر پہن یک گز" (منتہی الارب جلد ۲) اور پہن بمعنی عرض ہے،

[2] مسجد نبوی اور مسجد قبا کا فاصلہ تقریباً ۲ کوس تک ہے (مترجم)

[3] مراد از خطۂ مکہ معظمہ بعض "ابومحذورۃ القرشی الجمحی المکی المؤذن" (تہذیب جلد ۱۲)

(۷۵) ایضاً بروایت ابوبکر... ایک مرتبہ حضرت عمر نے یہ فرمایا کہ "اے لوگو! ظہر کی نماز میں تاخیر کر لیا کرو! کیونکہ اس وقت کا یہ عالم ہوتا ہے جیسے دوزخ سے ایک بھپارہ پھوٹ نکلا ہو!

(۷۶) بروایت امام ابوحنیفہ... حضرت عمر فرماتے ہیں کہ "دوپہر کی شدت دوزخ کی بھاپ کے مانند جھلسا دیتی ہے"

عصر کا وقت

(۷۷) بروایت امام شافعی... امیرالمومنین سے ایک صاحب نے زَوراء (مدینہ کے ایک بازار کا نام) پر ملاقات فرمائی، تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ "آپ کہاں جا رہے ہیں؟" انہوں نے عرض کیا، امیرالمومنین! میں مسجد میں نماز کے لئے جا رہا ہوں، فرمایا "جلدی کیجئے!" اور جب یہ صاحب نماز پڑھ کر واپس لوٹے، تو ان کی کنیز جو بئیر رومہ پر پانی بھرنے کے لئے گئی ہوئی تھی، ہنوز واپس نہ آئی تھی، یہ صاحب خود وہاں گئے جس وقت پھر گھر واپس لوٹے تو آفتاب پر ابھی زردی کا اثر نہ ہوا تھا (مترجم! مؤلف رسالہ کا مقصود اس روایت سے نماز عصر کا اوّل وقت متعین کرنا ہے)

مغرب کے لئے

(۷۸) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے فرمایا، کہ "ادائے مغرب کے لئے تاروں کے چمکنے کا انتظار نہ کرتے رہو!"

عشاء کے لئے

(۷۹) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے فرمایا کہ "عشاء میں تعجیل کرو، نہ یہ کہ کام کرنے والوں پر سستی چھا جائے اور مریض سونے لگیں"

(۸۰) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے فرمایا، کہ "جب آسمان پر ابر گھرا ہو تو ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل کرو!"

عشاء کے بعد عام گفتگو منع ہے

(۸۱) بروایت امام ابوحنیفہ... امیرالمومنین نے فرمایا کہ "عشاء کے بعد نماز اور قرآن

کے سوا اور باتیں کرنا سراسر بے برکتی کا سبب ہے"

(۸۲) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر نے سلمان بن ربیعہ کو ہدایت فرمائی کہ میں آپ کے لئے عشا کے بعد باتوں میں مشغول رہنے کو ناپسند کرتا ہوں"

(۸۳) ایضاً بروایت ابوبکر۔۔۔ جناب ابوموسیٰ اشعری عشا کے بعد امیرالمومنین کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، تو حضرت عمر نے فرمایا، کہ "یہ وقت سخن آرائی کے لئے موزوں نہیں"! ابوموسیٰ نے عرض کیا اے امیرالمومنین! یہ باتیں دین سے متعلق ہونگی، اسپر آپ دیر تک اُن سے گفتگو میں مصروف رہے

نماز باجماعت کی تاکید

(۸۴) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا، کہ "عشا اور فجر کی نمازیں باجماعت ادا کرنا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں عشا کے وقت سے لیکر وقت فجر تک زندہ رہوں"

کمسن بچوں کو صف سے ہٹا کر پیچھے کردو

(۸۵) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر اگر کسی کمسن بچے کو صف میں دیکھتے تو اُسے وہاں سے نکلوا دیتے

اقامت شروع ہونے پر دوسری نماز مقبول نہیں

(۸۶) بروایت ابوبکر۔۔۔ نماز کی اقامت ہو رہی تھی کہ امیرالمومنین نے ایک شخص کو علیحدہ (فُرادیٰ) نماز میں مصروف دیکھا، آپ نے اُسے زجر فرمائی، کہ "جب مؤذن اقامت شروع کردے، پھر اس نماز کے سوا کوئی اور نماز مقبول نہیں ہوتی" (جس کے لئے اقامت کہی جا رہی ہے)

اذان کے وقت نوافل

(۸۷) بروایت ابوبکر۔۔۔ مسجد میں ادھر اذان ہو رہی تھی، اور اُدھر ایک صاحب سنتیں پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے دیکھا تو اُنہیں زجر فرمائی کہ "جب اذان ہو رہی ہے تو صرف وہی نفل پڑھنے جائز ہیں جو سنتہ الاذان میں ہیں"

جماعت ہو رہی ہے اور نوافل!

(۸۸) بروایت ابوبکر . . . ابوعثمان النہدی کہتے ہیں، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسجد میں آکر ایک طرف نماز پڑھنے لگا، اس وقت حضرت عمر فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور وہ شخص سنت ادا کرکے جماعت میں آکر شریک ہوگیا (مترجم :۔ مگر اس کا مطلب ذرا بعید از فہم ہے کہ آپ نے اُسے دیکھ بھی لیا تھا)

مقتدی اور امام ہر دو کے درمیان کوئی دیوار وغیرہ حائل نہ ہو

(۸۹) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے فرمایا، کہ "اگر مقتدی اور امام کے درمیان گذرگاہ یا دیوار یا نہر ہو تو ایسے مقتدی کے لئے جماعت کا ثواب نہیں"

عورتوں کے لئے نماز با جماعت کے لئے مسجد میں آنا

(۹۰) بروایت ابوبکر . . . حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میرے والد امیرالمؤمنین کے بعد آپ کی ایک بیوی مسجد میں نماز فجر اور نماز عشاء کے لئے آئیں۔ اُن سے عرض کیا گیا کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر اور امیرالمؤمنین حضرت عمر تو عورتوں کے مسجد میں آنے سے بہت غیرت فرماتے تھے؟ بی بی نے جواب دیا پھر وہ ہمیں منع کیوں نہ کرتے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت عمر کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی کہ "لا تمنعوا اماء الله مساجد الله" (اللہ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو!) — (مترجم : یعنی شیخین مصلحت، وقت کے طور پر غیرت محسوس فرماتے مگر احترام حدیث کی وجہ سے منع بھی نہ فرماتے)

امامِ صلوٰۃ کو قاریٔ قرآن ہونا چاہیئے

(۹۱) بروایت امام شافعی . . . حج کے موقعہ پر ایک عجمی شخص نماز میں امامت کے لئے آگے کھڑا ہوگیا۔ اور حضرت مِسور بن مخرمہ (صحابی) نے آسے وہاں سے ہٹادیا حضرت عمر نے دیکھ لیا تھا تو آپ نے مِسور سے پوچھا۔ "آپ نے اسے کیوں ہٹادیا؟ مِسور نے عرض کیا کہ یہ شخص عجمی تھا مجھے خیال گذرا کہ اگر اسکی قرأت حاجی سنیں گے تو اسے اختیار کرلیں گے، حضرت عمر نے فرمایا، "آپ نے اچھا کیا!"

جبکہ مقتدی ایک ہی شخص ہو!

(۹۲) بروایت امام مالک و شافعی... عبداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں، میں دوپہر کے بعد امیرالمؤمنین کے ہاں گیا، مگر آپ نماز میں مصروف تھے، میں نے بھی آپ کے پیچھے اقتدا کر لیا مگر آپ نے مجھے اشارے سے اپنے برابر دائیں سمت کھڑا کر لیا، اتنے ہی میں آپ کا غلام برفا آگیا، تو ہم دونوں امیرالمؤمنین کے پیچھے کھڑے ہوگئے'

(۹۳) بروایت امام ابوحنیفہ... عن ابراہیم (یعنی) حضرت عمر ہی نے خود ان دونوں کو اپنے پیچھے کھڑے ہونے کا اشارہ فرمایا!

اگر کھانا اور نماز دونوں بیک وقت درپیش ہوں تو پہلے کھانا کھا لیجئے!

(۹۴) بروایت ابوبکر.. حضرت عمر نے فرمایا" کہ اگر کھانا اور نماز دونوں بیک وقت درپیش ہوں، تو پہلے کھانا کھانا چاہیئے'

جبکہ بول و براز کرنے پر طبیعت مائل ہو

(۹۵) بروایت امام مالک... حضرت عمر نے فرمایا" اگر طبیعت بول و براز کرنے پہ مائل ہے تو ان سے یکسو ہو کر نماز میں آیئے!

اذان کے مسائل

آغاز اسلام میں نماز کے لئے مسجد میں جمع ہونے کا طریق

(۹۶) بروایت بخاری... ہجرت کے بعد جب مسلمان مدینہ میں آپہنچے تو مسجد نبوی میں نماز کے لئے آنا وقت کے اندازہ پر منحصر تھا، اور کسی قسم کی منادی نہ تھی — اسی دوران میں حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ لوگ اس کے لئے منادی کا انتظام کیوں نہیں کر لیتے"

اذان کی ابتدا میں حضرت عمر کا رؤیا

(۹۷) بروایت بخاری وغیرہ... اسی اثنا میں حضرت عبداللہ بن زید نے ایک رؤیا[1] دیکھا جبکہ عبداللہ بن زید آنحضرت صلعم کو رؤیا سنا رہے تھے حضرت عمر بھی آگئے، عرض کیا۔

[1] حاشیہ ملاحظہ ہو بر صفحہ ۲۸

(۹۸) بروایت ابوبکر ... اذانِ مسنون جاری ہونے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر ایسا نہ ہوتا، تو بھی میں کسی نہ کسی قسم کی اذان (صلوٰۃ) مقرر کر دیتا

(۹۹) بروایت امام شافعی ... حضرت عمر نے فرمایا، کہ "جس طرح صبح کے وقت آغاز سفر کرنے والا مسافر اپنے سفر کا آغاز عجلت سے کرتا ہے اسی طرح تم لوگ فجر کی اذان کہنے میں عجلت کیا کرو" (مترجم: وقت میں عجلت مراد ہے نہ کہ ترتیل میں)

(۱۰۰) بروایت سنن ابوداؤد ... حضرت عمر کے موذن مسروح (نامی) نے (ایک مرتبہ) فجر کی اذان وقت سے قبل کہہ دی، حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ "ثواب کا وقت اب آیا ہے دوبارہ اذان کہئے کیونکہ بندہ (مراد از نفس خود امیرالمومنین) نیند میں ڈوب گیا تھا"

۱؎ مدینہ منورہ میں نمازوں کے لئے اوقات کے اندازے پر نمازی جمع ہو جایا کرتے تھے، کہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں عرض گذار ہوئے، کہ "شب کو رؤیا میں ایک اجنبی شخص آیا، اُس نے دو سبز چادر اوڑھ رکھی تھیں، اور وہ ہاتھ میں ایک ناقوس لئے ہوئے تھا، میں (عبداللہ) نے اُس سے کہا، "آپ یہ ناقوس فروخت کریں گے"؟ اُس نے کہا "آپ اسے کیا کیجئے گا"؟ میں نے کہا "مسلمانوں کو نماز کے اوقات میں جمع کرنے کا کام اس سے لوں گا"! اُس نے کہا "میں آپ کو اس سے بہتر طریق نہ بتاؤں"؟ میں نے کہا ہاں! ہاں! ضرور! اُس نے کہا اس موقعہ پر یوں منادی کیا چاہیئے (مترجم) اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اشہد ان لا الٰہ الا اللہ! اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ——— (پوری اذان بمعہ اقامت) رسول اللہ نے عبداللہ کا رؤیا سنکر فرمایا" یہ رؤیا انشاء اللہ برحق ہے عبداللہ تم جاؤ اور بلال کو یہ کلمات بتادو، اسکی آواز تم سے بہتر ہے"۔ (سنن دارمی باب فی بدء الاذان) (مترجم)

ش: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں، (۱) اگر امام کے مسجد میں تشریف لانے میں تاخیر ہو تو تقدیم اذان ناجائز ہے، اور یہ مسلک امام ابوحنیفہ کا ہے (۲) اور اگر امام موجود ہے تو اذان وقت سے پہلے کہی جا سکتی ہے، اور امام شافعی کا یہ مسلک ہے، کہ اگر اذان کہہ دی گئی ہے اور امام موجود نہیں، تو حضرت عمر کے ارشاد کے مطابق اعادہ اذان لازم ہے

(۱۰۱) بروایت امام مالک ... حضرت عمر نے اپنے مؤذن کو فجر کی اذان میں کہنے کے لئے یہ کلمات بتائے، "الصلوٰة خیر من النوم، الصلوٰة خیر من النوم"[1]

(۱۰۲) وبروایت ابوبکر .. عہد فاروق اعظم میں حضرت ابومحذورہ نے اذان فجر کہنے کے بعد پھر باآواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا الصلوٰة — ! الصلوٰة — ! مگر جب حضرت عمر نے یہ سنا تو انہیں زجر فرمائی، کہ آپ دیوانے تو نہیں ہیں کیا اذان کافی نہیں جسے سنکر ہم آجائیں اور آپ دوبارہ ان کلموں سے ہمیں بلائیں!"

مکبر تکبیر میں اقامت کے دونوں کلمات جلدی ادا کرے

(۱۰۳) بروایت ابوبکر .. عہد فاروقی میں بیت المقدس کے مؤذن ابوالزبیر

---

[1] مترجم:- مؤلف "رسالہ در مذہب فاروق اعظم" (شاہ ولی اللہ) حضرت عمر کا یہی اثر مصفّٰی میں نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ "مترجم گوید رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ سنت در بانگ صبح زیادت "الصلوٰة خیر من النوم" دوبار، و امام مالک این کلمہ را صریحاً ذکر کردہ است و در حدیث ابی محذورہ آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند "فان کان صلوٰة الصبح فقلت — الصلوٰة خیر من النوم! الصلوٰة خیر من النوم"! واحتمال دارد کہ مؤذن عمر ترک کردہ باشد این کلمہ در نفس اذان و بعد اذان گفت پس حضرت عمر امر کرد یاد خال این کلمہ در نفس اذان تا بہ وجہ سنت ادا شود۔ (مصفّٰی شرح موطائے امام مالک مؤلفہ شاہ ولی اللہ)

باب استحباب ادخال الصلوٰة
خیر من النوم فی نداء الصبح)

کو امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ہدایت فرمائی، کہ اذان کے کلمات آہستہ کہئے مگر اقامت کہنے میں جلدی کیجئے، یعنی قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ!

(۱۰۴) بروایت امام بغوی یہ مفہوم بالفاظ دیگر منقول ہے (مترجم! یعنی فاحذم ومعنی الحدر ایضًا ھو قطع التطویل؛ (مفہوم نمبر (۱۰۳) کے مطابق ہے)

باب المساجد

مسجد میں بیت بازی اور گفتگو کرنا!

(۱۰۵) بروایت بغوی ... امیر المومنین عمرؓ نے دیکھا، کہ مسجد نبوی میں باآواز بلند باتیں کی جارہی ہیں، اور احترام مسجد کے لئے آپ نے مسجد کی جنوبی سمت ایک کشادہ صحن درست کرا دیا جس کا نام بَطِیۡحَا رکھا۔ اور فرمایا، جس کسی کو بیت بازی یا ایک دوسرے سے گفتگو کرنا ہو وہ اس صحن میں بیٹھ جایا کرے!

(۱۰۶) بروایت امام مالک .. ایضًا

(۱۰۷) ایضًا بروایت بغوی، ... ایک مرتبہ مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت شعر سنا رہے تھے۔ امیر المومنین عمرؓ کا گذر ادھر ہوا، تو آپ نے انہیں زجر فرمائی، حسان نے عرض کیا، "اسی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں شعر سنایا کرتا، اور آنحضرت صلعم آپ سے بہتر تھے!" اور حضرت حسان نے اتنا کہنے کے بعد حضرت ابوہریرہ کی طرف اشارہ کیا کہ "اے ابوہریرہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں، اگر آپ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی فرمانا سنا ہو، کہ مجھے آنحضرت صلعم فرمایا کرتے "اے حسان! میری طرف سے مدافعت کیجئے، یا اللہ! حسان کی تائید روح القدس سے فرمائی جائے، تو ضرور بیان کیجئے!"

یہ سُن کر حضرت ابوہریرہ نے فرمایا، بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں[۱]۔

---

[۱] مترجم۔ میں کہتا ہوں، حضرت حسان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے جو کچھ فرمایا، صحیح ہی ہوا، لیکن رسول اللہ صلعم کے عمل ارشاد اور حضرت عمرؓ کے عمل منع، دونوں میں زمانہ نے جو فرق پیدا کر دیا اس کے ہوتے ہوئے ... [illegible]

(۱۰۸) بروایت ابوبکر۔۔ ایک صاحب مسجد میں باآواز بلند گفتگو فرما رہے تھے امیرالمومنین نے سُن کر ان سے فرمایا "آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت آپ کس جگہ تشریف فرما ہیں"

(۱۰۹) وایضاً بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر نے مسجد میں چلّانے سے ان الفاظ میں منع فرمایا کہ "ہماری مسجدیں شور و غوغا کے لئے نہیں"

مسجد میں خوشبو جلانا

(۱۱۰) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر نمازِ جمعہ کے لئے مسجد میں خوشبو جلاتے

مسجد میں صفائی

(۱۱۱) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر شہر مدینہ سے گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قبا میں آئے یہاں نماز پڑھی اس کے بعد اپنے غلام یرفاٗ سے جھاڑو منگایا، اور اپنی چادر سے ونگی پھاڑ کر اُسے باندھا پھر اپنے ہاتھ سے مسجد کو صاف کیا۔

(۱۱۲) بروایت ابوبکر۔۔ امیرالمومنین نے ایک صاحب کو راستے میں نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا "مسجد میں نماز پڑھا کیجئے"

نماز میں قبر سامنے ہو تو!

(۱۱۳) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت انس فرماتے ہیں، میں نماز پڑھ رہا تھا، اور قبر میرے قبلہ رُخ تھی حضرت عمر نے مجھے دیکھ کر فرمایا اس طرح نماز نہ پڑھیئے کہ قبر آپ کے قبلہ رُخ پر ہو

(۱۱۴) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت معرور بن سوید فرماتے ہیں میں امیرالمومنین کے ہمرکاب حج سے واپس آ رہا تھا، راہ میں کچھ لوگ ایک مقام پر مل کر نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ لوگ اس احترام کی وجہ سے یہاں نماز پڑھ رہے ہیں، کہ اُسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اتفاق سے ایک مرتبہ نماز ادا فرمائی تھی، حضرت عمر نے انہیں فرمایا "ارے غضب! انہی کاموں سے تو پہلے انبیاؑ کی اُمتیں تباہ ہوگئیں کہ اُن بدنصیبوں نے اپنے نبیوں کے ایسے اتفاقی مقامات کو زیارت گاہ بنالیا۔ اگر کسی شخص کو ایسے مقام پر نماز کا وقت آہی جائے تو ادائے نماز میں مضائقہ نہیں، ورنہ بہ تکلف و بہ تعمد ایسے مقامات پر کبھی نماز نہ پڑھنا چاہیئے"

امیر المومنین نے حدیبیہ کا وہ درخت جڑ سے اکھڑوا دیا جس سے ٹیک لگا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت (الشجرہ) لی تھی

(۱۱۵) بروایت ابوبکر ... جس درخت سے ٹیک لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بیعت (رضوان) لی تھی جب لوگ اُس درخت کی زیارت کے لئے آنا شروع ہوئے اور امیر المومنین عمر کو اطلاع ہوئی تو آپ نے اُس درخت کو جڑ سے اکھڑوا دیا (مترجم: کہ مبادا یہ بھی ایک عبادت گاہ نہ بن جائے)

مسجد میں بدبودار حلال چیزیں کھا کر آنے سے پرہیز

(۱۱۶) بروایت ابوبکر ... امیر المومنین نے فرمایا کہ آپ لوگ پیاز اور لہسن کے بڑے مشتاق ہیں، مگر جب انہیں کچا استعمال کیا جائے، تو مُنہ سے بدبو آتی ہے اور میں نے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا کہ ایک شخص خام پیاز یا لہسن کھا کر مسجد یا محفل میں آگیا تو لوگوں نے اُسے پکڑ کر بقیعؒ[1] میں پہنچا دیا، پھر حضرت عمر نے فرمایا، کھانا ہی ہو تو پہلے ان کی بُو آگ پر رکھ کر زائل کر دیجئے

غیر مسلموں کے معابد میں بعد از تطہیر جوازِ صلوٰۃ

(۱۱۷) بروایت ابوبکر ... نجران سے مسلمانوں کا ایک قاصد یہ خط لایا، کہ "اے امیر المومنین یہاں ایک گرجا خالی پڑا ہے، اور وہ بہت صاف ستھرا ہے، کیا اس میں ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟" آپ نے جواب میں لکھوایا۔ "پڑھ سکتے ہیں مگر پہلے بیری کے پتے پانی میں جوش دے کر اُس پانی سے اُسے دھو لیجئے"

مسجد کے اندر دو ستونوں یا ... کے درمیان نماز پڑھنا

(۱۱۸) بروایت ابوبکر ... جناب قُرّہ فرماتے ہیں، میں مسجد کے دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا حضرت عمر نے مجھے اُسی حالت میں گُدّی سے پکڑ کر ایک ستون کے سامنے کھڑا کر دیا، اور فرمایا، اس طرح نماز ادا کرو!

---

[1] مترجم: بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے، یعنی ایسے لوگوں کو قبرستان میں پہنچا دیا جائے

ستونِ مسجد سے ٹیک لگانا جائز ہے

(۱۱۹) بروایت ابوبکر ۔۔۔ ایک یمنی جن کا نام ہداب تھا، ان سے امیرالمومنین نے فرمایا کہ ستون مسجد کے ساتھ ٹیک لگا کر آرام کرنے کے مستحق وہ لوگ ہیں، جو نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوں نہ وہ حضرات جو مجلس گرم کرنے کے لیے یونہی مسجدوں میں بیٹھ جاتے ہیں

مسجد نبوی میں نماز کا ثواب !

(۱۲۰) بروایت ابوبکر ۔۔۔ امیرالمومنین عمر فاروق نے فرمایا مسجد نبوی میں ایک نماز کا اجر دوسری مسجدوں سے ایک سو درجہ زائد ہے (بجز مسجد الحرام : بیت اللہ : کے اس میں اور بھی سوا ہے ۔۔۔۔۔ : مترجم :)

(۱۲۱) بروایت ابوبکر ۔۔۔ حضرت نے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھی

نماز میں ضروری لباس

(۱۲۲) بروایت بخاری ۔۔۔

عن ابی هریرة قال قام رجل	حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، کہ ایک منا
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ	نے رسول اللہ سے دریافت کیا؟ کیا ایک کپڑے
عن الصلوٰة فی الثوب الواحد	میں نماز جائز ہے؟ فرمایا کیا ہر شخص کے پاس
فقال اوکلکم یجد ثوبین؟	دو دو کپڑے ضروری ہیں؟
ثم سأل رجل عمر	عہد عمر میں ایک صاحب نے امیرالمومنین سے بھی
فقال اذا وسع اللہ	یہی سوال کیا، فرمایا، اگر اللہ نے وسعت دی ہے تو
فاوسعوا جمع رجل علیہ	لباس میں بھی وسعت کیجئے اب بعض نے کئی کپڑے
ثیابہ، صلی رجل فی ازار	پہنے نماز ادا کی کسی نے تہ بند اور چادر میں بعض نے
ورداء، فی ازار وقمیص فی	تہ بند اور قمیص میں کسی نے تہ بند اور قبا میں کسی نے
ازار وقباء فی سراویل ورداء	پاجامہ اور چادر میں کسی نے پاجامہ اور قمیص

---

[۱] مترجم: دراصل اس روایت کے دو حصے ہیں ایک حصہ مرفوع رعن رسول اللہ
بقیہ برصفحہ

فی سراویل وقمیص، فی سراویل — میں، کسی نے پاجامہ اور قبا میں، کسی نے بڑے جانگیے
وقباء فی تبان وقمیص، قال — اور قمیص میں (ابوہریرہ) فرماتے ہیں یا عمر نے
واحسبہ قال فی تبان ورداء — بڑا جانگیا اور چادر رکھا

لباس کے صرف ایک عدد میں جواز صلوٰۃ

(۱۲۳) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت معوذ سے مروی ہے کہ جناب عمر فاروق کی اقتدا میں ہم لوگوں نے نماز ادا کی، اس حالت میں کہ آپ نے صرف ایک ہی پیرہن سے اپنے بدن کو ڈھانک رکھا تھا (اور اس وقت کوئی دوسرا پیرہن آپ کے ساتھ نہ تھا)

صرف ازار (تہ بند) میں جواز نماز

(۱۲۴) ایضاً بروایت ابوبکر۔۔۔ ایک شخص اپنی چادر کی گدی لگا کر نماز پڑھ رہا تھا

صلی اللہ علیہ وسلم ہے) دوسرا حصہ موقوف یعنی قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے مگر امام بخاری نے اپنی صحیح میں یک جا نقل فرما دیا ہے ملاحظہ ہو "باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء"۔

لہ عہد فاروقی میں غالباً حضرت ابن مسعود اور جناب ابی بن کعب دونوں میں اس مسئلہ پر مکالمہ ہو گیا، اور نوبت امیر المومنین تک پہنچی (اب فتح الباری ملاحظہ فرمایئے بضمن باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء، ویحتمل ان یکون ابن مسعود لانہ اختلف ہو وابی بن کعب فی الصلوٰۃ فقال ابی الصلوٰۃ فی الثوب الواحد یعنی لا تکرہ وقال ابن مسعود انما کان ذلک وفی الثیاب قلۃ فقام عمر علی المنبر فقال القول ما قال ابی ولم یال ابن مسعود ای لم یقصر اخرجہ عبد الرزاق" (مترجم)

لہ مترجم۔۔ روایت میں لفظ متحقا ہے، اسکی شرح شاہ صاحب (ولی اللہ) کی زبانی سنیئے! "یعنی جانبے را از زیر بغل راست برآوردہ برکتف چپ اندازد و جانبے را از زیر بغل چپ برآوردہ برکتف راست اندازد" (مصفّٰی شرح موطا از شاہ ولی اللہ، باب کیف یصلی فی الثوب الواحد ۔ کتاب الصلوٰۃ)

حضرت عمرؓ نے اس حالت میں اُسے دیکھا تو فرمایا کہ "یہ گندہ ڈ یہود کا طریق ہے، تم اس سے بچتے رہو، البتہ اگر کسی مرد کے پاس ایک ہی چادر ہو تو وہ اسے ازار میں استعمال کر کے نماز ادا کرے" !

مستورات کے لئے نماز میں کم از کم ملبوسات !

(۱۲۵) ایضاً بروایت ابوبکر۔ ۔ فرمایا امیر المومنین نے، نماز کے لئے عورت تین جامے سے کم استعمال نہ کرے !

شرح | شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت اپنا تمام جسم اچھی طرح چھپا لے (مترجم: شاہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ ایک ہی جامہ کیوں نہ ہو)!

(۱۲۶) بروایت بیہقی ۔ ۔ ۔ ایک کنیز نماز ادا کر رہی تھی اور اُس نے اپنی اوڑھنی کے اوپر ایک چادر بھی اوڑھ رکھی تھی، امیر المومنین نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ آزاد عورت اور باندی کے لباس میں (آخر کچھ تو) مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے (مترجم: مقتضائے وقت کے مطابق کسی فتنہ کے خوف سے فرمایا گیا)!

(۱۲۷) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیر المومنین نے ایک کنیز کو برقع اوڑھے دیکھ کر سخت تنبیہ کی اور فرمایا کہ آزاد بیبیوں کے ساتھ یہاں تک مشابہت [1]!

نقش بین مصلّی بر جوازِ صلوٰۃ !

(۱۲۸) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیر المومنین نے ایک مرتبہ منقش غالیچہ پر صلوٰۃ ادا فرمائی !

سطحِ مسجد پر استعمال فرش کا جواز !

(۱۲۹) بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت عمرؓ نے بوریئے کا ایک فرش خرید کر مسجد (نبویؐ) میں اُسے بچھوا دیا !

۱۷ ۳۰ ۵

---

[1] مترجم: باندی کا کردار اپنے آقا کی خدمت گاری ہے، اگر وہ اپنے بناؤ سنگار میں اس قدر اہتمام رکھے، تو کتنے فتنے پیدا ہو سکتے ہیں !

قبلۂ صلوٰۃ

(۱۳۰) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے (جہت قبلہ پر) فرمایا، کہ مشرق اور مغرب کا وسط (اہل مدینہ کے لئے) سمت قبلہ ہے (اسی روایت میں ایک لفظ یہ بھی ہے) کہ "جب توّرد و القبلہ ہونا چاہیے" (مترجم: یعنی تب سمت مذکورہ کا اندازہ کرلے)۔

(۱۳۱) بروایت امام مالک... ایضاً[1]

سُترہ

(۱۳۲) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے کھلے میدان میں نماز ادا کی تو سامنے (سمت قبلہ) اپنا چھوٹا نیزہ (زمین میں) گاڑ لیا، اس وقت راہ گذر بھی آپ کے سامنے سے نکل رہے تھے

(۱۳۳) بروایت بیہقی... ایک صاحب کعیف (نام) فرماتے ہیں، میں نے حضرت عمر سے (مسئلہ) دریافت کیا کہ "بیابان کے اندر ایک چھوٹے سے گھر میں ہماری بود و باش ہے (موسم سرما کی) بعض نمازوں میں اگر میں گھر سے باہر آکر نماز ادا کرتا ہوں، تو مجھے سردی ستاتی ہے، اور اگر میں گھر کے اندر نماز پڑھوں تو بیوی کو باہر بٹھانا پڑتا ہے، اور اس وقت دو بالشت سے گھر اِتنی ہے؟

امیرالمومنین نے فرمایا نماز کے وقت اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان پردہ لٹکا دیا کرو! اور اس طرح تم دونوں نماز ادا کرلیا کرو!

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں اس خصوص میں احناف کا مسلک یہ ہے، کہ "اگر ادائے نماز میں مرد اور عورت دونوں بالمقابل ایک دوسرے کے قریب قریب ہوں تو مرد کی نماز فاسد ہوگی"!

اس میں امام شافعی کا نقص

(۱) حضرت عمر کے مرویات میں یہ روایت معروف نہیں

---

[1] در موطا کتاب الصلوٰۃ ۱ وجوب استقبال الکعبۃ فی الصلوٰۃ (مترجم)

(۲) نیز اس روایت سے یہ ثابت ہے، کہ حضرت عمرؓ نے مرد اور عورت دونوں کے ایک ہی نماز میں شریک ہونے پر یہ فتویٰ دیا ہے — البتہ احتمالِ فتنہ کی وجہ سے پردہ لٹکا دینا مستحب ہے

نماز کے آداب

تسویۃ الصفوف

(۱۳۴) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . جس وقت امیرالمومنین عمر فاروقؓ نماز پڑھانے کے لئے مصلّے پر کھڑے ہوتے، فرماتے " صفیں سیدھی کرلو " جب اُن میں سے کوئی شخص یہ عرض کرتا صفیں درست ہوگئیں تب آپ تکبیر فرماتے۔

نماز کی دعائیں!

(۱۳۵) بروایت ابوبکر . . . جناب اسود فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ تکبیر سے نماز شروع فرماتے، پھر:۔ سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک :۔ پڑھ کر: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے

بوقت ضرورت نماز میں بعض کلمات باآواز پڑھنا

(۱۳۶) بروایت امام ابوحنیفہ . . . بصرہ سے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں صرف یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے: کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کوئی دُعا پڑھنا چاہیئے (اتنے میں نماز کا وقت بھی آگیا) حضرت عمرؓ نے امامت کرائی یہ اصحاب بصرہ بھی شریک صلوٰۃ تھے اور امیرالمومنین نے ذرا بلند آواز سے:۔ سبحانک اللھم — لا الٰہ غیرک :۔ تک پڑھ کر انہیں بتادیا (کہ تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک پڑھیے۔ مترجم)

امام محمد بن الحسن (صاحبِ امام اعظمؒ) فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کا اسے جہر سے پڑھنا ان کے سوال کا جواب تھا

تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھوں کا کندھوں تک لے جانا

(۱۳۷) بروایت بیہقی — حضرت عمرؓ تکبیر (تحریمہ) میں، دونوں ہاتھ کندھوں

تک سنے جاتے ۔

(۱۳۸) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا: "وہ نماز ناکافی ہے جس میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کم ازکم دو (۲) آیتیں اور نہ ملائی جائیں"

سہو قرأت

(۱۳۹) بروایت شافعی ــــ ایک مرتبہ حضرت عمر امامت صلوۃ میں قرأت پڑھنا بھول گئے (اور بغیر سجدہ سہو کئے) سلام کے بعد لوگوں سے دریافت کیا کہ رکوع اور سجدے میں تو کمی نہیں رہی؟ عرض کیا گیا کہ وہ تو بہت اچھے تھے۔ آپ نے فرمایا تب (اگر قرأت رہ بھی گئی) ہے تو کوئی مضائقہ نہیں!

(۱۴۰) بروایت امام ابوحنیفہ ــــ حضرت عمر مغرب کی نماز میں قرأت بھول گئے بعد میں معلوم ہوا تو پھر پوری نماز کا اعادہ فرمایا

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "قول قدیم" میں امام شافعی کا فتویٰ یہ تھا کہ نماز میں قرأۃ سنت ہے مگر بعد "قول جدید" میں اس سے رجوع کرکے اسے فرض قرار دیا، اور (امام شافعی نے) اپنی مندرجہ روایت (نمبر ۱۳۹) کو اس پر محمول فرمایا کہ حضرت عمر سے قرأۃ (سورۂ فاتحہ) کی بجائے سورۃ ترک ہوگئی تھی (اس لئے نہ تو آپ نے اعادہ کیا نہ سجدہ سہو ضروری سمجھا: مترجم)

جہری نمازوں میں بسم اللہ ــــ جہر سے ادا کرنے کا مسئلہ

(۱۴۱) بروایت امام مالک و شافعی۔۔۔ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان ہر سہ حضرات (نماز جہری کی قرأۃ میں) الحمد للہ رب العالمین سے ابتدا فرماتے (دوسری روایت میں ہے) یعنی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کا جہر نہ کرتے

(۱۴۲) بروایت ابوبکر و اصحاب السنن[1]۔ ۔ عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں:

---

[1] مترجم: اصحاب سنن سے مراد یہ حضرات ہیں، امام ابوداؤد (در سنن ابی داؤد) امام نسائی (در سنن نسائی) امام ابن ماجہ (در سنن ابن ماجہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں اور خلفائے ثلاثہ میں بھی ہر ایک کے ساتھ! مگر کسی نے قرأت میں بسم اللہ جہر نہ پڑھی[1] پس تم بھی (عبداللہ سے) جہری نمازوں میں: الحمد للہ رب العلمین: سے شروع کرو

(۱۴۳) بروایت ابوبکر ــــــ اسود فرماتے ہیں ”میں نے حضرت عمر کے اقتدا میں بے شمار ــــ نمازیں (یہاں لفظ ”سبعین“ ہے جس کا منشا بے شمار ہے) ادا کیں، اور کبھی انہوں نے (صلوۃ جہری میں) بسم اللہ جہرًا نہیں پڑھی

(۱۴۴) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے (جہری نمازیں) بسم اللہ... بآواز پڑھی

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ”ترک جہر والی روایتوں میں مدنی، کوفی اور بصری راوی ہیں اور اختیار جہر کی روایت میں مکی راوی ہیں ـــــ اب قضائے (اربعہ) کا اختلاف ہوا تو امام شافعی نے جہر بسم اللہ کو ترجیح دی، اور امام محمد

---

[1] اس مسئلہ میں مؤلف رسالہ ہذا (در مذہب فاروق اعظم) شاہ ولی اللہ کا مسلک ملاحظہ ہو جس کا تذکرہ انہوں نے اس حدیث (مگر زیر بحث روایت عبداللہ بن مغفل کی بجائے انس بن مالک سے مروی ہے) کے ضمن میں فرمایا ہے کہ ”مترجم گوید رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ظاہر ازیں حدیث آنست کہ نمے خواندند“ نہ بسملہ را بجہر و نہ بخفیہ وہمیں است مذہب امام مالک وجمع تاویل کردہ اند بآنکہ ”نخواندند“ بوجہے کہ مسموع ے شود پس دلالت کند بر نفی جہر نہ بر نفی قراءۃ مطلقًا

و فقیر ہیچ دلیلے از فعلِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیافتہ است کہ دلالت کند بر خواندن بسم اللہ خفیہ

و در پیش شافعی خواندن بسملہ فرض است زیراکہ جزو فاتحہ است وجہر بہ بسملہ در صلوۃ جہریہ سنت است

و در پیش ابوحنیفہ مسنون است خواندن آں بطریق اخفا در جہریہ وسریۃ واللہ اعلم (مصفّٰی شرح موطا مؤلفہ شاہ ولی اللہ باب لایقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا افتتح الصلاۃ)

(صاحبِ امام ابو حنیفہ) نے جیسا کہ نماز کی دعائے افتتاح (مترجم: یعنی سبحانك اللھم وبحمدك ـــــ) میں فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ کا (کسی موقعہ پر نماز میں بسم اللہ کا بالجہر ادا فرمانے سے) مطلب یہ ہے، کہ آپ خود بھی اسے سنت سمجھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم فرمانا چاہتے تھے

ش ۱ ۵ ولی اللہ فرماتے ہیں حدیث ہشام بن حکیم میں (مرفوعاً) منقول ہے کہ "ان القرآن نزل علی سبعۃ احرفٍ" قرآن مجید سات قرأتوں یا لغتوں پر نازل ہوا ہے

اور حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ساتوں قرأت یا لغت تعلیماً حاصل کرلیں چونکہ اپنی اپنی جگہ (ہر ایک قرأت اور لغت) کافی اور شافی ہے، بدیں وجہ امیر المومنین بسم اللہ الرحمن الرحیم کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ کئی وجوہ سے سمجھتے، یعنی

ا ـ بسم اللہ ـــ کے سورۃ فاتحہ ہی کا ایک ٹکڑا (آیت) ہونا ایک "حرف" ہے (حدیث کے سات حرفوں میں سے) ـــ (مترجم: بدیں وجہ امیر المومنین نے اسے کبھی بالجہر پڑھ لیا)

ب ـ بسم اللہ ـــ کا تعلق کتابت[1] قرآن اور اس کی تلاوت سے ہے جو نماز کے باہر کی جائے تو یہ بھی اُس روایت (کہ قرآن مجید سات قرأتوں میں نازل ہوا ہے) کے مطابق ایک قرأت یا لغت ہے، بدیں سبب بھی حضرت عمرؓ اسے جہری نمازوں میں ترک فرما دیتے!

ج ـ بسم اللہ کو (حضرت عمرؓ کا) جزو سورۃ فاتحہ نہ سمجھنا بھی حدیث مذکورہ کے مطابق سات قرأتوں میں ایک قرأۃ ہے

فاتحہ خلف الامام کی تاکید

(۱۲۵) بروایت امام بیہقی ـــ کہ یزید بن شریک نے حضرت عمرؓ سے فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ "فاتحۃ الکتاب (سورۃ الحمد) امام کے اقتدا میں بھی ضرور پڑھا کرو!" یزید ـــ نے عرض کیا[2] "کیا آپ کے اقتدا میں بھی؟"

---

[1] منشا دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کا کتابت میں لانے سے ہے (مترجم)

فرمایا — بے شک میرے پیچھے بھی :
عرض کیا — اگرچہ جہری نمازیں کیوں نہ ہوں ؟
فرمایا — بے شک وشبہ !

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، حضرت عمر کے اصحاب میں سے منع فاتحہ خلف الامام کی روایات (صرف) ان راویوں نے آپ سے نقل کی ہیں، جو کوفہ کے باشندے ہیں، اور مسئلہ میں تطابق کی صورت یہ ہے کہ مقتدیوں کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا باعث ہوسکتا ہے اس امر کا کہ امام اور ماموم دونوں کے ساتھ ساتھ قراءۃ کرنے سے منازعت (کبھی امام آگے سے پڑھ رہا ہے تو کبھی ماموم یا منازعت سے مراد مختلف آوازوں کی صوتیاتی حالت) ہوسکتی ہے، اور مقتدی کو اس موقعہ پر مناجات (اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی) مطلوب ہے جس کے سبب ماموم کے قرأت پڑھنے میں مصلحت ایک مفسدہ بھی ہے، اس لئے رفع تعارض کی یہ صورت مناسب ہے کہ مقتدیوں میں سے جو شخص اپنی آواز پر قادر ہو، وہ تو سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرے لیکن جسے اپنی صوت پر قابو نہ ہو، اسے امام ہی کی قرأت پر اکتفا کرنا چاہیئے

نماز میں کونسی سورتیں پڑھیں (۱۴۶) بروایت ابوبکر

احنف فرماتے ہیں، کہ	میں نے حضرت عمر کے اقتدا میں صلوۃ فجر ادا کی، آپ نے دونوں رکعتوں میں سورۂ یونس اور سورۂ ہود پڑھیں
زید ابن وہب سے مروی ہے	حضرت عمر نے پوری سورۂ کہف ایک نماز میں تلاوت کی
عبداللہ بن عامر سے روایت ہے	حضرت عمر نے ایک نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۂ یوسف ترتیل کے ساتھ پڑھی

حالت قیام میں رقت

(۱۴۷) بروایت ابوبکر۔ عبداللہ بن شداد سے مروی ہے، کہ میں نے حضرت عمر کے اقتدا میں نماز پڑھی، جب آیۂ۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ پر پہنچے، تو آپ کی آواز رقت سے رُک رُک گئی

فجر کی سورتیں

(۱۴۸) بروایت امام مالک و شافعی۔۔ حضرت عمر نے ابوموسیٰ اشعری کی طرف فرمان میں لکھا نماز فجر تاروں کے سائے میں پڑھو، اور فرض میں مفصلات سے کوئی طویل سورۃ پڑھو"

" شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں اگر نماز میں گریہ و بکا خوف عقبیٰ کی بنا پر ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی "

از نمبر (۱۴۹) ـــ تا ـــ ۱۵۹)

نماز کی سورتوں کا ایک اور خاکہ

نام محدث	نماز فجر	نماز ظہر	نماز عصر	نماز مغرب
(۱۴۹) ابوبکر		ق و ذاریات		
(۱۵۰) 〃				مفصلات کی آخری سورۃ
(۱۵۱) 〃				التین و الم ترکیف
(۱۵۲) 〃				
(۱۵۳) 〃				
(۱۵۴) 〃	الم ترکیف و لایلاف			
(۱۵۵) 〃	یاایہا الکافرون و قل ھو اللہ احد			
(۱۵۶) امام ابوحنیفہ	یاایہا الکافرون و لایلاف قریش			
(۱۵۷) ابوبکر				
(۱۵۸) امام شافعی		ق		
	کبھی سورۂ بقرہ سے اور کبھی سورہ آل عمران سے یکصد اور چھوٹی سورتوں میں ایک اور سورۃ یا طویل سورتوں میں سے کسی ایک کا ابتدائی حصہ۔			

یعنی امیرالمومنین نے کونسی نماز میں کونسی سورۃ پڑھی

نمازِ عشا	کیفیت
	ابوموسیٰ کے نام امیرالمومنین کے تحریری فرمان سے دکھایا
مفصلات کی، متوسط سورتیں	ابوموسیٰ کے نام امیرالمومنین کے تحریری فرمان سے دکھایا
اذا السماء انشقت	
	درسفر حج بیت اللہ خواندہ
	(۱) امام محمد (صاحبِ ابوحنیفہ) فرماتے ہیں، کہ نماز فجر میں اس قدر چھوٹی سورتیں جائز ہیں، لیکن امام مقیم ہو، تو اسے طویل سورتیں پڑھنا چاہئیں۔
آلِ عمران (دونوں رکعتوں میں)	راوی کہتا ہے، کہ اس (سورہ) کا تعیین میں نے حضرت عمر کی آواز کے بعض جزول سے کیا شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ اس روایت پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز میں اخفا وجہر دونوں کی رعایت واجب نہیں، مگر احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ اخفا کے موقع پر کسی ایک یا دو کلموں کا لوگوں کو سنا دینا اخفا کی حد سے خارج نہیں۔

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، حضرت عمر کی اس قراءۃ میں امام شافعی کے لئے یہ استدلال ہے کہ ہر نماز کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بہت زیادہ طویل ہے

(۱۶۰) بروایت ابوبکر و بخاری . . . امیرالمومنین کے حضور شکایت کی گئی، کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص زکوٰۃ کے عامل نماز پڑھاتے ہوئے طویل سورتیں پڑھتے ہیں، حضرت عمر نے سعد کو مدینہ بلاکر جواب طلب فرمایا، سعد نے عرض کیا کہ "میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سی اپنی رکعت کے مطابق پڑھاتا ہوں اور میں پہلی دو رکعتوں میں دوسری دو سے زیادہ دیر قیام کرتا ہوں" حضرت عمر نے یہ سنکر فرمایا "اے ابو اسحاق (کنیت سعد) آپ کے متعلق میرا ایسا ہی گمان ہے" (یعنی اس قدر تعدیل قیام میں اتباع سنت، مترجم)

(۱۶۱) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد (فوراً) پڑھتے اور پہلی رکعت طویل کرتے

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے اس فعل میں امام شافعی کے لئے دلیل ہے جو پہلی رکعت کو طویل کرنے میں استحباب سمجھتے ہیں

سجدہ ہائے تلاوت

(۱۶۲) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . (خطبہ جمعہ میں) حضرت عمر نے (منبر پر) سورہ سجدہ کی تلاوت فرمائی (جب آیت سجدہ پر پہنچے) تو منبر سے اتر کر سجدہ ادا کیا اور انہیں دیکھ کر نمازیوں نے بھی سجدہ ادا کیا

اس کے بعد دوسرے جمعہ میں بھی یہی سورۃ (السجدہ) تلاوت فرمائی مگر آج جب آیت سجدہ پر پہنچے اور نمازی سجدہ کا اہتمام کرنے لگے تو اس پر حضرت نے فرمایا اے لوگو! توقف کرو! اللہ تعالےٰ نے یہ سجدہ (تلاوت) ہم پر فرض نہیں کیا، بلکہ اسے ہم پر چھوڑ دیا ہے۔ ادا کریں یا نہ ادا کریں! اور آپ نے پوری سورہ (سجدہ) تلاوت فرمادی مگر خود بھی سجدہ نہ کیا اور حاضرین کو بھی یہ سجدہ کرنے سے منع فرمادیا

(۱۶۳) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے فرمایا، کہ "مفصّل[1]" سورتوں میں سجدہ

---

[1] طویل سورتوں میں بعض کے بعد کے لئے لفظ "مفصلات" استعمال کر لیا گیا ہے۔

نہیں

سلہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، "یہ آپ کا منشا ان سورتوں میں سجدہ کے سنت نہ ہونے سے ہے"

ایک ہی رکعت میں دو سورتیں

(۱۶۴) بروایت ابوبکر ۔ ۔ حصین بن سبرہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمرؓ کے اقتدا میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا، آپ نے پہلی رکعت میں سورہ یوسف اور دوسری میں سورہ النجم پڑھی (النجم کے سجدہ پر) آپ نے (نماز ہی میں) سجدہ ادا کیا، پھر قیام فرمایا، اور النجم کے ساتھ سورہ "اذا زلزلت الارض" ملاکر پھر رکوع فرمایا

(۱۶۵) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ ابورافع الصائغ فرماتے ہیں، حضرت عمرؓ نے ہمیں نماز عشا پڑھائی، سورۂ "اذا السماء انشقت" تلاوت کی، اسکی آیت سجدہ پر انہوں نے سجدہ کیا اور ہم سب نے بھی

(۱۶۶) بروایت ابوبکر ۔ ۔ حضرت عمرؓ نے سورہ حج میں دوران ادائے نماز دو سجدہ ہائے تلاوت ادا کئے

(۱۶۷) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ ابن عباس اپنا چشم دید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سورہ ص میں سجدہ تلاوت ادا فرمایا

حالت قیام صلوۃ میں خارجی امور کا ذھن مین آنا

(۱۶۸) بروایت ابوبکر ۔ ۔ جس وقت بحرین سے جزیہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نماز کی حالت میں بھی میرا گمان اسکی طرف آتا رہا[1]

---

[1] اصل نسخہ (رسالہ در مذہب فاروق اعظم) میں اس روایت کے لفظ "قال عمر انی لاحسب جزیۃ البحرین و انا فی صلوۃ" میں لفظ "لاحسب" کے نیچے بین السطور "حسابیکم" لکھا ہے، یہ لفظ شاہ ولی اللہ صاحب جامع رسالہ کا نہیں بلکہ کسی دوسرے کا ہے۔ راقم مترجم کا منشا ظاہر ہے جیسا کہ ترجمہ کر دیا گیا ہے لیکن اگر "حسابیکم" ہی تسلیم کر لیا جائے، تو آخر پوری نماز میں، سارا توجہ اور یکسوئی کی کر رہتی ہے جو حضرت عمرؓ کے حسب حال زیادہ موزوں ہے (مترجم)

(۱۶۹) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا (بعض اوقات) مجھے نماز میں بھی لشکر کی تیاری کا خیال آہی جاتا ہے

رفع الیدین

(۱۷۰) بروایت ابوبکر و ترمذی ۔ ۔ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نماز میں رکوع جاتے اس سے اٹھتے ہوئے اور قیام و قعود میں رفع الیدین کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حضرت ابوبکر و عمر دونوں کو دیکھا، (مترجم: قیام قعود سے منشا یہ ہے کہ رکوع سے اٹھتے ہوئے ایک دفعہ پھر رکوع سے سجدہ میں جاتے ہوئے اسی طرح سجدے سے اٹھتے اور پھر دوسرے سجدہ میں جاتے ہوئے)

(۱۷۱) بروایت بغوی و بیہقی ۔ ۔ ۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دو حالتوں میں رفع الیدین کرتے دیکھا (۱) رکوع جاتے اور اس سے اٹھتے وقت (۲) تشہد اولی سے قومہ کے لئے کھڑے ہونے پر

(۱۷۲) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ اسود سے مروی ہے میں نے حضرت عمر کی اقتدا میں نماز پڑھی اور آپ کو صرف تکبیر اولی میں رفع الیدین کرتے دیکھا

حضرت عمر کے اختیار و ترک رفع الیدین پر شاہ ولی اللہ کا محاکمہ

فرماتے ہیں حضرت عمر کے اس تضاد عمل پر شوافع و احناف دونوں اپنے اپنے مسلک کے مطابق ترجیح روایات پر مائل ہیں، مگر میرے نزدیک اس میں تطابق کی یہ صورت ہے کہ حضرت عمر کے نزدیک رفع الیدین مستحب تھا اس لئے کبھی اس پر عمل فرماتے اور کبھی یونہی گزر جاتے، جیسا کہ حضرت عمر نے سجدۂ ہائے تلاوت میں عمل فرمایا، (مترجم اور جیسا کہ نمبر (۱۶۲ تا ۱۶۴) میں گزرا)

حالت رکوع میں گھٹنے پر ہاتھ رکھنا

(۱۷۳) بروایت امام شافعی ۔ ۔ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑے رکھنا سنت ہے اے مسلمانو! اس کا خیال رکھو!

(۱۷۴) بروایت امام ابوحنیفہ ۔ ۔ ۔ حضرت عمر رکوع میں اپنی ہتھیلی گھٹنوں پر رکھتے

(مترجم! یکفد عطاق محض الصاق نہیں، بلکہ ان کے زور پر خود کو جھکائے رکھنا بھی ہے)

سنن ۱ ۵ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام ابو حنیفہ اور ابراہیم (نخعی) نے اس روایت پر تطبیق ترک فرمادی (مترجم: تطبیق ہے، رکوع میں ہاتھ گھٹنوں کی بجائے دونوں رانوں کے درمیان اس طرح رکھ دینا کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ایک دوسری ہتھیلی سے ملی رہیں یہ معمول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا)

رکوع وسجدہ کی دعا اور عنوان

(۱۷۵) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین رکوع وسجود میں "سبحان اللہ وبحمدہٖ" تقریباً پانچ پانچ مرتبہ پڑھتے

(۱۷۶) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر رکوع سے اُٹھ کر پورے قیام سے قبل ہی کلمہ "سمع اللہ لمن حمدہ" ختم کر لیتے

(۱۷۷) ایضاً بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین رکوع میں گھٹنوں پر زور دے کر جھکے رہتے

(۱۷۸) ایضاً بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر فرماتے کہ "ابن آدم کا سجدہ صلوٰۃ میں سات اعضاء پر ہے، پیشانی، دونوں ہتھیلی، دونوں گھٹنے، دونوں پیروں کی اُنگلیاں (یعنی ان حصّوں کو زمین سے پوری طرح لگائے رکھے جیسا کہ اس کے بعد کی روایت نمبر ۱۷۹ میں منقول ہے۔ مترجم)

(۱۷۹) وایضاً بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جب کوئی سجدہ کرے تو ہاتھ کی دونوں ہتھیلی زمین سے لگالے

سجدہ گاہ پر کسی شے کا استعمال

(۱۸۰) وایضاً بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر نے فرمایا اگر زمین زیادہ ٹھنڈی یا گرم ہو۔ تو سجدہ گاہ پر کپڑا رکھ لے۔

دعائے قنوت

(۱۸۱) بروایت شافعی ۔ ۔ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وخطاب عمر

صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے

(۱۸۲) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ مالک اشجعی فرماتے ہیں، میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلعم اور خلفائے اربعہ سب حضرات کا اقتدا کیا ان میں سے کوئی قنوت بھی پڑھتا تھا؟ فرمایا، اے فرزندمن! یہ نئی چیز ہے!

(۱۸۳) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر نے نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھی

(۱۸۴) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر نماز فجر میں اکثر مرتبہ قنوت پڑھتے

(۱۸۵) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے، "کہ اگر پورا عالم ایک فراخ یا دشوار گزار راہ پر گامزن ہو، اور جناب عمر ان سب سے ہٹ کر کسی دوسری راہ پر جادہ پیما ہوں تو میں حضرت عمر کی راہ پر چلوں گا، اگرچہ وہ راستہ دشوار گزار ہی کیوں نہ ہو اگر حضرت عمر نے قنوت کیا ہوتا تو عبداللہ (خود کو فرماتے ہیں) بھی ایسا کرتا"

(۱۸۶) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر نماز پڑھاتے اور رکوع کے بعد آپ قنوت بھی فرماتے، جس میں اپنے دونوں ہاتھ اس طرح بلند فرماتے کہ آپ کے دونوں بازو ہمیں صاف دکھائی دیتے اور قنوت کی آواز تو مسجد سے باہر بھی سنی جاتی

(۱۸۷) و بروایت ابوبکر زید بن وہب فرماتے ہیں حضرت عمر نے نماز فجر میں رکوع کے قبل قنوت پڑھی

(۱۸۸) اور اسی طرح ابوعثمان النہدی سے مروی ہے (یعنی بروایت ابوبکر (نمبر ۱۸۷)

اختیار و ترکِ قنوت پر شاہ ولی اللہ کا محاکمہ

فرماتے ہیں اس مسئلہ میں مختلف روایات کی وجہ سے کئی مسلک قائم ہو گئے بعض روایتوں میں ترکِ قنوت ہے اور کسی میں قبل از رکوع اور کہیں بعد از رکوع قنوت پڑھنے کا تذکرہ ہے

میرے نزدیک اس مسئلہ میں اختلاف روایات کو اختلافِ احوال و ظروف پر محمول کرنا چاہیئے یعنی!

۱۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (مراد از خلفاء اربعہ: مترجم)

کو قومی مصیبت کا سامنا ہوتا، تو قنوت فرماتے

۲۔ مگر زمانۂ امن میں اسے (قنوت) ترک فرما دیتے

پس اگر ان حضرات (خلفائے اربعہ) میں سے اگر کسی نے ایک زمانہ میں قنوت فرمائی اور دوسرے عہد میں اِسے ترک فرما دیا تو وہ بھی مُصیب ہے

اور اگر ان میں کسی نے ہمیشہ ہمیشہ قنوت فرمائی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام پر حوادث کا تسلسل اس کے عہد میں منقطع نہیں ہُوا، تو یہ بھی مُصیب ہے، الغرض جس صاحب نے جس حالت میں قنوت فرمایا، اسے مُصیب ہی سمجھئے کیونکہ قنوت کا مورد حوادث پر ہے نہ کہ وہ بغیر کسی وجہ موجبہ کے سنّتِ راتبہ ہے

جیسا کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں، کہ اگر کوئی شخص نماز فجر میں قنوت کرے تو مستحسن ہے، مگر خود ــــ ثوری کا یہ عمل نہ تھا

امام احمد اور اسحٰق (ابن راہویہ) کا فتویٰ ہے کہ صلوۃ فجر میں قنوت نہ کیا جائے اِلّا یہ کہ مسلمان کسی بَلا (نازلہ) میں گھر جائیں تب بھی امام (وقت) اسلامی لشکر کی فیروزمندی کے لئے قنوت میں دُعا کرے

تشہد کے مسائل

(۱۸۹) بروایت ابوبکر ۔۔ محمد بن الحسن نے روایت کی حمید بن عبدالرحمٰن سے فرمایا حضرت عمر نے کہ تشہد کے بغیر نماز نہیں ہوتی ـــــ لیکن!

محمد بن الحسن نے بغیر واسطۂ حمید نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر کو فرماتے ہوئے پایا، کہ تشہد کے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں

(۱۹۰) بروایت امام مالک و امام شافعی ۔۔۔ امیرالمومنین بر سرِ منبر لوگوں کو اس تشہد کی تعلیم فرما رہے تھے

التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوٰۃ للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین
اشھد ان لآ الٰہ الّا اللہ واشھد انّ محمدًا
عبدہ ورسولہ !

مگر بغوی کے الفاظ اس روایت میں "التحیات للہ والصلوٰۃ" ہیں سو مترجم
ملکبر شدہ الفاظ نمبر (۱ و ۲)

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام شافعی کا ارشاد ہے، کہ یہی (مذکورہ بعض) تشہد ہم نے اپنے بچپن میں اُس دور کے اہلِ علم فقہا سے سیکھا تھا لیکن بعد میں جب خود ہم نے اسی تشہد کے جملہ اسناد پڑھے، تو جو تشہد ہم نے اپنے بچپن کے بعد سنا ان دونوں کے اسناد کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوا، کہ یہ دوسرا تشہد باعتبار سند اُس سے پہلے سے زیادہ قوی نہ تھا

ـــــ مگر امام شافعی کا یہ "قول قدیم" ہے

اور "قول جدید" میں فرماتے ہیں (امام شافعی) کہ پھر جب ہمارے سامنے ہمارے ہی اصحاب کے مرویات سے حدیث مرفوع آئی تو ہم اس پر عامل ہو گئے

مسائل درود

(۱۹۱) بروایت ترمذی و بغوی ... امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ جس دُعا کے بعد تم درود نہیں پڑھتے وہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہ جاتی ہے

(۱۹۲) بروایت ابوبکر .. حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلوٰت اللہ علیہ ان کلمات سے تعوذ فرماتے ..

اعوذ باللہ من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنۃ الصدر

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ آپ یہ مذکورہ کلمات ختم نماز اور تسلیم سے قبل پڑھتے

کیفیت "تسلیمؔ"

(۱۹۳) بروایت ابوبکر ... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر

(ختم نماز کے بعد) صرف ایک ہی طرف سلام فرماتے

(۱۹۴) بروایت امام شافعی حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلعم اور شیخین کو دیکھا کہ ختم نماز کے بعد دائیں اور بائیں دونوں طرف سلام فرماتے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، میرے نزدیک اس اختلاف کی وجہ یہ ہے، کہ ایک تسلیم تو بلاکراہیۃ واجب ہے، مگر دونوں طرف کا سلام زیادہ بہتر اور اکمل ہے — رہا امیرالمومنین کا کا ہے ایک طرف اور کبھی دونوں طرف کا سلام تو اسکی مثال سجدہ سہو کی ہے (بر نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۷)

سجدہ سہو

(۱۹۵) بروایت بیہقی ... امیرالمومنین عمر فاروق نے دوسرے صحابہ (کرام) سے دریافت کیا، کہ اگر نماز میں رکعات کا شبہ ہو جائے؟ اسپر عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سُنا، کہ اگر کسی کو بہ
وسلم یقول اذا شک فی الاثنین	میں شبہ پیدا ہو جائے کہ اس نے دو رکعت ادا کی
والثلاث فلیجعلہا اثنین	ہیں یا تین، تو اُسے انہیں دو(۲) سمجھنا چاہیئے اور
واذا شک فی الثلاث والاربع	اگر تین یا چار میں شبہ پیدا ہوا، تب انہیں تین سمجھے
فلیجعلہا ثلاثًا، حتٰی یکون	یعنی شبہ میں زیادہ کو وہم سمجھے اور کم تعداد پر بھروسہ
الوہم فی المزیادۃ	رکھے

پس امیرالمومنین عمر نے اسی پر عمل فرمایا

قصر صلوٰۃ

(۱۹۶) بروایت امام شافعی ومسلم ... یعلٰی بن امیہ فرماتے ہیں، میں نے امیرالمومنین سے عرض کیا، کہ حکم قصور جو یہ آیت نازل ہوئی تھی، کہ

ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم — ! (۴ : ۱۰۲)

(اے مسلمانو! اگر تمہیں دشمنوں کی طرف سے مقاتلہ کا خطرہ ہو، تو نمازوں میں قصر کر لیا کرو!)

مگر اب تو ہمیں کسی دشمن کی طرف سے یہ خوف نہیں، پھر قصر کی کیا گنجائش ہے؟ فرمایا (اے یعلٰی)

مجھے بھی اسی قسم کا خیال آیا تھا مگر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا، تو آنحضرت نے فرمایا

صدقۃٌ تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ — (فرمایا کہ اے عمر!) اب (یہ قصر) صدقہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے، قبول کر لینا چاہیئے

(۱۹۷) بروایت امام مالک و امام شافعی ... ابن المسیب فرماتے ہیں کہ جہاں چار شب تک قیام کی نیت ہو، وہاں پوری نماز پڑھے — اس روایت کے بعد امام شافعی نے مسافر کے لئے قصر صلوٰۃ کی مدت چار شب پر حضرت عمر کے مندرجہ ذیل فیصلہ سے استدلال فرمایا ہے کہ آپ نے مجوس و یہود اور نصاریٰ کے لئے قانون بنا رکھا تھا کہ جو ان میں سے مسافراً طور پر مدینہ منورہ میں آئے وہ تین روز سے زیادہ قیام نہ کرے (مترجم: یعنی مسافر ۳ یوم تک حالت سفر میں ہے اس لئے قصر بھی تین ہی روز تک کی نیت پر ہے)

(۱۹۸) بروایت بیہقی ... حضرت عمر مکہ معظمہ تشریف لائے تو دو (۲) رکعت نماز ادا فرمائی مگر اہل مکہ سے فرمایا کہ ہم تو مسافر ہیں آپ لوگ پوری نماز پڑھئے

(۱۹۹) بروایت امام مالک ... (— ایضاً —)

(۲۰۰) بروایت ابوبکر ... (— ایضاً —)

(۲۰۱) و بروایت ابوبکر ... امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ سفر کی دو (۲) رکعتیں ہیں اور عیدین و جمعہ کی دو دو (۲) رکعتوں میں مسافر کے لئے کوئی قصر نہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قصر کے لئے سفر کی مسافت

(۲۰۲) و بروایت ابوبکر ... اللجلاج فرماتے ہیں، ہم نے حضرت عمر کی معیت میں سفر کیا تو تیسرے میل ہی پر آپ نے نمازیں قصر فرما لیا -

ش | ہ ولی اللہ فرماتے ہیں اس روایت نمبر: (۲۰۲) کے معنی یہ ہیں، کہ کوئی شخص کسی طویل سفر کے لئے گھر سے نکلے تو وہ تیسرے میل سے قصر صلوٰۃ شروع کر دے

جمع بین الصلوتین !

(۲۰۳) بروایت امام شافعی کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر نے تحریری فرمان بھیجا کہ دو نمازوں کا جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں ،، احناف نے اسی (نمبر ۲۰۳) سے یہ استدلال کیا ہے کہ سفر میں جمع بین الصلوتین نہ کی جائے، لیکن امام شافعی فرماتے ہیں، یہ روایت (نمبر ۲۰۳) مرسل ہے (مترجم، جیسا کہ اصل عبارت میں (کہا جاتا ہے) یعنی "یُذکَرُ" ہے بصیغۂ تمریض) اور اگر حنفیہ کا فتویٰ صحیح مان لیا جائے تو جبکہ سفر اور بارش دونوں میں صعوبت ہے، کیونکر جمع (بین الصلوتین) میں مضائقہ تسلیم کر لیا جائے جب کہ بنفسہٖ صحیح روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ تبوک میں جمع صلوتین ثابت ہو ــــ اور حضرت عمر خدا اور رسول کے احکام کو خوب جانتے تھے، اگر یہ منع (جمع بین صلوتین) ہوتا تو امیر المومنین ضرور ایسا ہی کرتے (مترجم : یعنی شاہ ولی اللہ کے نزدیک جمع جائز ہے اور روایت نمبر (۲۰۳) بسبب مرسل ہونے کے ناقابل حجت !)

دوران نماز میں نکسیر کا مسئلہ !

(۲۰۴) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے ایسا شخص جسے نماز میں نکسیر پھوٹ آئے کے لئے یہ فتویٰ دیا کہ وہ نماز چھوڑ کر نکسیر دھولے اور پھر اسی حصہ سے نماز شروع کرے جہاں اُس نے حرکت کی تھی (مترجم : یعنی نہ تو نکسیر ناقض وضو ہے نہ یہ کہ اُس سے قبل جو جس قدر نماز ادا کرلی، وہ باطل :)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کا یہ اصرار ہے کہ نکسیر سے وضو باطل ہو جاتا ہے اس لئے ایسے شخص کو تجدید وضو کر کے از سر نو نماز شروع کرنا چاہیئے

مگر امام شافعی نے "قول قدیم" میں یہ فرمایا ہے کہ نکسیر سے وضو باطل نہیں ہوتا اور حدیث میں جو لفظ وضو آیا ہے تو اس سے مراد غسل (دَم) ہے (وضو نہیں) اور جس شخص کو حالتِ نماز میں کسی خارجی نجاست سے سابقہ پڑے (بدن یا کپڑے کے حصہ پر) تو وہ (نماز سے علیحدہ ہو کر) اُسے دھولے اور پھر نماز شروع کرے) مگر امام شافعی نے "قول جدید" میں اسر

فتوی سے رجوع فرمالیا'

حالت نماز میں ہاتھ کا اشارہ

(۲۰۵) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے بیت اللہ میں نماز پڑھتے ہوئے سورۂ لایلاف قریش ۔ تلاوت فرمائی، اور جب ۔ فلیعبدو ارب ھٰذا البیت ۔ پر پہنچے تو کعبہ کی طرف اشارہ فرمایا

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے جواز ثابت ہوتا ہے کسی آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ کرنے کا دوران نماز میں !

عیدین کی تکبیریں

(۲۰۶) بروایت ابوبکر.. حضرت عمر عیدین کی نماز میں بارہ (۱۲) تکبیریں کہتے، سات (۷) پہلی رکعت میں اور پانچ (۵) دوسری میں

(۲۰۷) بروایت امام شافعی ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین نے عیدین اور صلوٰۃ استسقار میں (۱۲) تکبیریں کہیں اور خطبہ سے قبل نماز ادا فرمائی ان میں قراۃ جہری تھی

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، اہل کوفہ کا یہ عمل ہے کہ نماز جنازہ کی طرح عیدین کی تکبیریں بھی چار۔ چار ہی ہیں (جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے)

اور میرے نزدیک اسکی توجیہہ یہ ہے، کہ شریعت کا منشا دونوں عیدوں میں (نماز وغیرہ بہر حالات) تکبیرات کی کثرت ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا

ولتکبروا اللہ علیٰ ماھدٰکم	اے مومنو! لازم ہے تم اس موقعہ پر تکبیرات
ولعلکم تشکرون (۲ : ۱۸۱)	کی کثرت کا خیال رکھو تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کر سکو'

اور سورۂ حج میں ارشاد ہوا کہ

لتکبروا اللہ علیٰ ماھدٰکم	اے مومنو! لازم ہے، کہ اللہ کی فرمودہ ہدایت پر تکبیرات
وبشر المحسنین (۲۲ : ۳۷)	کی کثرت رکھو، زیادہ تکبیریں کہنے والوں کے لئے جنت کی بشارت ہے

پس جو شخص ہر رکعت میں (۳ : ۳) تکبیریں کہتا ہے، وہ بھی مصیب ہے اس لئے کہ تکبیر کی ابتدا (۳) سے شروع ہوتی ہے، اور جو شخص (۱۲) تکبیریں کہتا ہے، وہ بھی

حق بجانب ہے

نوافل

صلوٰۃ عیدین کی سورتیں اور خطبہ

(۲۰۸) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین عیدین کی پہلی رکعت میں سورۂ "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور دوسری میں سورۂ "ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ" تلاوت فرماتے!

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع ہے[1]

(۲۰۹) بروایت شافعی . . . حضرت عمر نے ابوواقد اللیثی سے دریافت فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں کونسی سورتیں تلاوت فرماتے؟ عرض کیا عید فطر اور ضحیٰ دونوں میں سورۂ "قٓ" اور سورہ "اقتربت الساعۃ"!

(۲۱۰) بروایت شافعی . . . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین عیدین میں نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے

(۲۱۱) بروایت شافعی . . . امیرالمومنین نے بارش کے موقعہ پر عید کی نماز میدان کی بجائے مسجد میں ادا فرمائی

نماز استسقا کے مسائل

(۲۱۲) بروایت شافعی . . . حضرت عمر نے نماز استسقا پڑھائی، اور آپ کی دعا میں زیادہ حصہ استغفار کا تھا

(۲۱۳) ایضاً بروایت شافعی — زمانۂ فاروقی میں زلزلہ آیا، ہم نے امیرالمومنین سے

---

[1] مترجم بصد احترام و عجز عرض گذار ہے، کہ مجتہدات حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں یہی ایک حدیث مرفوع نہیں بلکہ بہت سے اور مجتہدات بھی حدیث مرفوع پر مبنی ہیں جس کا جنع یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان اللہ تعالیٰ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ" (جامع الترمذی) یعنی "بلا شبہ خدا وند عالم نے عمر کے دل اور زبان دونوں کو صداقت سے بھر دیا ہے"

عرض کیا، آپ نے نماز پڑھائی اور خطبہ فرمایا جس میں صدقہ اور توبہ کی تلقین فرمائی

(۲۱۴) بروایت ابوبکر ... امیر المومنین نماز استسقا کے بعد ممبر پر تشریف لائے، اور آیۂ ذیل کی تفسیر فرمائی (استغفروا ربکم انه کان غفارًا یرسل السماء علیکم مدرارًا[1] ـ) (اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ غفار ہے، وہ تم پر آسمان سے مسلسل پانی برسائے گا!) اور اس کے بعد آپ ممبر سے اتر آئے، اصحاب نے عرض کیا، دعائے استسقا تو آپ نے فرمائی ہی نہیں؟ فرمایا میں نے اُس ستارے[1] کے توسل سے دعائے باران کی ہے جس کے قرب سے بارش ہوتی ہے

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام ابوحنیفہ کا فتویٰ ہے، کہ استسقا[2] میں نماز پڑھنا سنت نہیں ہے ـ مگر امام شافعی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استسقا کی نماز پڑھنا ثابت ہے اور یہ حدیث ان حضرات سے مروی ہے، عبداللہ بن ثابت سے، ابن عباس سے، جعفر بن محمد سے، اور شیخین سے

اور میرے نزدیک (شاہ ولی اللہ کا محاکمہ) اسکی توجیہہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محض دعا پر اکتفا کرے تو وہ بھی مصیب ہے، کیونکہ اصل تو بارش کے لئے دعا کرنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین نے دعا بھی کی ـــ اور اگر کوئی شخص نماز اور دعا دونوں پر عمل کرے تو وہ بہت ـــ زیادہ مصیب ہے! کیونکہ دعا کی قبولیت نماز کے ساتھ بہت ـــ زیادہ متوقع ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت عمر کے طریق سے بھی یہی ثابت ہے

نماز تراویح

(۲۱۵) بروایت مالک ابن عبدالقاری فرماتے ہیں، شب رمضان میں مجھے حضرت عمر کے ساتھ

---

[1] اصل روایت میں لفظ "مجادیح" ہے، اور مراد اس لفظ سے استغفار کا استعارہ ہے جیسا کہ اسی روایت (۲۱۴) کے خطبہ میں آیت :- استغفروا ربکم انه کان غفارًا یرسل السماء علیکم مدرارًا ـ سے واضح ہے (مترجم)

[2] یہ نکتہ میرے فہم سے بالاتر ہے کہ جو شخص استسقاء کے لئے بستی سے نکل کر جنگل میں جائے اور پھر نوافل صرف دعا پر اکتفا کرے، بغیر ادائے نماز کے! (مترجم)

مسجد میں جانے کا اتفاق ہوا، وہاں ہر ایک شخص فرادیٰ فرادیٰ نوافل پڑھ رہا تھا یہ دیکھ کر امیرالمومنین نے فرمایا، بہتر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایک قاری کے اقتدا میں نماز پڑھنے کا مشورہ دوں، اور امیرالمومنین نے انہیں حضرت ابی بن کعب کے اقتدا میں یہ نوافل پڑھنے کا فرمان دیا،

پھر دوسری شب کو میں امیرالمومنین کے ہمراہ مسجد میں آیا، تب لوگ کل کی ہدایت کے مطابق یہ نماز باجماعت ادا کر رہے تھے، آج حضرت عمر نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ ایک اچھی بدعت ہے۔ جو لوگ ان راتوں میں سو جاتے ہیں، ان سے جاگنے والے بہتر ہیں مگر اس سے منشائے عالی (جناب عمر) آخر شب میں ادائے نماز سے تھا، کیونکہ اس وقت اول شب تھی اور لوگ مصروف صلوٰۃ تھے،

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر کے الفاظ میں "بدعت" کا استعمال لوگوں کے یکجا ہو کر نماز پڑھنے کی تحسین پر ہے کیونکہ ان نوافل (رمضان) کا فی ذاتہ سنت ہونا مسلم ہے (مترجم: یعنی فی ذاتہ نماز تراویح بدعت نہ تھی)

تعداد رکعات تراویح

(۲۱۶) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . امیرالمومنین نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا، کہ وہ لوگوں کو تراویح میں گیارہ رکعتیں پڑھائیں (مترجم: یہ آٹھ نوافل اور تین وتر ہیں)

(۲۱۷) بروایت امام مالک . . . عہد فاروقی میں لوگ (۲۳) رکعات شب کو نماز تراویح پڑھتے (مترجم: (۲۰) تراویح اور (۳) (وتر)

لیلۃ القدر

(۲۱۸) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر نے فرمایا، مسلمانو! تمہیں معلوم ہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو

(۲۱۹) بروایت ابوبکر . . . (عن حبیب) حضرت عمر نے فرمایا (ماہ رمضان کی) راتوں کا آخری حصہ ابتدائی حصہ سے زیادہ بابرکت ہے (. . . اسی طرح سائب اور ابن عباس سے مروی ہے)

(۲۲۰) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے قاریوں کو طلب فرما کر ہدایت کی، کہ زیادہ روانی سے پڑھنے والے قاری (۳۰) متوسط رفتار والے (۲۵) اور ان سے کم رفتار قراءۃ والے (۲۰) آیتیں نمازِ تراویح کے سبق پڑھیں

نمازِ چاشت

(۲۲۱) بروایت ابوبکر حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے دریافت کیا، آپ چاشت کے نوافل پڑھتے ہیں؟ فرمایا نہیں! سائل نے پوچھا، حضرت عمر اور ابوبکر؟ فرمایا نہیں! سائل! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا، میرا خیال ہے کہ نہیں!

(۲۲۲) بروایت بغوی حضرت ابن عمر سے سائل نے پوچھا، کہ چاشت کے نوافل پڑھنے چاہئیں؟ فرمایا نہ میں ان سے منع کرتا ہوں نہ ان کا فتویٰ دیتا ہوں، کیونکہ شہادتِ عثمان تک تو کسی نے یہ نماز ادا کی نہیں ـــــ ہاں ہم نے نئے طریقوں میں سے یہ نماز (چاشت) مجھے زیادہ پسند ہے (مترجم! اس روایت کو حضرت عمر کے مجتہدات سے بایں وجہ تعلق ہے کہ بقول ابن عمرؓ "شہادت عثمان تک" میں امیرالمومنین بھی آجاتے ہیں)

نمازِ وتر

(۲۲۳) بروایت ابوبکر آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر دونوں سے دریافت فرمایا، آپ صلوٰۃ وتر کب ادا کرتے ہیں؟ ابوبکر نے عرض کیا، اول شب میں، اور عمر نے التماس کی کہ آخر شب میں، آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ آپ اس میں محتاط رہے! اور عمر سے ارشاد ہوا، کہ آپ کو خود پر بھروسہ ہے! (مترجم! یعنی بہ لحاظ احوال و ظروف دونوں طریقے مستحسن ہیں)

(۲۲۴) بروایت ابوبکر ۔ ۔ حضرت عمر فرماتے ہیں مجھے زیادہ مرغوب ہے، کہ شب میں وتر ادا کروں کہ مبادا پوری رات صلوٰۃ تہجد میں گذر جائے اور وتر پڑھنے کا موقعہ فجر کے بعد ملے (مترجم۔ یہ امیرالمومنین کے نزدیک وتر کی اہمیت اور عبادت کے ہر فعل کا اس کے وقت پر ادا کرنے کی اولویت پر دال ہے)

(۲۲۵) بروایت ابوبکر ۔ ۔ حضرت عمر نے وتر کی تین رکعت ایک سلام کے ساتھ

پڑھیں

(۲۲۶) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر نے صلوٰۃ وتر میں سورۂ فلق اور سورۂ والناس پڑھی۔

(۲۲۷) " " " " " " " " " " " " خالی زمین پر ادا فرمائی

(۲۲۸) " " " " " " " " " " " میں رکوع سے قبل قنوت پڑھی

(۲۲۹) " " " " " " " " " " سب سے پہلے (وتر میں) قنوت پڑھی

شاگرد نے اپنے استاذ عطا سے پوچھا، رمضان کے نصف آخر میں ایسا اتفاق ہوا ہوگا عطار نے فرمایا، آپ صحیح فرماتے ہیں

ش | شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں وتر میں قنوت پر (آئمۂ اربعہ کا) اختلاف ہے، مگر میرے نزدیک اسکی توجیہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت (ایک مستقل) دعا ہے، بس جس کسی نے اس قنوت پر استمرار کیا، وہ مصیب ہے، اور جس نے (صرف) رمضان کے نصف آخر میں التزام کر لیا، اس نے اہم معاملہ پر عمل کیا، کیونکہ رمضان کے نصف آخر میں اجابتِ دعا کی بہت زیادہ امید کی جاسکتی ہے

سجدۂ شکر کے نوافل

(۲۳۰) بروایت ابوبکر . . ایک عجمی رئیس امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ملاقات پر سب سے پہلے آپ کے حضور سجدہ کے لئے جھک گیا، امیرالمومنین نے اسے فرمایا، ارے! اپنا سر اٹھالو! سجدہ تو صرف اللہ واحد القہار کے آگے ہے! (مترجم:۔ اس روایت کو مناسبت فی الباب آخری جملہ کشیدہ سے ہے)

نوافل فجر کا وقت

(۲۳۱) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز میں تاروں کی روشنی میں (۲) رکعت سنت ہیں، اور مغرب کی نماز میں تاروں کے چھپنے سے قبل (۲) رکعت سنت

(۲۳۲) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر فرماتے کہ فجر کی (۲) سنت مجھے سرخ اونٹوں

(۲۳۳) بروایت ابوبکر . . . ایک شخص فجر کی سنت پڑھ کر لیٹ رہا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اِسے کنکری مار کر اٹھا دو ؏

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اس موقعہ پر اضطجاع فرماتے تو یہ بطریقِ عبادت نہ تھا، بلکہ عادتاً یا رفع کلفت کے لئے تھا ؏

نوافل ظهر

(۲۳۴) بروایت ابوبکر . . . میں نے حضرت عمرؓ کو ظہر میں فرض سے قبل (۴) رکعت پڑھتے دیکھا

(۲۳۵) بروایت ابوبکر . . . امیرالمؤمنینؓ نے ظہر کی پہلی (۴) سنتوں میں پوری سورہ ق پڑھی

(۲۳۶) بروایت ابوبکر . . . ابن عمر (حضرت عبداللہ) فرماتے ہیں میں نے امیرالمؤمنین کو دیکھا ظہر میں آپ نے فرضوں سے قبل (۴) رکعت پڑھیں

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، غالباً یہ رکعتیں یا تو شکریہ ازالۂ زوالِ وقت کی ہونگی

۱؎ مترجم: لیکن مرفوع احادیث اضطجاع قولاً وفعلاً ہر دو نوع صحاح میں ہیں ملاحظہ ہو! مولانا ابوالحسنات عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی فرماتے ہیں:۔

"لا شبهة فی ثبوت الاضطجاع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولاً وفعلاً بعد رکعتی الفجر او قبلهما بعد صلوة اللیل وثبوت الترک عنه

اما ثبوته فعلاً بعد رکعتی الفجر ففی حدیث عائشة کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن اخرجه البخاری وغیره ——

واما ثبوته قولاً ففی حدیث ابی هریرة قال قال رسول اللہ اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمینه اخرجه ابوداؤد والترمذی باسناد صحیح

(حاشیہ موطا امام محمد باب فضل صلوة الفجر فی الجماعة وامر رکعتی الفجر)

میں عرض کرتا ہوں، کہ اگر امیرالمؤمنین نے اس شخص کو بدیں وجہ کنکری مار کر جگایا، کہ آپ کے نزدیک یہ اضطجاع تھا، تو آپ پر یہ حدیث مخفی تھی ——— اور شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ ارشاد!

کہ "قلت یعنی ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعله علی وجه العبادة بل علی وجه العادة ودفع الملال" (تتمہ روایت نمبر ۲۳۳)

معلوم ہوتا ہے، کہ شاہ صاحب پر بھی حضرت ابوہریرہ کی قولی حدیث (ابوداؤد و ترمذی) مخفی تھی البتہ اگر [illegible]

اور ہو سکتا ہے کہ یہ رقت بائے گزشتہ میں سے ہوں

(۲۳۷) بروایت ابوبکر حضرت ابن عمر فرماتے ہیں، میں نے آنحضرت صلعم شیخین اور حضرت عثمان ہر ایک کے ساتھ نماز پڑھی، مگر کسی صاحب نے نماز فجر ادا فرمانے کے بعد طلوعِ آفتاب سے قبل کوئی اور نماز نہیں پڑھی

نمازِ عصر کے بعد نوافل

(۲۳۸) بروایت ابوبکر . . . اگر کوئی شخص عصر کے بعد نوافل پڑھتا تو حضرت عمر اسے سزا دیتے

(۲۳۹) بروایت امام مالک . . . چنانچہ منکدر (صحابی) نے عصر کے بعد نماز نوافل پڑھی اور امیرالمومنین نے انہیں سزا دلوائی

نمازِ مغرب سے قبل نوافل

(۲۴۰) بروایت امام ابوحنیفہ . . . بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین نے مغرب کے فرضوں سے پہلے کوئی نوافل نہیں پڑھے[1]

(۲۴۱) بروایت ابوبکر . . . ایک شخص نماز مغرب کے قبل نفل پڑھتے ہوئے ادھر ادھر نگاہ پھرا رہا تھا، حضرت عمر نے اسے دیکھ لیا اور سلام کے بعد اسے طلب فرما کر دُرّے سے ضرب کر کے فرمایا، کہ نماز میں ادھر اُدھر نگاہ کرنا کیا معنی ہیں؟ و لیکن اُسے ادائے نوافل پر کوئی زجر نہ فرمائی

سفر میں ادائے نوافل

(۲۴۲) بروایت ابوبکر حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں مجھے آنحضرت صلعم اور خلفائے ثلاثہ میں سے ہر ایک کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا، مگر ان میں سے کسی صاحب نے سفر میں کوئی صلوٰۃ نفل فرضوں سے قبل یا اُن کے بعد ادا نہیں فرمائی، اگر ایسا ہوتا، تو میں بھی سفر میں نفل ادا کرتا، اور

---

[1] یہ روایت ابراہیم نخعی سے ہے یعنی "ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان النبی" اور وہ تابعی تو ہیں، لیکن "ثقۃ ..... انہ یرسل کثیراً" (ارسال کرنے کی عادت ذرا زیادہ ہے) (تقریب التہذیب ص۲۱) اور "ارسال فی الحدیث" یہ ہے کہ سند میں ایک راوی کا نام بیان کرنے سے رہ جائے

کسی کمی کے بغیر تمام نوافل پورے ـــــ ادا کرنا۔

(۲۴۳) بروایت ابوبکر ... (عن سالم[1]) بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر سفر میں بھی نوافل ادا فرماتے

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، ان روایتوں کے رفع اختلاف کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ پہلی روایت نمبر (۲۴۲) سنن رواتب (موکدہ) کے متعلق ہے، اور دوسری روایت نمبر (۲۴۳) نوافل تہجد پر مشتمل، (مترجم: چاہئے کہ سفر میں ادائے رواتب بھی محل نظر ہے)

سجدۂ شکر کے مواقع

(۲۴۴) بروایت بیہقی ... امیرالمومنین جب بھی فتح کی خبر سنتے یا کسی درماندہ و بدنصیب شخص کو دیکھتے تو سجدۂ شکر ادا فرماتے

(۲۴۵) بروایت ابوبکر ... حضرت شیخین شکر کا صرف ایک سجدہ ادا فرماتے

حالتِ قعدہ

(۲۴۶) بروایت ابوبکر ۔ حضرت عمر قعدہ میں دو زانو بیٹھتے (مترجم: اصل لفظ، ان عمر صلی محتبیاً ۔ اس کے حاشیہ میں یوں مسطور ہے " احتبا بایں طور نشستن کہ ہر دو زانو استادہ باشند و باطن ہر دو قدم برزمین و ہر دو دست برہر دو زانو باشند")

نوافل غیر راتبہ میں صرف ایک رکعت پر اکتفا

(۲۴۷) بروایت شافعی ... حضرت عمر نے مسجد میں ایک ہی رکعت کے بعد سلام پھیر لیا، تو احباب نے اس پر تعجب سے دریافت کیا؟ فرمایا " یہ نفل ہیں جس قدر چاہئے ادا کیجئے"

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام شافعی نے اس سے یہ دلیل حاصل فرمائی ہے کہ نوافل میں توسیع کی کوئی حد نہیں (کمی یا بیشی ہر دو طرف)

(۲۴۸) بروایت ابوبکر ۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اگر تہجد میں معمول سے کوئی رکعت کم ادا ہو اُسے نماز ظہر سے قبل ادا کرے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی

---

[1] سالم حضرت عبداللہ بن عمر کے صاحبزادے ہیں، راقم مترجم کا منشا اس اظہار سے یہ ہے کہ کہیں روایت مرفوعہ سے یا نہ ہو، سفر میں ادائے نوافل کے جواز میں شاید کلام نہ ہو!

اعادۂ نماز

(۲۴۹) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر ایک نماز ادا کرنے کے بعد اس کا اعادہ مکروہ جانتے

التزام وتبلیغ تہجد !

(۲۵۰) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین خود شب میں دیر تک نوافل ادا فرماتے، اور آخر شب میں اپنے اہل کو (بھی) اس طرح آواز دے کر نماز کے لئے جگاتے

الصلوٰۃ ! الصلوٰۃ !

پھر یہ آیت بآواز تلاوت فرماتے

وأمر اھلك بالصلوٰۃ واصطبر علیھا
لا نسئلك رزقًا ، نحن نرزقك والعاقبة
للتقوٰی[1] (۲۰ : ۱۳۲)

نوافل غیر راتبہ کتنے کتنے پڑھیئے !

(۲۵۱) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر فرماتے کہ دن اور رات میں دو دو کرکے نوافل اور ہر دو رکعت کے بعد سلام ہے !

ادائے نوافل مسجد کی بجائے گھروں میں !

(۲۵۲) بروایت ابوبکر . . . عراق کے چند حضرات نے امیرالمومنین سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر مرد گھر میں نوافل ادا کرے ؟ فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ صلعم سے یہ مسئلہ سنا، آج تک کسی نے مجھ سے سوائے آپ کے دریافت نہیں کیا

سألت رسول اللہ	(حضرت عمر فرماتے ہیں) میں نے رسول اللہ صلعم سے
صلی اللہ علیہ وسلم	گھر میں نوافل ادا کرنے پر عرض کیا، تو فرمایا کہ "مرد
فقال صلوٰۃ الرجل فی	کی نماز نفل اس کے گھر میں نور پیدا کرتی ہے، تمہیں
بیتہ نورٌ فنوّروا بیوتکم	چاہیئے کہ اپنے گھروں کو نوافل سے منور کرتے رہو" !

---

[1] اپنے اہل کو نماز کا امر کیجئے، اور اسے مسلسل جاری رکھیئے، ان کے رزق کی ذمہ داری تم پر نہیں، دیکھتے نہیں کہ تم بھی اپنی روزی میں ہمارے ہی دست نگر ہو، اور حسن انجام اصحاب تقوٰی کے لئے ہے (مترجم)

نمازِ جمعہ

نمازِ جمعہ میں مقام کی توسیع

(۲۵۳) بروایت بیہقی ... حضرت ابوہریرہ (عامل بحرین) نے اپنے مرکز سے امیرالمومنین کی خدمت میں عریضہ لکھا، کہ نماز جمعہ میں تعیین مقام میں اپنا مسلک تحریر فرمائیے۔ حضرت عمر نے ارقام فرمایا کہ جس جگہ لوگ جمع ہو سکیں (وہیں نماز جمعہ پڑھ لو)۔ (متن ان اجمعوا حیث ماکنتم)

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ امام شافعی نے اس سے استدلال فرمایا ہے، کہ اس کے معنی ہر قریہ (بستی) کے ہیں نہ کہ میدان اور جنگل کے؟[۱]

(۲۵۴) بروایت ابوبکر یحییٰ بن کثیر سے مروی ہے... امیرالمومنین نے فرمایا کہ جمعہ کا خطبہ قائم مقام ہے دو رکعتوں کا (جو صلوٰۃ ظہر کی ۴ فرض رکعتوں میں سے جمعہ میں کم کردی جاتی ہیں) پس اگر کوئی شخص خطبہ کے وقت پر نہ پہنچ سکے تو اسے ۴ رکعتیں پڑھنا چاہئیں

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، میرا خیال ہے، کہ آخری کلمہ (لکیر شدہ) یحییٰ بن کثیر کا ہے جو انہوں نے امیرالمومنین کے فرمان کی شرح میں کہا ہے اور اہل علم میں سے کسی کا اس پر عمل نہیں۔ — البتہ اس کے یہ معنی صحیح ہیں، کہ جمعہ کے لئے خطبہ ایسی شرط ہے جس کے بغیر یہ نماز پوری نہیں ہو سکتی[۲]

(۲۵۵) بروایت امام مالک و ابوبکر... حضرت عمر آیت (جمعہ) — فاسعوا الیٰ ذکر اللہ" کو (تفسیری انداز میں مترجم) "فامضوا الیٰ ذکر اللہ" پیش کرتے

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ لفظ "فامضوا" (دوڑو) بصورت تفسیر تھا (مترجم "فاسعوا" کے لغوی معنی سعی و کوشش کے ہیں اور فامضوا کے معنی دوڑ کر چلنا در اصل امیرالمومنین کا منشا یہ تھا کہ اذانِ جمعہ سنکر کام سے بیٹھے رہنا مناسب نہیں بلکہ پہلے سے تیاری کیجئے، اس وقت تک اذان جمعہ بھی ایک ہی ہوتی تھی)

---

[۱] ارشاد عمرؓ "اجمعوا حیث ماکنتم" پر امام شافعی کا یہ استثنار آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکا؛ فھل من مدکر! (مترجم)

[۲] شاہ صاحب کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خطبہ کے وقت حاضر نہ ہو سکا، اور بعد میں آیا تو (لکیر شدہ الفاظ کے مطابق) وہ دو رکعت جمعہ کی بجائے چار رکعت ظہر تو پڑھتا نہیں! (مترجم)

(۲۵۶) بروایت شافعی . . . رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر و جناب عمر بھی خطبہ (جمعہ) ممبر ہی پر تشریف لاکر ارشاد فرماتے، اور دورانِ خطبہ میں ایک جلسہ (بیٹھ جانا) بھی فرماتے

اذانِ جمعہ

(۲۵۷) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . عہدِ رسالت مآب اور زمانۂ شیخین میں جمعہ کی اذان ایک ہی تھی، جبکہ آپ حضرات خطبہ کے لئے ممبر پر تشریف لے آتے!

(۲۵۸) ایضاً بروایت امام مالک و امام شافعی . . . نمازِ جمعہ کے لئے عہدِ فاروقی میں مسجد میں اجتماع ہوتا، تو پہلے ہر شخص نوافل پڑھتا، پھر امیرالمومنین تشریف لاتے آپ ممبر پر رونق فرما ہوتے، اور موذن اذان پکارتا، اب تک نمازی کوئی نہ کوئی بات آپس میں کر بھی لیتے تھے، لیکن جونہی اذان ختم ہوتی، حضرت عمر خطبہ شروع فرما دیتے، اور حاضرین خاموشی سے سننے لگتے!

جمعہ کے روز سفر کرنا منع نہیں

(۲۵۹) بروایت امام شافعی . . . جمعہ کا روز تھا، ایک شخص مسافرانہ لباس و ہیئت بنائے ہوئے حضرت عمر کے قریب سے گذرا، آپ نے دریافت فرمایا، تو اس نے عرض کیا، کہ "مجھے سفر کرنا تھا، مگر جمعہ کی وجہ سے التوا کرنا پڑا" امیرالمومنین نے فرمایا بشوق تشریف لے جائیے، جمعہ سفر سے تو نہیں روکتا!

غسلِ جمعہ

(۲۶۰) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک صاحب تشریف لائے انہیں دیکھ کر فرمایا، اب یہ کونسا وقت ہے اس نے عرض کیا، اے امیرالمومنین! مجھے بازار جانا تھا جب اذان سنی مسجد کی طرف رخ کر لیا اور صرف وضو ہی کر سکا! فرمایا، وضو بھی کافی تو ہے، مگر آپ کو یہ علم بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کے لئے غسل کا ارشاد فرمایا ہے!

کتاب الصلوٰۃ ختم

کتاب الجنائز

مشتمل بر (۳۹) روایات از نمبر (۲۶۱) ——— تا ——— ۳۰۰)

تلقین بوقتِ نزع

(۲۶۱) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا (مومن کی) نزع کے وقت اس کے ارد گرد بیٹھ کر لا الٰہ الّا اللہ پڑھا کرو، (تاکہ اسکی زبان پر بھی یہ کلمہ جاری ہو جائے) کیونکہ اسی وقت سے اُس سے سوالات شروع ہو جاتے ہیں اور اسے فرشتوں سے سابقہ پڑ جاتا ہے!

(۲۶۲) والیضاً بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت عمر نے فرمایا، نزع والوں کو لا الٰہ الّا اللہ کی تلقین کرو اور جب ان کی رُوح پرواز کر جائے، تب ان کی پلکیں بند کر دو!

تدفینِ موتٰی کا اجر!

(۲۶۳) بروایت بیہقی ۔ ۔ ۔ ابن عمر فرماتے ہیں، ایک موقع پر مسلمان مدینہ منورہ کی طرف واپس آرہے تھے، کہ سرِراہ ایک بی بی مردہ پڑی تھیں (جسم برہنہ ہے) ایک شخص کلیب نامی اُسے دفن کرنے میں مصروف ہو گئے، امیرالمومنین نے سُنا، تو برسرِ ممبر فرمایا، کہ اگر مسلمان اُسے دیکھ کر یونہی گذر جاتے تو میں انہیں ضرور سزا دیتا۔

پھر حضرت عبداللہ (فرزند خویش) سے پوچھا، تو انہوں نے معذرت عرض کی کہ میری نظر اس پر نہیں پڑی ——— تب آپؓ نے کلیب کے لئے رحم کی دُعا مانگی ——— اس دُعا کی قبولیت تھی کہ جس روز امیرالمومنین شہید کئے گئے اُسی روز کلیب کی بھی شہادت ہوئی

غسلِ میت کے پانی میں کن چیزوں کا استعمال

(۲۶۴) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے ابوموسیٰ اشعری (عاملِ بصرہ) کی طرف فرمان میں یہ بھی لکھوایا، کہ "میت کے غسل کے پانی میں بیری اور ریحان (خوشبودار گھاس) کے پتوں کو جوش دے لیا کیجئے"

شوہر کے لئے بیوی کی نمازِ جنازہ میں امامت

(۲۶۵) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ حضرت عمر کی ایک بیوی فوت ہو گئیں، تو امامتِ نماز ۔ ۔ ۔ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ان کی زندگی میں ان کی خدمت صرف میرے ہی ذمہ تھی مگر اب آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب امامت کرادیں (مترجم ۔ لیکن یہ بربنائے تاخرم کے

تھا نہ کہ بصورت مسئلہ)

(۲۶۶) بروایت امام ابوحنیفہ ... امیر المومنین نے فرمایا، کہ عورت کی نمازِ جنازہ پڑھانے میں اس کے شوہر سے اس کا باپ زیادہ مستحق ہے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام ابوحنیفہ کا فتویٰ اسی پر ہے، مگر ابراہیم نخعی اور شعبی کا فتویٰ ان کے خلاف ہے

(۲۶۷) بروایت ابوبکر حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ... امیر المومنین حضرت عمر کی میت کو کفن پہنایا گیا، خوشبو لگائی گئی اور غسل دیا گیا حالانکہ وہ افضل الشہداء تھے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ احناف کے نزدیک اس قسم کے شہید کی میت پر غسل کی وجہ یہ ہے، کہ وہ مجروح ہونے کے بعد کچھ کھا کر یا دوا وغیرہ پینے کے بعد فوت ہوا ـــ مگر امام شافعی فرماتے ہیں، حضرت عمر کی میت پر تجہیز کے یہ معاملات اس لئے تھے کہ آپ معرکۂ جنگ میں شہید نہ ہوئے تھے

(۲۶۸) بروایت ابوبکر ... امیر المومنین مجروح ہونے کے بعد جب زندگی سے مایوس ہو گئے تو وصیت فرمائی کہ مشک (کستوری میری میت میں استعمال نہ کرنا)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، چونکہ مشک مردہ جانور سے حاصل کی جاتی ہے اس لئے حضرت عمر نے اس سے منع فرما دیا ـــ لیکن جمہور کا عمل اس پر (فتویٰ منع پر) نہیں، کیونکہ شریعت نے مشک کو اس کی خوبیوں کی وجہ سے مردہ جانوروں کے ہر قسم کے اجزا سے مستثنیٰ قرار دیا ہے

(اور فرماتے ہیں) یوں تو اس کے طیب و طاہر ہونے کے دلائل اقویٰ ہیں لیکن حضرت عمر کا منع کرنا بدیں سبب تورع پر مبنی ہے: کہ فی ذاتہٖ مشک کی اباحت میں اگر دلیل ہے تو اس کی حرمت میں بھی دلیل ہے، اگرچہ اباحت کی دلیل اقویٰ ہے، اور خوشبو ناک اشیاء مشک کے سوا اور بھی ہیں (حضرت عمر نے بربنائے احتیاط نفس خوشبو سے منع فرما دیا)

پارچاتِ کفن

(۲۶۹) بروایتِ ابوبکر ... امیر المومنین نے فرمایا، کہ مرد کے کفن میں تین چادر کافی ہیں ان پر اضافہ نہ کیجئے کہ ان اللہ لا یحب المعتدین (۲ : ۱۸۶) (واقعی یہ صورت ہے کہ اللہ حد سے گذرنے والوں کا دوست دار نہیں)

(۲۷۰) بروایت ابوبکر ... حضرت عمر نے فرمایا کہ عورت کے کفن میں پانچ چیزیں

استعمال کیجئے کرتہ، اوڑھنی، چادر، لنگی اور ایک قصف، چادر

جنازہ کے ہمراہ آتش کی سی کوئی شے نہ ہو

(۲۷۱) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا، میرے جنازہ کے ساتھ آگ لیکر نہ چلئے گا!

احترامِ میت

(۲۷۲) بروایت ابوبکر حضرت ابن عمر فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلعم اور شیخین کو دیکھا کہ جنازہ میں میت کے آگے آگے چل رہے ہیں

(۲۷۳) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے زبانی وفات کے نزدیک اپنے فرزند کو ہدایت فرمائی، کہ جب میری میت اُٹھاؤ تو رفتار میں تیزی سے کام لو

(۲۷۴) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا میرے جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ آئے

تکبیراتِ جنازہ

(۲۷۵) بروایت امام ابوحنیفہ . . . عہدِ رسالتمآب میں مسلمان جنازوں پر چار تکبیریں کہیں پانچ اور کہیں چھ پڑھتے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد زمانہ حضرت ابوبکر و عہدِ حضرت عمر تک بھی تفاوتِ تعداد قائم رہا

آخر حضرت عمر نے فرمایا، کہ آپ لوگ اصحاب رسول (صلعم) ہیں اگر آپ ہی کسی مسئلہ میں مختلف العمل رہے، تو آپ کے بعد آنے والے تو اور بھی زیادہ اختلاف کریں گے، بہتر ہے کہ ان تکبیرات کی تعداد کا تصفیہ کر لیجئے، تاکہ بعد والے بھی آپ کے کردار کو نظیر میں کام لا سکیں — مشورہ یہ قرار پایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اس معاملہ میں آخری عمل دیکھا جائے! تو رسول کریم کا عمل آخر چار تکبیرات تھیں

(۲۷۶) و بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین نے تکبیراتِ جنازہ کی تعداد میں فرمایا کہ یہ بھی (۴) کی تعداد میں رہیں گا سب (۵) ! مگر ہم (۴) پر اکتفا کرتے ہیں

(۲۷۷) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے مجلس مشاورت میں تکبیرات جنازہ کی تعداد پر شوریٰ فرمایا، تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل (۴) چار تکبیریں، پانچ تکبیریں، (۳) تین تکبیریں (ان تین اعداد) کی روایتیں معلوم ہوئیں، تب آپ نے سب کی رائے سے چار تکبیروں پر التزام.

کا فیصلہ صادر فرمایا اور امیر المومنین یہ (نماز جنازہ) بھی دوسری رکعات کی طرح بہت — طویل ادا فرماتے!

(۲۷۸) بروایت ابوبکر... صحابہ کرام میں تکبیرات جنازہ پر اختلاف رونما ہوا، تو سب نے چار تکبیروں پر صاد کر لیا (مترجم: اس روایت سے حضرت عمر کا تعلق لفظ "اختلاف اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم" پر مبنی ہے)

(۲۷۹) بروایت ابوبکر... امیر المومنین کا میت کے جنازے پر دعا کا معمول تھا کہ اگر یہ وقت شام ہوتا، تو اسکی مناسبت سے دعا میں شام کا لفظ استعمال فرماتے اور اگر صبح کا وقت ہوتا تو اسکی مناسبت سے صبح کا لفظ استعمال فرماتے، یعنی یہ دعا!

اللھم امسی (اصبح) عبدك قد تخلی من الدنیا وترکہا لاھلہا

(خداوندا! تیرا یہ بندہ شام (صبح) کے وقت دنیا کو اس کے اہل کے ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا ہے

واستغنیت منه و افتقر الیك کان یشھد ان لا اله

الہی! تجھے اسکی پرواہ نہیں مگر وہ تیرا محتاج ہے وہ گواہی دیتا رہا کہ ایک اللہ

الا الله و ان محمدًا عبدك ورسولك فاغفرله ذنبه

کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد تیرا بندہ اور رسول ہے یا اللہ اسکے گناہ معاف فرما

(۲۸۰) بروایت ابوبکر... حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین میں سے کسی نے ہمارے سامنے دعائے میت جہر نہیں پڑھی

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم کسی ایک دعا کا عدم تعین ہے

مسجد میں نماز جنازہ

(۲۸۱) بروایت ابوبکر... حضرت ابوبکر کی نماز جنازہ مسجد نبوی میں پڑھی گئی

(۲۸۲) " " " " عمر " " " " " " "

عورت کی نعش قبر میں محرم اتارے

(۲۸۳) بروایت ابوبکر... ام المومنین حضرت زینب بنت جحش نے رحلت فرمائی تو حضرت عمر نے آپ کے جنازہ پر (۴) تکبیریں کہیں — پھر امہات المومنین رضی اللہ عنہم سے دریافت کرایا، کہ قبر میں ام المومنین کی میت کون اتارے؟ انہوں نے کہلا بھیجا،، ان کا محرم!

نمازِ جنازہ کے لئے ورثائے میّت کا انتظار

(۲۸۴) بروایت ابوبکر . . حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھائی عُتبہ کا جب انتقال ہُوا تو امیرالمومنین نے ان کے جنازے پر حضرت عبداللہ ــــ کا انتظار فرمایا

(۲۸۵) بروایت ابوبکر . . جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین سب کے لئے قبر میں لحد بنائی گئی

(۲۸۶) بروایت ابوبکر . . وفات کے قریب حضرت عمر نے وصیت فرمائی کہ ان کی لحد گہرائی میں قدِ آدم اور پھیلاؤ میں زیادہ فراخ رکھی جائے

(۲۸۷) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین کی موجودگی میں اگر میّت لحدِ قبر میں رکھی جاتی تو آپ یہ دُعا پڑھتے!

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمَهُ اِلَيْكَ الْاَهْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِيْرَةُ

(الٰہی! اس میت کا اہل واموال اور تمام قبیلہ اسے تیری سپردگی میں دے رہا ہے

والذنب عظیمٌ فاغفر له

خداوندا! یہ بڑا گنہ گار ہے تو اِسے بخش دے!)

میّت کے چھونے پر غسل واجب نہیں!

(۲۸۸) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر نے شب کے وقت خلیفۃ المسلمین ابوبکر کو خود لحد میں اُتارا، وہاں سے ہٹ کر مسجد (نبوی) میں آئے اور (۳) وتر نماز ادا فرمائی

غیر مسلم کی میّت کے ساتھ چلنا

(۲۸۹) بروایت ابوبکر . . حضرت وائل نے امیرالمومنین سے عرض کیا کہ میری والدہ جو مذہباً نصرانی تھیں انتقال کر گئیں ہیں (میں) ان کے جنازے میں مشایعت کر سکتا ہوں؟) فرمایا، کسی سواری پر بیٹھ کر جنازے کے آگے آگے رہیئے!

(۲۹۰) بروایت ابوبکر . . شام میں ایک نصرانی بی بی کا جو مسلمان کی زوجہ تھیں انتقال ہو گیا اور وہ حاملہ تھیں امیرالمومنین سے مسلمانوں کے گورستان میں اسکی تدفین کا فتویٰ دریافت کیا گیا تو فرمایا ایسا کر سکتے ہیں (راوی کہتا ہے، اس فعل نیک سے یہ رعایت اُس مسلم بچے کی وجہ سے تھی جو اُس کے بطن میں تھا)

موتیٰ کی ہڈیوں پر نمازِ جنازہ

(۲۹۱) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے مسلمان موتٰی کی ہڈیوں پر نمازِ جنازہ ادا فرمائی

مرقد کی شکل

(۲۹۲) بروایت امام ابوحنیفہ . . . ایک صاحب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر و عمر کے مرقدِ مبارک کی زیارت کر چکے تھے، فرمایا کہ وہ زمین سے اٹھی ہوئی وسط میں کوہان سی بنی ہوئی تھیں اور اوپر سفید رنگ مٹی کی بڑی کنکریاں بکھری ہوئی تھیں!

موتٰی کا تذکرہ

(۲۹۳) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے منٰی (مکہ معظمہ) میں ناقہ پر بیٹھے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں یہ تنبیہ فرمائی، کہ موتٰی پر سخت کلامی نہ کرو، اس سے زندہ لوگوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے

(۲۹۴) بروایت بخاری . . . ابوالاسود الدؤلی فرماتے ہیں، مدینہ منورہ میں وبا پھیل گئی میں حضرت عمر کی معیت میں تھا کہ ایک میت گذری لوگ جسکی تعریف کر رہے تھے آپ نے زبان مبارک سے فرمایا

"وجبت!" (اس کے لئے واجب ہے) اس کے بعد اسی طرح ایک اور میت اِدھر سے نکلی، لوگ جسکی مذمت کر رہے تھے، اسپر بھی امیرالمومنین نے وہی الفاظ "وُجبت" ارشاد فرمائے

ابوالاسود فرماتے ہیں، مجھے بڑا تعجب ہوا، اور میں نے عرض کیا۔ کیا واجب ہوگیا اے امیرالمومنین؟" فرمایا، میں نے وہی کہا جو ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلم کے لئے چار اشخاص کلمہ خیر کہیں اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں جگہ عطا فرماتا ہے یہ کہنے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا، کہ اسپر میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ اگر چار کی بجائے تین اشخاص ہی ایسے ہوں؟ آپ نے فرمایا تین کی شہادت بھی ویسی ہی ہے، پھر میں نے دو افراد کی گواہی پر عرض کیا، فرمایا اسی طرح دو مسلمانوں کی ایسی شہادت بھی کافی ہے، حضرت عمر فرماتے ہیں مگر میں ایک فرد کی شہادت کے متعلق آنحضرت صلعم سے عرض نہ کر سکا

(۲۹۵) بروایت ابوبکر حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ دعا پڑھا کرتے

اللّٰھم انّی اعوذ بک من الجبن والبخل
یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بُزدلی سے، بخل سے،

و عذاب القبر و فتنۃ الصدر
عذاب قبر سے اور بدکرداری سے!

(۲۹۶) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد جناب امیرالمؤمنین عمرفاروق سے روایت کرتے ہیں یعنی نوحہ کرنے والوں کی وجہ سے میّت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے

(۲۹۷) بروایت بیہقی ایضاً

(۲۹۸) ویروایت ابوبکر۔۔۔ جب حضرت عمرؓ کے چہرہ پر رحلت کے آثار نمایاں ہوگئے تو ام المومنین حفصہ (آپؓ کی صاحبزادی) باآواز بلند رو اٹھیں (حضرت عمرؓ نے اسے بھی یک گونہ نوحہ تصور کیا اور) فرمایا

مھلاً یا بنیّۃ! الم تعلمی	اے میری بیٹی! نوحہ بند کرو، کیا تم نے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں سنی!
قال ان المیت یعذب ببکاء	کہ میت کو اس کے وارثوں کے نوحہ کی وجہ
اھلہ علیہ!	سے مبتلائے عذاب کیا جاتا ہے[1]

صرف رونا جائز ہے!

(۲۹۹) بروایت ابوبکر۔۔۔ ابوعثمان فرماتے ہیں، میں نے امیرالمؤمنین کی خدمت میں نعمان بن مقرن کی خبرِ وفات عرض کی آپ نے سنتے ہی اپنا ہاتھ چہرہ پر رکھ کر رونا شروع کردیا

عنؓ ابن عمر عن عمر	جناب ابن عمرؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں،
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قبر میں میت
قال المیت یعذب فی	کو اس کے وارثوں کے نوحہ کی وجہ سے عذاب کیا
قبرہ بالنیاحۃ	جاتا ہے

---

[1] یہ روایت مکرر ہے۔ اس حدیث کا جزو ام المومنین حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے

عن عمرۃ انھا اخبرتہ	حضرت عمرہ (نام ایک بی بی) نے انہیں حدیث
انھا سمعت عائشۃ وذکرلھا	سنائی جو عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے بیان کی رسولؐ
ان عبداللہ بن عمر یقول	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میت پر عذاب
ان المیت لیعذب ببکاء الحی علیہ	وارثوں کے نوحہ سے بھی ہوتا ہے، بقیہ حاشیہ ص ۹۳

(۳۰۰) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت خالد بن ولید کی میت پر ان کی قرابت دار عورتیں آواز بلند رونے لگیں، تب امیر المومنین نے فرمایا اگر ابوسلیمان (خالد بن ولید کی کنیت) پر یہ بیبیاں محض گریہ پر اکتفا کر لیں اور آوازیں بلند نہ ہونے دیں، تو زیادہ بہتر ہے

قالت عائشة يغفر الله لابي عبد الرحمن اما انه لم يكذب ولكن نسي او اخطاء انما مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية يُبكى عليها فقال انهم يبكون عليها وانها لتعذب (سنن نسائی کتاب الجنائز باب النياحة على الميت)	جب ام المومنین حضرت عائشہ نے یہ روایت سنی، تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (ابن عمر کی کنیت) کو معاف فرمائے، انہوں نے کذب سے کام تو نہیں لیا، مگر وہ بھول گئے یا ان سے غلطی ہو گئی بلکہ اس حدیث کا اصل بیان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تھے اور ایک یہودی عورت کی میت پر اسکے وارث نوحہ میں مصروف تھے اسپر آنحضرت نے فرمایا "یہ اسے رو رہے ہیں، اور وہ عذاب میں مبتلا ہے"

کتاب الجنائز ختم

کتاب الزکوٰۃ

مشتمل بر (۳۹) روایات از نمبر (۳۰۰۳ - تا - ۳۰۴۴)

نصاب

مصطلحاتِ

ا۔ شتر و بچہ ہائے شتر

۱۔ بنت مخاض ... مادہ بچۂ شتر جس کا سن ایک سال سے دو سال تک ہو

۲۔ ابن لبون ...... نر

۳۔ بنت لبون ... مادہ در سن از یک تا دو سال

۴۔ حِقّہ ...... مادہ شتر کہ سن میں سالِ چہارم کے قریب اور بچہ دینے کے قابل سمجھی جا سکے!

۵۔ جذعہ ... پنج سالہ مادہ شتر

ب۔ ماپ و کَیل

۱۔ مُد ...
۲۔ مَن ...
} مساوی (۲۰) تولہ (۳) ماشہ

۳۔ صاع ... مساوی (۲۷۰) تولہ

۴۔ وسق ... مساوی (۵) من ۱/۲ ۲ سیر (۸۰) تولے کے سیر سے!

ج۔ اوزان

۱۔ قیراط ... مساوی (۱ ۱/۱۲) رتی

۲۔ دانق یا دانگ ... „ (۲) رتی تقریباً

۳۔ درہم } (۳) ماشہ (۱ ۱/۵) رتی

۴۔ مثقال ... مساوی (۴) ماشہ

۵۔ رطل ... „ (۳۴) تولہ (۱ ۱/۲) ماشہ

۶۔ استار ... (بحساب درہم) ایک تولہ (۸) ماشہ (۳) رتی

„ (بحساب مثقال) ایک تولہ (۸) ماشہ (۲) رتی

اوقیہ مساوی (۱۰ ۱/۲) تولہ

منقول از (رسالہ) ارجح الاقاویل فی اصح الموازین والمکاییل

یعنی مقادیرِ شرعیہ در اوزانِ ہندیہ

(مؤلفہ مولانا محمد شفیع مفتی دارالعلوم دیوبند)

محرف	قسم	تعداد	نصاب	تعریف نصاب
(۳۰۱) بروایت امام مالک } حضرت عمر کے تحریری فرمان میں زکوٰۃ کے احکام بایں طور مسطور تھے (یعنی) (۳۰۲) " " شافعی } بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد! (بمطابق خاکہ ھذا)	اونٹ کا نصاب زکوٰۃ	۲۴ - تک	ہر (۵) عدد پر یک بز یعنی (۵) سے (۲۴) تک چار بز	
		۲۵ تا ۳۵	یک بنت مخاض	
		۳۶ " ۴۵	یک بنت لبون	
		۴۶ " ۶۰	دو حقہ	کہ قابل ضراب نباشد و ضراب یعنی بالغ
		۶۱ " ۷۵	یک جذعہ	
		۷۶ " ۹۰	دو بنت لبون	
		۹۱ " ۱۲۰	دو حقہ	کہ قابل ضراب نباشد
	بکری اور بھیڑ کا نصاب زکوٰۃ	۴۰ " ۱۲۰	یک عدد مادہ بز یا نر	(۱) [illegible]
		۱۲۱ " ۲۰۰	دو " " "	(۲) [illegible]
		۲۰۱ " ۳۰۰	تین " " "	(۳) [illegible]
	چاندی کا	۵ - اوقیہ وزن مساوی دو صد درہم	(۴۰) واں حصہ (۱/۴۰)	
(۳۰۳) بروایت ابوبکر	نصاب زکوٰۃ	(۲۰۰) درہم وزن کے بعد!	ہر (۴۰) درہم پر یک درہم	

نوٹ: ۱۲۱ ... [illegible]

سٹن ۱ ؎ ولی اللہ فرماتے ہیں امیرالمومنین کے اس فرمان (تحریری) کی شرح میں (اپنی) کتاب " المسوّٰی فی شرح الموطا " میں مسلک امام ابوحنیفہ و مذہب شافعی دونوں کے مطابق کر چکا ہوں!

شاہ ولی اللہ (نمبر ۳۰۳ روایت ابوبکرؓ) فرماتے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں، کہ

امام ابوحنیفہ .. کے مسلک میں ! = (۲۰۰) درہم سے زائد رقم اگر (۴۰) = (مزید برآں) جبتک نہ پہنچے تو اس رقم پر زکوٰۃ نہ ہوگی (اور)

امام شافعی ... کے مذہب میں ! = (۲۰۰) درہم کے بعد (۴۰) سے کم مقدار پر اس رقم کی نسبت کے مطابق زکوٰۃ ہوگی (مترجم: مثلاً

اگر (۲۴۰) درہم ہیں، تو !

—= ۲۰۰ پر ۱/۴۰ یا ۲ ۱/۲ درہم،

—= ۴۰ پر اسی نسبت سے

بکری اور بھیڑ کے بچے شمار میں محسوب ہونگے، مگر مالیہ میں نہ لئے جائینگے

(۳۰۴) بروایت امام مالک ... امیرالمومنین نے حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی کو وصول زکوٰۃ کے لئے نامزد کیا، تو اس معاملہ میں سفیان کا عمل یہ تھا کہ وہ (ہر نوع کے) ریوڑ کی تعداد میں مویشیوں کے بچے بھی شمار کر لیتے، لیکن مالک شکایت کرتے کہ اگر آپ ان بچوں کو گنتی میں رکھتے ہیں، تو انہیں زکوٰۃ میں بھی لیا جائے! مگر سفیان ان چھوٹے بچوں کو زکاۃ میں نہ لیتے —— آخر یہ شکایت حضرت عمرؓ کے حضور پہنچی، تو آپ نے فرمایا ہاں ہم اس بچے تک کو شمار کریں گے جسے عیالی نے گردن پر اُٹھا رکھا ہو، مگر اُسے زکوٰۃ میں نہ لیں گے، اور اس کے ساتھ ہم وہ مویشی بھی تو نہ لیں گے جنہیں مالک اپنے کھانے کے لئے پال پوس رہا ہو۔ اسی طرح اپنے بچے کو دودھ پلانے والی مادہ بھی ہم نہ لیں گے، اسی طرح وہ نر جو جفتی کے لئے رکھا گیا ہو

۱؎ شاہ ولی اللہ نے موطا امام مالک (بترتیب خود نہ بترتیب موطائے متداول) کی (۲) شرحیں لکھیں

(۱) المسوّٰی { شرح موطا متن کے اوپر — عربی }

(۲) مصفّی { " " " " نیچے — فارسی }

یہ دونوں شرحیں ہمارے برعظیم میں دو مرتبہ طبع ہو چکی ہیں، اور آسانی دستیاب ہو رہی ہیں صرف المسوّٰی (کامل) مکہ معظمہ میں بھی طبع ہو چکی ہے یہ بھی سہل الحصول ہے (مترجم)

اُسے بھی نہ لیں گے (سہ اوسط بہ ہے) بلکہ ہم صرف (۶) ماہ سے لے کر ایک سال عمر تک (جذعہ[1]، ثنیہ[2]) کی راس لینگے، بکریوں کی زکوٰۃ میں یہی اوسط ہو سکتا ہے)

(۳۰۵) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے عمّال زکوٰۃ کو ہدایت فرمائی، کہ جس ریوڑ کی زکوٰۃ لینا ہو، اس کے دو حصے مالکوں سے کرادو، پھر دونوں میں سے وہ ٹکڑی جس سے تم زکوٰۃ لینا چاہو اُس میں سے اپنی مرضی سے راس چن لو

ساگ پات پر زکوٰۃ نہیں!

(۳۰۶) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر فرماتے ہیں، ساگ و ترکاری کی قسم پر زکوٰۃ نہیں

اموالِ یتامٰی پر وجوبِ زکوٰۃ

(۳۰۷) بروایت امام شافعی . . . امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس یتیموں کا مال جمع ہے، وہ اُسے تجارت پر لگائے رکھے، ورنہ اُس مال کو زکوٰۃ ہی کھا جائے گی

(۳۰۸) بروایت ابوبکر . . . ایضاً

غلاموں کے اموال پر وجوبِ زکوٰۃ

(۳۰۹) بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین سے دریافت کیا گیا، کیا مالِ غلام پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا! اس پر نہیں! بلکہ اُس (غلام) کے مالک پر اس کے مال کی زکوٰۃ دینا واجب ہے!

زکوٰۃ میں نسیئہ (اودھار)

(۳۱۰) بروایت امام شافعی . . . حضرات ابوبکر و عمر خشک سالی و ارزانی ہر زمانہ میں زکوٰۃ وصول فرماتے اور کبھی نسیئہ (اودھار) قبول نہ فرماتے، اسی طرح اگر مویشی کسی وجہ سے دُبلے ہو گئے ہیں ان کی فربہی تک التوا نہ کرتے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقت مقررہ پر وصولِ زکوٰۃ میں تاخیر نہ فرماتے تھے

---

[1] جذعہ وہ بھیڑ ہے، جس کا سن (۶) ماہ سے زائد ہو
[2] ثنیہ وہ گوسفند جس کا سن ایک سال سے کم نہ ہو
} منقول از حاشیہ روایت (مترجم)

(۳۱۱) بروایت امام شافعی . . . اور یہ جو امیرالمومنین سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ قحط پڑ گیا، اور آپ نے اس فصل پر اخذ صدقہ ملتوی فرما کر اگلے برس دو سال کا صدقہ وصول کیا تو یہ روایت ثابت نہیں

مستثنیاتِ زکٰوۃ

(۳۱۲) بروایت امام شافعی . . . عہدِ رسالت مآب صلعم اور زمانۂ خلفائے راشدین میں اُن اونٹوں پر زکٰوۃ نہ تھی جو آبپاشی کی زراعت کے استعمال میں آتے اور انکی تعداد انشاء اللہ ۵۔ سے زائد کسی کے پاس نہ ہوتی

زکٰوۃِ اسپاں

(۳۱۳) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . جب امیرالمومنین کے مقرر کردہ حاکم شام حضرت ابوعبیدہ الجراح سے وہاں کے باشندوں نے اپنے گھوڑوں کی زکٰوۃ لینے کی درخواست (از خود) کی، تو انہوں نے انکار کر دیا، اور ابوعبیدہ . . . نے امیرالمومنین کی خدمت میں یہ واقعہ تحریراً عرض کیا تو آپ نے بھی انکار فرما دیا اب اہل شام نے حضرت عمر سے اس معاملہ میں زبانی گفتگو کی، تب آپ نے ابوعبیدہ ——— کو فرمان بھیجا، کہ اگر انہیں مرغوب ہی ہے، تو آپ ان سے یہ صدقہ لے کر ان کے غلاموں پر تقسیم فرما دیجئے (اس روایت میں امام مالک کے الفاظ غلام کی بجائے فقراء کے ہیں)

(۳۱۴) بروایت ابوبکر . . . ایضاً

اسپ کی زکٰوۃ کا نصاب!

(۳۱۵) بروایت امام شافعی . . . حضرت عمر نے فرمان صادر کیا، کہ زکٰوۃ اسپ بایک گھوڑے کے بدلے میں دو بکری ورنہ دس یا بیس درہم لئے جائیں (مترجم دس یا بیس غالباً اسپ کی قوم پر ہوگا!)

(۳۱۶) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین کے حضور اسپ کی زکٰوۃ پیش ہوتی اور آپ اسے جمع کر لیتے!

ش ۱۸ ولی اللہ فرماتے ہیں مسلمانوں نے از خود حضرت عمر سے یہ درخواست کی کہ غلام اور اسپ دونوں قسموں کی زکٰوۃ ہم سے لی جایا کرے (اگرچہ یہ واجب نہ تھی) اور امیرالمومنین نے اسے

قبول فرمالیا ان روایات میں بھی امام شافعی نے تطبیق فرمائی ہے

غلہ میں کس وزن یا پیمانے پر زکوٰۃ واجب ہے

(۳۱۷) امام شافعی فرماتے ہیں مجھے کئی لوگوں سے یہ سننے کا اتفاق ہوا، کہ عہد رسالت مآب اور زمانۂ خلفائے راشدین میں ہر شہر اور بستی سے التزام کے ساتھ سال بسال زکوٰۃ لی گئی مگر ان میں سے کسی نے مجھے (امام شافعی کو) یہ نہ بتایا، کہ ماپ والے اجناس میں پانچ وسق ہی سے نصاب شروع ہوتا اور اس سے کم پر نہیں ہوتا، جیسا کہ احادیث مرفوع میں منقول ہے بجز حضرت ابو سعیدؓ خدری کی ایک حدیث کے، اگرچہ وہ صحیح ہے،

بلکہ حضرت جابر بھی اس کے راوی ہیں اور یہ حدیث حضرت عمرو بن حزم کے نام اس وثیقہ میں بھی موجود ہے، جو حضرت عمر نے ابن حزم کی طرف لکھا، پس اس پر عمل واجب ہے

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ آئمۂ فقہا . . . کے زمانہ میں یہ روایت (۵ وسق سے زکوٰۃ شروع ہوتی ہے) اگرچہ مشہور ہو چکی تھی، مگر انہوں نے اس پر عمل و فتویٰ کی بجائے اس پر جرح شروع فرمادی!

پس امام مالک نے اہلِ مدینہ کی اس سنت کا تذکرہ فرمادیا ہے جو سنت کہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت کے مطابق ہے (یعنی: (۵) وسق سے زکوٰۃ شروع ہوتی ہے)

اموال، زکوٰۃ میں سے - ستثنیات

(۳۱۸) بروایت بیہقی . . . جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین اُن پھلوں پر زکوٰۃ وصول نہ فرماتے جنہیں ان کے مالک غرباء کو (کھانے کے لئے) عنایت فرماتے (مترجم: مثلاً آپ کے باغ میں اتنے سو کھجوروں کے درخت ہیں جن میں سے آپ نے اتنے . . . درخت محتاجوں کے لئے مستثنیٰ فرمادیئے۔ ایسے درختوں کو عرایا کہتے ہیں)

لہ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمس اوسق من التمر صدقۃ . . . (متفق علیہ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے رسول اللہ نے فرمایا کہ (۵) وسق سے کم کھجوروں پر صدقۂ زکوٰۃ واجب نہیں" (مترجم)

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسے درخت اس لئے زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیئے جاتے تھے کہ ان پر جو پھل آتا وہ حدِ نصاب (۵) وسق سے کم ہوتا جیسا کہ آگے (چل کر) کتاب البیوع میں امام مالک اور امام شافعی کے روایات میں ایک روایت اس کی تائید میں آئے گی

(۳۱۹) بروایت امام شافعی (مگر بعنوانِ قدیم) ... امیر المومنین عمر فاروق حضرت خیثمہ (صحابی) کو ان درختوں پر پھلوں کے اندازہ کرنے کے لئے بھیجتے جن پر زکوٰۃ کا وقت آجاتا (مترجم: یعنی جن درختوں پر پورا پھل توشنے کا نہ تو وقت آتا ہے، نہ اس کا انتظار ہی کیا جا سکتا ہے) اور خیثمہ سے فرماتے، کہ جس باغ میں تم جاؤ، وہاں کے مزدوروں کا حق (اندازے میں سے) مستثنیٰ کر دو (مترجم: مثلاً ایک باغ میں ایک ہزار من کھجور کا اندازہ کیا گیا لیکن اس میں (۱۰) مزدور پھل کی رکھوالی کر رہے ہیں، جو اس میں سے کھائیں گے اور مزدوری میں بھی کچھ نقد اور کچھ جنس لیں گے جس کی مجموعی تول بالفرض (۲۰۰) من ہوگی، پس خارص (اندازہ کرنے والے) کو ایک ہزار من کی بجائے (۸۰۰) من محسوب کرنا ہوگی)

وہ اجناس جن سے تیل نکل سکتا ہے

(۳۲۰) بروایت بیہقی ... امیر المومنین نے فرمایا، کہ روغنِ زیتون (اس کے دانے نہیں) پر عشر واجب ہے، جبکہ اسکی مقدار (۵) وسق تک پہنچ جائے (مترجم: وسق ایسا ماپ ہے جس سے غلہ اور سیال اشیاء دونوں قسم کی چیزوں کا ماپ کیا جا سکتا ہے جیسے پنجاب میں "ٹوپا" اور "ڈوپا" (اگرچہ یہ دونوں صرف ان اجناس کی پیمائش کے لئے ہیں، جو دانہ کی شکل میں ہوں، مثلاً گندم، دھان سرسوں، تارا میرا وغیرہ)

شہد پر زکوٰۃ

(۳۲۱) بروایت بیہقی ... ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شہد زکوٰۃ

ؔ مترجم: جب پاکستان میں صدقات زکوٰۃ ہماری حکومت وصول کرے گی، اور امید ہے، کہ ایسا ہوگا ہی، تب قابلِ زکوٰۃ پیداوار پر اسی طرح "زکوٰۃ" قائم کی جائے گی، نہ یہ کہ کسان اور مزارع درخت یا خوشوں سے اجناس نکال کر پہلے انبار لگا دیں، تب عمالِ حکومت زکوٰۃ وصول کرنے آئیں

میں شہد لے کر حاضر ہوا، اور درخواست عرض کی کہ "یارسول اللہ وہ جنگل جس کا نام سَلَبَہ ہے، اس میں مکھیوں کے چھتے بکثرت لگے رہتے ہیں، اُسے میرے لئے خاص فرما دیجئے!" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی درخواست منظور فرمائی

اب حضرت عمر کا عہد شروع ہوا، تو اس سرزمین کے عامل سفیان بن وہب نے امیرالمومنین کے حضور وادی سَلَبَہ کا مسئلہ از سرِ نو طے کرنے کے لئے پیش کیا، حضرت عمر نے تحریراً جواب دیا، کہ اگر اس کے موجودہ قابض اسی طریقہ پر وہاں کی پیداوار میں سے عُشر ادا کرتے رہیں جس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کرتے تھے۔ تو انہیں بحال رہنے دیجئے، ورنہ شہد کی مکھیاں تو برسات کا صدقہ ہے، جہاں پانی برسا انہوں نے بھی وہاں آکر چھتے لگا لئے پس وادی سَلَبَہ کے چھتے ان لوگوں کے چھوڑ دینے کی صورت میں عوام کی ملکیت ہے جو چاہے ان میں سے شہد نچوڑے اور کھائے!

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، اس روایت کے ہوتے ہوئے اِس میں شبہ نہیں رہ سکتا کہ شہد میں عُشر واجب ہے

دباغت شدہ کھالوں پر زکوٰۃ

(۳۲۲) بروایت امام شافعی . . . عمرو بن حماس سے روایت ہے کہ "میرے والد حماس دباغت شدہ کھالوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے امیرالمومنین کے سامنے سے گذرے، آپ نے فرمایا کہ اے حماس! ان کھالوں کی زکوٰۃ آپ نے داخل بیت المال کیوں نہیں کی؟ میرے والد نے عرض کیا، امیرالمومنین! میری ملکیت صرف یہ ایک گٹھا ہے یا چند کچی کھالیں جو رنگنے کے لئے ناند میں ڈال رکھی ہیں فرمایا ان کا شمار تو کیجیئے، اور شمار کر کے فرمایا کہ یہ قابلِ نصاب ہیں، اور ان کی زکوٰۃ وصول کر لی"

لہ مترجم: اصل میں لفظ "آدمۃ" ہے۔ جمع ادیم یعنی "چرم سُرخ یا چرم دباغت یافتہ" (از منتہی الارب) اور چونکہ امیرالمومنین نے ناند والی کھالوں کا تجسس نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کچی کھال زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے

زکوٰۃ میں مالکوں کی روزی پر ہاتھ نہ ڈالئے

(۳۲۳) بروایت امام مالک و امام شافعی ... امیرالمومنین نے صدقہ میں وصول شدہ بکریوں کے ریوڑ میں ایک بکری دیکھی، فربہ اور تھنوں سے دودھ بہنے پر مائل ہے جب معلوم ہوا کہ یہ مالِ زکوٰۃ میں آئی ہے، فرمایا کہ مالکوں نے اپنی خوشی سے تو اسے دیا نہ ہوگا، اے لوگو! مسلمانوں کو مصیبت میں نہ ڈالو! جو مویشی انہوں نے اپنی روزی کے لئے پال رکھے ہیں انہیں زکوٰۃ میں مت لو!

صدقہ میں دیا ہؤا مال پھر خریدنا

(۳۲۴) بروایت امام مالک ... امیرالمومنین فرماتے ہیں، میں نے اپنا ایک اصیل گھوڑا ایک شخص کو فی سبیل اللہ ہبہ کر دیا مگر اس شخص نے اسکی کوئی پرداخت نہ کی، اور وہ آپ لاغر ہوگیا، مجھے یہ بھی معلوم ہؤا کہ وہ شخص اُسے سستے مول فروخت کر رہا ہے، تب میں نے خریدنے کا ارادہ کرلیا، جب اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کرنا چاہا، تو آپ نے فرمایا "اگر وہ گھوڑا تجھے (وہی شخص) ایک درہم میں بیچنا چاہے تب بھی تم مت خریدو، یہ تو اپنے ہبہ میں لوٹنا ہے، اور یہ اتنا برا فعل ہے جیسے سگ اپنی قے میں رجوع کرلے!"

زکوٰۃ صرف حکومت کے خزانہ میں داخل کیجئے

(۳۲۵) بروایت ابوبکر.. حضرت ابوبکر صدیق نے جناب عمر فاروق کو وصیت فرمائی کہ "جو شخص مالِ زکوٰۃ عاملِ حکومت کے سوا کسی غیر کے حوالے کرے، اگرچہ وہ عمل پوری دنیا ہی کیوں نہ ہو مگر عنداللہ قابلِ قبول نہیں"

(۳۲۶) ایضاً بروایت ابوبکر.. عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اموالِ زکوٰۃ رسول اللہ کی خدمت میں پیش کئے جاتے یا آپ کے مقرر کردہ عمال کے حوالے! اسی طرح خلفائے ثلاثہ (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) کے زمانہ میں معمول تھا مگر حضرت عثمانؓ کے بعد یہ صورت بدل گئی، بعض لوگ تو بجسب سابق عمل کرتے، مگر بعض لوگ خود بخود تقسیم کرنے لگے اور یہ دوسری صورت ایک نئی اختراع تھی!

جب قرض اور نصاب دونوں یکمشت جمع ہوجائیں؟

(۳۲۷) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیر المومنین نے فرمایا، کہ جو شخص مقروض ہو اور صاحبِ نصاب بھی ہو، اُس کے لئے واجب ہے کہ قابلِ زکوٰۃ مال میں سے قرض وضع کر کے باقی حصہ کی زکوٰۃ ادا کرے!

صدقات میں اہل کتاب کا استحقاق

(۳۲۸) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیر المومنین نے آیۃ "انما الصدقات للفقراء ...." کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کے مصداق وہ اہلِ کتاب بھی ہیں جو کمانے سے معذور ہو گئے ہوں

(۳۲۹) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیر المومنین سرکاری صدقات میں صرف نقدی کی بجائے اسکی قیمت کا سامان بھی قبول فرما لیتے، یعنی چاندی کی زکوٰۃ پر چاندی اور اسی طرح دیگر اشیاء میں سے سامان، اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق خود بھی سامان زکوٰۃ میں دے دیتے، اُس نصاب کے مطابق جو اللہ تعالےٰ نے معین فرمایا ہے

مقروض کی بجائے قرض خواہ پر زکوٰۃ واجب ہے

(۳۳۰) بروایت ابوبکر۔۔۔ عہد فاروقی کے محافظ خزانہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرماتے ہیں جب مستحقین کے وظائف کا وقت شروع ہو جاتا تو حضرت عمرؓ ان میں سے تاجر لوگوں کو جمع کر کے ان کے حاضر مال اور وہ مال جو تاجروں کا باہر لگا ہوا ہے، اس میں جلدی وصول ہونے اور تاخیر سے لوٹنے والی ہر ایک ـــ جنس و رقم کا حساب لگا کر سب ـــ کا صدقہ وصول کرتے

عطایا میں زکوٰۃ واجب نہیں

(۳۳۱) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمرؓ بیت المال میں سے جن لوگوں کو زکوٰۃ دیتے، ان سے بوقت صدقہ وصول نہ فرماتے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: (ا) در شرح نمبر (۳۳۱) جن لوگوں کو یہ صدقات دیئے جاتے انکی ملک میں ایک سال تک رہنے کے بغیر زکوٰۃ واجب ہی نہ تھی

(ب) در شرح نمبر (۳۳۱) جن لوگوں کو پہلے سال صدقہ دیا گیا ہے، تو سال تمام پر

لہ زکوٰۃ فقراء کا حق ہے ـــ اور ـــ (مترجم)

جس قدر مال ان کے قبضہ میں باقی رہے اگر وہ حد نصاب تک ہے تو ان سے زکوٰۃ لی جاتی اگرچہ ان لوگوں کو پہلے سال صدقہ میں سے یہ مال دیا گیا تھا

(ج) وایضاً در شرح نمبر (۳۳۱) یعنی "ماکان لہٗ دیناً موجلاً ومعجلاً علیٰ احدٍ اوموجوداً فی یدہٖ" (صاحب مال کا اوروں کے ذمہ قرض کم یا زیادہ مدت میں وصول ہونے والے اموال اور وہ اموال جو صاحب مال کے قبضہ میں ہیں)

صدقہ دینے والا اپنا مال خرید سکتا ہے جبکہ وہ ایکمرتبہ فروخت ہوچکا ہو

(۳۳۲) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صدقہ میں دیا گیا مال اگر پہلے شخص کے قبضہ سے منتقل ہوجائے تو صدقہ دینے والا اُسے خرید کرسکتا ہے

پوشیدہ اموال کی تفتیش

(۳۳۳) بروایت ابوبکر۔۔۔ زیاد بن حُدیر (وصول کنندہ عشر) فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے مجھے یہ سب احوال حکم دیا، کہ کسی کے اموال میں بے جا تفتیش نہ کروں

عشور میں بحسب احوال تفاوت درجات

(۳۳۴) بروایت ابوبکر۔۔۔ ایضاً زیاد ممدوح فرماتے ہیں) امیرالمومنین نے مجھے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ سوادِ عراق کے مسلمانوں سے سالم عشر نہ لوں

ش اہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔۔ { ا۔ حربی پر کامل عشر ($\frac{1}{10}$) ہے، ب۔ ذمی پر ($\frac{1}{20}$) ہے ج۔ مسلم پر $\frac{1}{40}$ ہے } یہ نقود ونامی پر ہے۔ اجناس ومویشی پر نہیں

(۳۳۵) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ نے قبیلۂ بنو تغلب کے نصرانیوں سے اس رقم پر مصالحت فرمائی کہ وہ اپنے اموال میں سے ہر ششماہی کے بعد مقررہ نصاب زکوٰۃ سے دوگنا ادا کریں

(۳۳۶) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ کا صاع (۸) رطل کا تھا،

(۳۳۷) بروایت بیہقی۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے خلفاء کا صاع $5\frac{1}{3}$ رطل کا تھا

ش اہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ہر بستی کا صاع انکے عرف یعنی معمول پر تسلیم کیا جائے گا

لقیط میں خمس

(۳۳۸) بروایت ابوبکر۔۔ عہد امیرالمومنین میں ایک لڑکے نے ایسی تھیلی پائی جس میں دس ہزار سکے تھے، یہ مال حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا، تو آپ نے اس میں سے اس کا $\frac{1}{5}$ (خمس) جسکی تعداد (۲) ہزار تھی بیت المال کے لئے وصول کرلی اور بقیہ (۸) ہزار اسی لڑکے کو سونپ دیئے،

کتاب الصیام

مشتمل بر (۳۵) روایات از نمبر (۳۳۹) تا (۳۷۳)

روزہ میں بعض انعامات کا سبب حضرت عمر ہیں

(مترجم: مثلاً! اوائلِ اسلام میں ماہِ رمضان میں افطارِ روزہ کے بعد سحر تک مباشرت پر کچھ پابندیاں تھیں، جو امیر المومنین حضرت عمر کی وجہ سے انعام سے بدل دی گئیں، یعنی!)

(۳۳۹) بروایت بیہقی... اوائلِ عہدِ اسلام میں روزہ دار کے لئے پابندی تھی (ا) کہ اگر مرد نے روزہ افطار کر لیا، اور اسکی بیوی سو چکی ہے، تو وہ اُسے مباشرت ... کے لئے بیدار کرنے کا مجاز نہیں

(ب) اسی طرح اگر کوئی شخص (مرد یا عورت) افطار کے بعد تناول طعام کے بغیر سو گئے یا خواہ ذرا دیر بعد پھر بیدار ہو گئے، مگر اب وہ طعام تناول نہیں کر سکتے، سوا اس وقت کے جبکہ وہ گزشتہ روز سونے پر مائل ہوئے تھے ـــ اور حضرت عمر کو بھی یہی سابقہ پڑا ـــ افطار روزہ کے بعد انہوں نے بیوی کی طرف دیکھا تو وہ نیند میں ڈوب چکی تھیں، آپ نے اُسے جگا کر فرمایا، کہ تم تو سوئی ہی نہ تھیں اور ـــ اور اسی طرح ایک مرد انصار نے افطار کے بعد کھانا طلب کیا، تو خادم کھانا گرم کرنے لگا، ادھر انتظار میں انصاری پر نیند چھا گئی جس سے بیدار ہونے کے بعد وہ تناول نہ کر سکتے تھے، پس یہ (اغماضی) آیت نازل ہوئی

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث	اے مومنو! شب ہائے صیام میں تمہارے لئے
الیٰ نساءکم ھن لباس لکم	تمہاری بیویوں کے ساتھ مباشرت کی (اب)
وانتم لباس لھن	اجازت ہے تم زن و شو ایک دوسرے کا پیرہن ہو،
علم اللہ انکم	اللہ نے تمہارے دمیاں و عواطف سے یہ بھی
کنتم تختانون	جان لیا، کہ تمہیں کس امر کا میلان ہے گر تم اسے
انفسکم فتاب	مخفی رکھنا چاہتے ہو اس لئے اللہ نے تم پر انعام فرمایا

علیکم وعفا عنکم	اور تمہارے اس میلان کی وجہ سے تمہاری گذشتہ مرتکب شدہ لغزشیں معاف کردیں،
(ا) فالآن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم	(ا) اب تمہیں باہمی مباشرت کی اجازت ہے مگر مقصود... تولید بھی ہو،
(ب) وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر	(ب) اور بغیر کسی قدغن کے افطار سے لیکر طلوع سحر تک جس وقت تک چاہو خورد نوش جاری رکھو
(ج) ثم اتموا الصیام الی اللیل	(ج) اس کے بعد پھر آغاز شب تک اپنا روزہ پورا کرو
(د) ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد	(د) اور اگر تم مسجدوں میں معتکف ہو جاؤ تو مباشرت ترک کردو
تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا کذلک یبین اللہ آیتہ للناس لعلھم یتقون (۲: ۱۸۳)	یہ (احکام) حدود اللہ سے ہیں، ان سے تجاوز مت کرو، اسی طرح خداوند عالم اپنے آیات کو لوگوں کیلئے واضح فرماتا ہے تاکہ وہ فراخ دلی سے کام لے کر ان پر عمل پیرا ہوسکیں۔

یوم شک میں روزہ رکھنا منع ہے

(۳۴۰) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین حضرت علیؑ کا معمول تھا کہ ماہ رمضان کا زمانہ قریب آتا تو آپ خطبہ میں فرماتے کہ

(ا) نہ رمضان کا روزہ رویت ہلال سے قبل رکھو

(ب) اور نہ رویت ہلال عید کے بعد روزہ رکھو

(ج) اور اگر رویت ہلال کی شب کو آسمان پر ابر چھا گیا ہو تو پھر گنتی پوری کر لو،

(یعنی اگر ہلال رمضان کے وقت ایسا ہو، تو ماہ شعبان کے (۳۰) دن شمار کرلو، اور اگر ہلال عید کے وقت ابر چھایا ہو تو بھی ماہ رمضان کے (۳۰) دن پورے شمار کرلو! مترجم!)

(۳۴۱) بروایت ابوبکر . . . اور اسی طرح (بحسب روایت نمبر ۳۴۰) حضرت عمر سے مروی ہے، یعنی صرف یہ کہ ان رویت ہلال سے قبل روزہ مت رکھو

(۳۴۲) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر اور جناب علی (ہر دو خلفائے کرام) ماہِ رمضان میں یوم شک کے روزہ سے منع فرمایا کرتے

ایک مہینہ کے دن

(۳۴۳) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر فرماتے کہ ایک مہینہ کے (۳۰) یا (۲۹) دن ہوتے ہیں

(۳۴۴) بروایت بیہقی . . . ابو وائل (شقیق بن سلمۃ الاسدیؓ) فرماتے ہیں، ہمارے ہاں امیر المومنین کا یہ تحریری فرمان پہنچا، کہ مہینہ کے دن کبھی کم اور کبھی زیادہ (۲۹ یا ۳۰) ہوتے ہیں، اگر (۲۹ ـ ی) شب کو ہلالِ عید نظر نہیں آیا، اور تم نے وہ روزہ رکھ لیا ہے تو اب دن میں اگر دو[2] گواہوں نے شب کو رویت ہلال کی شہادت دی ہے تو روزہ توڑ دو (ورنہ اسے پورا کر لو)

(۳۴۵) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے رویت ہلال میں ایک شخص[1][2] کی شہادت تسلیم کرنے کی اجازت دی

(۳۴۶) بروایت امام شافعی . . . حضرت عمر سے روایت ہے

---

[1] اصابہ ابن حجر جلد ۳ نمبر ۳۹۷۶

[2] مترجم: روایات نمبر (۳۴۴) و (۳۴۵) میں وجہ تطبیق حجیتِ خبرِ صدوقِ واحد یہ ہے کہ اگر رویت میں صرف ایک ہی شاہد ہے اور وہ مشہور بہ عدالت ہے، تب اس کی توثیق (دوسرے شاہد کے انتظار میں) ضروری نہیں، جیسا کہ اذانِ صلوٰۃ میں خبرِ واحدِ صدوق متحقق ہے، شاہ ولی اللہ صاحب (مؤلف رسالہ ہذا) نے اسپرمصفّٰی شرح مؤطا میں ایک لطیف سا اشارہ فرمایا ہے در باب " من افطر فی یوم غیم وھو یریٰ انہ قد امسیٰ ثم تیقن بقاء النہار قضیٰ ولا کفارۃ علیہ" (ج ۱ ص ۲۴۲) مناسب ہوگا اگر یہ بحث اس کتاب کے ص ۱۵۱ پر بھی ملاحظہ فرمالی جائے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جونہی
وسلم اذا ادبر النہار واقبل	دن کی روشنی اپنا منہ چھپالے اور رات کی تاریکی
اللیل وغربت الشمس	بے نقاب ہونا شروع کر دے، اور آفتاب
فقد افطر الصائم !	غروب ہو جائے تب روزہ دار افطار کرے !

(۳۴۷) بروایت ابوبکر و بخاری . . . اسی طرح (بحسب روایت نمبر ۳۴۶) حضرت عمر بھی فرماتے ہیں

(۳۴۸) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . ایک دفعہ افطار کے قریب ابر گھر رہا تھا، امیرالمومنین نے یہ سمجھ کر کہ وقت ہو چکا ہے روزہ افطار فرمالیا اتنے ہی میں ایک صاحب باہر سے آپہنچے اور عرض کیا اے امیرالمومنین ! ابھی تو آفتاب چمک رہا ہے ! فرمایا، مگر اب کیا ہو سکتا ہے ! ہم اس معاملہ میں غور کریں گے کہ اسکی تلافی کیا ہو سکتی ہے (مترجم ، یعنی ـ "یسیرٌ وقد اجتھدنا ـــ")

شں ! ۔ ولی اللہ فرماتے ہیں، اس مسئلہ میں امام مالک و امام شافعی دونوں کا فتویٰ صرف یہ ہے، کہ ایسے روزہ کی قضا کافی ہے

(۳۴۹) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ یہ سمجھ کر روزہ (رمضان پانی سے) افطار کر لیا کہ دن غروب ہو ہی چکا ہے ، مگر جب مؤذن اذان پڑھنے کے لئے منبر پر گیا تو اُس نے شور مچادیا کہ "اے امیرالمومنین ! سوگند بخدا ! آفتاب تو ابھی چمک رہا ہے" حضرت عمر نے فرمایا "اے مؤذن ! ہمیں اس شر سے اللہ نے محفوظ رکھنے کی صورت سجھا دی ہے" (یعنی قضا) یہ جملہ آپ نے ۲ ـــ ۳ مرتبہ فرمایا، پھر دوستوں سے کہا، کہ جس نے ابھی افطار نہیں کیا وہ غروب کا انتظار کرے مگر جس نے افطار کر لیا ہے وہ اس روزہ کی قضا کرے گا !

(۳۵۰) بروایت بیہقی . . . (بمشد) ـــ اور امام بیہقی نے یہ روایت متعدد اسناد سے نقل فرمائی ہے ـــ جس کے بعد ممدوح فرماتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ ایسے افطار بے وقت پر قضا واجب نہیں تو اسے صحیح نہ کہا جائے گا کیونکہ اس واقعہ کو متعدد رواۃ نے بیان کیا ہے

اور ظاہر ہے، کہ خبرِ واحد پر خبرِ متواتر بہت ـــ زیادہ قابلِ ترجیح ہے

اور طلوعِ سحر کے شک پر

(۳۵۱) بروایت ابوبکر... امیر المومنین نے فرمایا، کہ اگر ایک ہی جگہ دو[۲] اشخاص جمع ہوں اور دونوں کو طلوعِ سحر میں شک ہو (صرف ایک ہی کو نہیں)، تو وہ اپنا خورد و نوش جاری رکھ سکتے ہیں جب تک کہ ان دونوں کا شک یقین سے نہ بدل جائے!

ش! ولی اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر کا یہ استدلال آیۂ ذیل سے ہے

...... وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر.... (البقرۃ)	اے مومنو! واضح طور پر طلوعِ سحر ہونے تک تم اپنا خورد و نوش جاری رکھ سکتے ہو

روزہ میں مبادیِ مباشرت

(۳۵۲) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے تقبیل فرمائی (مگر دل میں ڈر گئے مبادا یہ معصیت ہو!) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا، اگر روزہ کی حالت میں ایسا اتفاق ہو تو کلی کر لینے میں کیا مضائقہ ہے؟ حضرت عمر نے عرض کیا، ذرہ برابر نہیں! رسول پاک نے فرمایا پھر اس میں تردد کیوں ہوا (یعنی روزہ کی تضییع کا کوئی احتمال نہیں)

(۳۵۳) بروایت امام شافعی... ایضاً

(۳۵۴) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے روزہ دار کو اسکی بیوی کی تقبیل سے منع فرمایا

ش! ولی اللہ فرماتے ہیں روایات نمبر (۳۵۲) و نمبر (۳۵۳) (دونوں) تقبیل کے جواز پر دلالت کرتی ہیں، اور روایت نمبر (۳۵۴) نہی تنزیہہ[۱] پر رہبری کرتی ہے

تعجیل افطار

(۳۵۵) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے فرمایا افطار صوم میں تعجیل میری امت کے لئے

۱؎ فقہائے کرام نے نہی کی (۲) قسمیں متعین فرمائی ہیں (۱) نہی تحریمی ـــ دال بر حرمت

(۲) نہی تنزیہی = دال بر احتیاط اور گناہ سے مبرا (مترجم)

بھلائی کا سبب ہے

(۳۵۶) بروایت شافعی۔۔۔ جونہی شب کی تاریکی نمودار ہوتی حضرت عمر و جناب عثمان (اپنے اپنے عہد میں) نماز مغرب کے لئے قیام فرمالیتے اور روزہ (ماہ رمضان) بعد نماز افطار فرماتے

(۳۵۷) بروایت ابوبکر۔۔۔ (بمثل روایت مذکورہ نمبر: (۳۵۶) إلاّ یہ کہ دونوں خلفاے عظام قیام صلوٰۃ سے قبل بھی افطار فرماتے۔

(۳۵۸) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین اپنے عمال کی طرف تحریری فرمان بھیجا کرتے، کہ مبادا تم افطار میں تاخیر کرو، اور نماز مغرب کے لئے تاروں کے چمکنے کا انتظار کرتے رہو

روزہ میں ترک معاصی

(۳۵۹) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا، کہ روزہ صرف خورد و نوش سے ہاتھ کھینچ لینا ہی تو نہیں، بلکہ کذب، باطل، یا وہ گوئی اور جھوٹی قسم کا ترک کرنا بھی روزہ میں داخل ہے

یوم عاشور محرم کا روزہ

(۳۶۰) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر یوم عاشور محرم کا روزہ نہ رکھتے

(۳۶۱) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے عبدالرحمٰن بن الحارث کی طرف فرمان بھیجا کہ شب عاشورِ محرم میں سحری کھاؤ اور دن میں روزہ رکھو[ش]!

(۳۶۲) بروایت ابوبکر۔۔۔ ابن عباس فرماتے ہیں

عن عمر لقد علمت ان	حضرت عمر سے مروی ہے کہ تمہیں معلوم ہی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر
قال فی لیلۃ القدر	کے متعلق فرمایا تھا کہ اسے آخری عشرہ رمضان)
اطلبوھا فی العشر الاواخر	میں طلب کرو!

(۳۶۳) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر اور جناب حذیفۃ الیمانی اور حضرت اُبی بن اُبی کعب

مترجم: وجہ تطبیق بین الروایتین یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عمر نے اس دن کے صوم کا علم حاصل ہونے کے بعد خود بھی التزام کیا اور دوسروں کو بھی ارشاد فرمایا

تینوں اصحاب کو یقین تھا، کہ لیلۃ القدر (۲۷) شب رمضان ہے

صوم رمضان کی قضاء عشرہ ذوالحجہ میں

(۳۶۴) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے فرمایا کہ رمضان کے قضا شدہ روزے عشرہ ذوالحجہ میں بھی رکھے جا سکتے ہیں

صوم الدھر

(۳۶۵) بروایت ابوبکر... ایک صاحب صائم الدہر بن گئے ۔جب امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے سنا تو انہیں تعزیر فرمائی

(۳۶۶) بروایت ابوبکر... (مگر) خود حضرت عمرؓ نے وفات سے قبل دو سال تک روزے رکھے

محبت صوم

(۳۶۷) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے فرمایا، میرے آخری سانس ہوں تب بھی میں روزہ رکھنا محبوب سمجھوں گا، اور اگر روزہ رکھ لیا ہے اور اجل آجائے تو افطار نہ کروں گا

اعتکاف میں پردہ کی نوعیت

(۳۶۸) بروایت ابوبکر... چند حضرات مسجد میں معتکف تھے اور بڑے اہتمام سے پردے لٹکا رکھے تھے، حضرت عمرؓ نے دیکھ کر دریافت فرمایا تو (انہوں نے) عرض کیا، ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں، فرمایا کھانے سے فارغ ہو کر یہ پردے ہٹا دیجئے گا!

عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا شوہر کے اذن سے

(۳۶۹) بروایت ابوبکر... حضرت عمرؓ نے فتویٰ ارشاد فرمایا، کہ شوہر کی اجازت بغیر کوئی عورت نفلی روزہ نہ رکھے (مترجم: کیونکہ روزہ میں ضعف کی وجہ سے امور خانہ داری کی بے ترتیبی کا اندیشہ ہے)

نفلی روزہ کا ثواب

(۳۷۰) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین نے فرمایا کہ نفلی روزہ کا اجر بھی صوم رمضان کی

برابر ہے اور اسی قدر ثواب ہے مسکین کو کھانا کھلانے میں!

ش ۱۔ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ہر تطبیق یہ ہے کہ (مثلاً) کسی نے رمضان کا روزہ بعذر شرعی ترک کر دیا حتٰی کہ دوسرا رمضان بھی ختم ہوگیا، اور اس نے بغیر عذر ترک شدہ صوم کی قضا دی، امام شافعی کا بھی یہی فتویٰ ہے

صوم ماہ رجب التزاماً رکھنا رسوم جاہلیت سے ہے

(۳۷۱) بروایت ابوبکر... جو لوگ ماہِ رجب کے اعزاز میں روزے رکھتے امیرالمؤمنین اُن کے ہاتھوں پر دُرّے مارتے اور فرماتے کہ رجب کی تعظیم جاہلیت کی رسوم سے ہے، (اسلام کو اس سے کوئی واسطہ نہیں: مترجم) حتٰی کہ ایسے لوگ روزہ ترک کر دیتے" "حتٰی یضعوھا فی الجفان" (یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ ظروف طعام میں رکھ دیتے یعنی روزہ توڑ کر کھانا کھا لیتے)

عیدین کے دنوں میں روزہ منع ہے

(۳۷۲) بروایت ابوبکر... ابوعبید (مولیٰ ابن ازہر) فرماتے ہیں، میں ایک موقعہ پر حضرت عمر کے ساتھ صلوٰۃ عید میں شریک ہوا، آپ نے خطبہ عید نماز کے بعد پڑھا، اس میں فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے" (پھر فرمایا) اب رہی عید رمضان، تو یہ افطار کا دن ہے ___ اور قربانی کی عید، تو اس میں اپنی ذبح کردہ قربانیوں کا گوشت کھاؤ

روزہ میں مسواک کرنا

(۳۷۳) بروایت ابوبکر... زیاد بن حدیر فرماتے ہیں، میں نے جن حضرات کو دیکھا ان سب میں حضرت عمر روزہ کی حالت میں مسواک کا استعمال زیادہ فرماتے۔

کتاب الحج

ثوابِ حج !

مشتمل بر (۹۱) روایات از نمبر (۳۷۴) تا (۴۶۴)

(۳۷۴) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین فرماتے، جس کسی نے بیت اللہ کا حج خالصاً لِلہ کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگیا، کہ گویا ابھی اسکی ماد رنے اُسے جنا ہے

(۳۷۵) بروایت ابوبکر . . جس وقت عراق کے حاجی سعیٔ (صفا و مروہ) کر چکے، تو حضرت عمر نے انہیں اپنے پاس بلاکر پوچھا کہ --- یہاں حج کے سوا کسی اور غرض سے تو آپ لوگ نہیں آئے؛ عرض کیا اے امیرالمومنین ! ہم لوگ حج کے سوا کسی اور غرض کے لئے یہاں نہیں آئے !

پھر فرمایا تمہارے اونٹوں کے کھُر اور پُشت صعوبت سفر سے ماؤف ہوگئے ہونگے؛ عرض کیا --- جی ہاں ! ہمارے شتر واقعی بُعد مسافت سے چور ہوگئے ہیں ! آپ نے فرمایا تب آپ لوگ اعمالِ حج کی بجا آوری شروع کردیجئے !

(۳۷۶) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا، حج و عمرہ اور جہاد سے فارغ ہوکر واپس لوٹنے والوں سے دُعا کرانے میں عجلت کرو، اس سے پہلے کہ وہ لوگ پھر گناہوں میں ملوث ہو جائیں (مترجم ! یعنی یہ اعمال ثلثہ مومن کو معاصی سے پاک کرکے قُرب خداوندی سے فائز کرتے ہیں)

(۳۷۷) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ادائے حج کے بعد ماہِ ذوالحجہ کے بقیہ ایام، ماہِ محرم، ماہِ صفر، اور ماہِ ربیع الاوّل کا عشرۂ اولیٰ حاجی کی قبولیت دُعا میں اس قدر مؤثر ہیں، کہ ان ایام میں وہ اپنے لئے دُعا کرے یا کسی اور کے لئے تو ضرور مقبول ہوتی ہے

ماہ ذوالحجہ کے سِوا دوسرے مہینوں میں عمرہ کا جواز

(۳۷۸) بروایت امام مالک . . . ایک صاحب جن کا نام عمر (بن ابو سلمہ) ہے انہوں نے امیرالمومنین سے ماہ شوال میں عمرہ کرنے کا فتویٰ دریافت کیا تو آپ نے اس پر صاد فرما دیا اور وہ عمرہ سے واپس آکر اپنے مسکن تشریف لے گئے ! (یعنی عمرہ کے بعد حج کے لئے قیام ضروری نہیں مترجم :)

(۳۷۹) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر نے آیۂ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ؕ (۲ : ۱۰۳) کے معنوں میں فرمایا کہ سفر حج کی استطاعت سے مراد سواری اور سفر کے مصارف ہیں

(۳۸۰) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا، اے مسلمانو! اپنی "ذریت" کو بھی حج کراؤ،
مبادا تم صرف خود کو ان کے خورد و نوش کی کفایت تک ذمہ دار سمجھتے رہو، اور ان کے فرائض کی
رسی انہی کی گردنوں میں پڑی رہنے دو ——— (یہاں ذریت کے معنی بیویوں کے ہیں)۔ (از متن کتاب)

سفر حج میں عورت کے لئے محرم اور محافظ دونوں ضروری ہیں

(۳۸۱) بروایت بغوی۔۔۔ حضرت عمر کے آخری حج میں امہات المومنین بھی شریک سفر
تھیں، امیرالمومنین نے اس قافلہ کے ساتھ حضرت عثمان و حضرت عبدالرحمن (بن ابوبکر) دونوں کو
متعین کر دیا

ش! ۔ ولی اللہ فرماتے ہیں، اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ عورت محرم کے بغیر
سفر حج کر سکتی ہے یا نہیں؟

(ا) امام شافعی فرماتے ہیں اگر ان کے شریک سفر ایسے مرد ہوں جن کے ہمراہ انکی بیبیاں
بھی ہیں اور وہ عورتیں ثقہ ہیں، تب محرم کے بغیر بھی جائز ہے

(ب) دوسرے فریق کا یہ فتویٰ ہے کہ امیرالمومنین نے حضرت عثمان اور عبدالرحمن کو
امہات المومنین کی حفاظت و تعظیم کے لئے متعین فرمایا، اگرچہ امہات (المومنین)
کے ہمرکاب ان کے محرم بھی تھے (حضرت عبدالرحمن جناب ام المومنین عائشہ کے برادر زادہ
ہیں (مترجم)

میقات احرام

(۳۸۲) بروایت بخاری۔۔۔ جب عہد فاروقی میں بصرہ اور کوفہ (دونوں) فتح ہو گئے
تو دس نواح کے مسلمان امیرالمومنین کی خدمت میں بدیں غرض حاضر ہوئے، کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے (ہم) اہل نجد[1] کا میقات[2] قرن (نامی مقام) کو متعین فرما دیا تھا، مگر یہ مقام (قرن) ہمارے

---

[1] یہاں لفظ "نجد" کی مناسبت سمجھ میں نہیں آتی! یہ (نجد) تو محمد بن عبدالوہاب نجدی
کا مسکن ہونے کی وجہ سے نواحی علاقہ کا بدنام ترین علاقہ ہے، پھر باعتبار سمت نجد اور
کوفہ و بصرہ میں جو اختلاف جہات ہے، اس پر اور بھی تعجب ہے! (مترجم)

[2] میقات (جمع مواقیت) ان مقامات کا اصطلاحی نام ہے جہاں سے جو قوم احرام باندھ کر تلبیہ
شروع کرتی ہے، مثلاً اہل پاکستان و بنگلہ کا میقات یلملم ہے، اسی طرح ہر جہت و سمت کا
ایک مقام مقرر ہے اور اسی کا نام میقات یا حل ہے (مترجم)

راہ سے دور — ہٹا ہوا ہے جس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے — امیرالمومنین نے فرمایا!
قرن ہی کے متوازی دیکھو کونسا مقام مناسب ہوگا! اور آپ نے ان کے لئے ذاتِ عرق
تجویز فرمادیا[1]

اپنے محل سے احرام باندھنا

(۳۸۳) بروایت ابوبکر۔ عمران بن حصین (صحابی) بصرہ سے حج کے لئے نکلے، اور

---

[1] مترجم: اس وجہ یہ بحث قدرے دلچسپ ہے، کہ اہل عراق (نواح کوفہ و بصرہ) کا میقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام متعین فرمادیا، مگر حضرت عمرؓ نے وہ مقام بدل کر دوسرا مقرر کردیا! اور اس (بحث) میں بوجوہ سخن گسترانہ باتیں ہیں، یعنی

(ا) رسول اللہ صلعم کے زمانہ مبارک میں تو عراق میں اسلام ہی نہ پھیلا تھا، پھر یہ سوال کیونکر پیدا ہوسکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس علاقہ کے لئے ایک مقام میقات متعین فرمادیا؟

(ب) جب حدیث زیر بحث پر نقد و نظر کی گئی، تو مختلف علمائے حدیث و اجتہاد نے اپنی اپنی رائے بیان فرمائی، کسی نے حدیث کے ارسال کی طرف اشارہ کیا، مگر دوسروں نے کچھ اور کہا

(ج) بعض نے تثبیت سند کے ساتھ حضرت عمرؓ کے اجتہاد کو سراہا!

امام ابن حجر نے فتح الباری میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے (بضمن کتاب المناسک "باب ذات عرق لاہل العراق" میں)

راقم مترجم: اس حدیث کے متصل السند ہونے کا اطمینان کر لینے کے بعد صرف اتنا کہہ سکتا ہے کہ مصالح وقت و زمانہ کے بعد تغییر فتویٰ جائز ہے کیونکہ میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں کہ نبی کریمؐ نے اہل عراق کے لئے "قرن" کو میقات مقرر فرمادیا، مگر مجھے اس کا بھی اقرار ہے کہ یہ میقات (اولیٰ) ذات عرق " اس وحی خفی کا کرشمہ تھا جسے حدیث رسولؐ میں " — مقدمہ — " سے تعبیر کیا گیا — حالانکہ رسول پاکؐ کے دور حیات تک عراق میں اسلام نہ پہنچا تھا بلکہ یہ تعیین میقات مشعر تھا اس امر کا کہ یہاں اسلام پھیلے گا، لوگ حج کے لئے آئیں تو ان کا ایک میقات بھی ہونا چاہیئے، اور رسول اللہ صلعم نے وحی خفی کی مدد سے یہ روز آشکار فرمادیئے، اگرچہ میقات غیر متبدل مسائل سے نہیں بدیں سبب حضرت عمرؓ نے اہل بصرہ و کوفہ کی سہولت کے پیش نظر یہ میقات بدل دیا لیکن اس پر بھی دونوں کی شعست کا خیال کیا

وہیں سے احرام باندھ لیا، جب حضرت عمر سے حج کے موقعہ پر انکی ملاقات ہوئی تو آپ نے یہ معلوم کرکے انہیں زجر فرمائی کہ "غیر صحابی یہ بات گرہ میں باندھ لینگے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی اپنی بستی ہی سے احرام حج باندھ لیتے تھے۔" (مترجم: یعنی عمران بن حصین نے سہل و بے مقاتیہ معلوم یہ قصبہ ہی نظر انداز فرما دیا تھا اور جس سے وہی کا ایک شعار ختم ہو جائے گا)

(۳۸۴) بروایت ابوبکر۔۔۔ ایک شخص نے حج کے لئے کوفہ ہی سے احرام باندھ لیا امیرالمؤمنین کو اطلاع ہوئی تو اسے حاجیوں کے سامنے پیش کرکے فرمایا" اس پریشان حال کی طرف دیکھو اس نے خود پر کیا مصیبت اوڑھ لی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وسعت کر رکھی تھی" (کہ یہ اپنے میقات "ذات عرق" سے احرام باندھتا، ملاحظہ ہو روایت نمبر: ۳۸۳ :)

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر کے اس تنبیہ کی تعبیر یہ ہے، کہ مقتدلئے جماعت اور ایسے اشخاص کے لئے یہ اہتمام مکروہ ہے کہ مبادا آخرالذکر یوں گھر سے احرام باندھکر حقوق احرام کا تحفظ نہ کرسکے۔

حالت احرام میں معطرات کا استعمال

(۳۸۵) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر نے حج کے موقعہ مقام ذوالحلیفہ[1] پر خوشبو کی مہک محسوس کرکے دریافت فرمایا تو یہ امیر معاویہ کے بدن سے آرہی تھی، اُن سے فرمایا، کہ" آپنے ایسا کیوں کیا؟" عرض کیا اے امیرالمؤمنین مجھے زجر فرمانے میں عجلت نہ کیجئے، میں نے از خود نہیں بلکہ اُمّ حبیبہ (امیر معاویہ کی صاحبزادی) اور حرم نبی صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہ خوشبو میرے بدن پر مل کر مجھے قسم دی ہے کہ میں اسے خود سے زائل نہ کروں" حضرت عمر نے فرمایا" میں بھی آپ کو یہ قسم دیتا ہوں، کہ اب آپ انہیں سے کہیں کہ وہ اسے آپ کے بدن سے اسی طرح دھوئیں، جس طرح انہوں نے اسے آپ کے بدن پر ملا ہے" امیر معاویہ اسی طرح تعمیل کرکے پھر حضرت عمر سے آکر ملاقی ہوئے

(۳۸۶) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر کو اپنے ہمراہی حاجیوں سے خوشبو کی مہک محسوس ہوئی جبکہ وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے، یہ (مہک) امیر معاویہ کی طرف سے آرہی تھی (امیرالمؤمنین کی تنبیہ پر) انہوں (امیر معاویہ) نے اپنا وہ لحاف علیحدہ کر دیا جس میں خوشبو لگی ہوئی تھی

---

[1] ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا میقات ہے اور یہ مقام مدینہ منورہ سے (۶) میل پر ہے : مترجم:

ش ١٥ ولی اللہ فرماتے ہیں، فقہاء نے اس فتویٰ پر بدیں وجہ عمل نہیں کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے مرویات میں اس کے خلاف (مندرجہ ذیل) حدیث ان کے سامنے تھی

كانی انظر الی وبیص الطیب فی مفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ثلث من احرامہ (اخرجہ الشیخان) — فرماتی ہیں حضرت ام المومنین گویا کہ میں آج بھی اُس خوشبو کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں چمک رہی تھی جبکہ آنحضرت کو احرام باندھے ہوئے تیسرا دن گذر چکا تھا

ش ١٦ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ احرام میں بدن پر خوشبو کا اثر رہ جانا جائز ہے، اس لئے کہ یہ خوشبو بدن کی میل سے خود بخود دب جاتی ہے، لیکن لباس کے کسی حصہ پر خوشبو کا اثر رہ جانا ناجائز ہے کیونکہ وہ (خوشبو) وہاں پر بدستور جمی رہتی ہے

تلبیہ

(۳۸۷) بروایت ابوبکر... حضرت عمر کا تلبیہ (حج) یہ ہے

لبیک! اللھم لبیک! — حاضر ہوں میں یا اللہ تیرے حضور میں
لا شریک لک لبیک! — الٰہی تو لاشریک ہے!
ان الحمد والنعمۃ لک! — خداوندا! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں! اور
والملک لاشریک لک لبیک! — تیری گرفت سے ترساں! میں حاضر ہوں
مرغوبا ومرھوبا الیک لبیک! — اور اے صاحب اکرام عمیم بلکہ قابل ستائش
یاذا النعماء والفضل الحسن! — اور خوبی کے مالک!

اہلِ مکہ کے لئے وقتِ احرام

(۳۸۸) بروایت ابوبکر.. حضرت عمر (حج کے لئے تشریف لائے اور آپ) نے اہل مکہ سے فرمایا، کہ آپ لوگوں نے تو بالوں میں تیل بسا رکھا ہے مگر حاجیوں کا یہ حال ہے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور خاک آلودہ ہیں ۔۔۔ اے اہل مکہ! جونہی تم لوگ ہلالِ ذوالحجہ دیکھو، احرام باندھ لیا کرو!

اہل آفاق کے لئے احرام میں توسع

(۳۸۹) بروایت ابوبکر... امیر المومنین مکہ معظمہ تشریف لائے (احرام باندھے ہوئے) سب کے ساتھ طواف کئے، سعی صفا و مروہ کی، اور احرام کھول دیا، اسی طرح چار یا پانچ دن گذار

کے — پھر دسویں ذوالحجہ کو احرام باندھا اور تکمیل حج فرمائی

دوسری مرتبہ پھر اسی موسم . . . میں بیت اللہ حاضر ہوئے، مگر بغیر احرام آئے اور ترویہ کے روز (۸ - دیں ذوالحجہ کی صبح کو) احرام باندھا اور اونٹ پر سوار ہو کر منیٰ تشریف لے گئے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، مذکورۃ الصدر پہلی مرتبہ جو (حضرت عمرؓ) احرام باندھ کر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو یہ احرام صرف داخلۂ مکہ معظمہ کے لئے اور درجۂ استحباب تک ہے (مترجم، یعنی شاہ صاحب کے نزدیک واجب نہیں)

حج افراد

مترجم: نوٹ - حج بیت اللہ کی مندرجہ ذیل (۳) قسمیں ہیں

(۱) حج قِران : جس کے لئے عمرہ اور حج دونوں کی نیت سے ایک ہی احرام باندھئے، پہلے عمرہ کیجئے، اور اسی احرام میں رہئے جب تک کہ آپ حج سے فارغ نہ ہوں

(۲) ” تمتع : جس میں عمرہ کر کے احرام کھول دیجئے، پھر ترویہ کے روز) حج کا احرام باندھئے

(۳) ” افراد - صرف حج کا احرام باندھئے اور تکمیل حج کے بعد از سرِ نو عمرہ کے لئے دوسرا احرام باندھئے

(۳۹۰) بروایت ابوبکر . . . صحابہ کرام نے حج افراد پر عمل شروع کر دیا، حالانکہ خلفائے ثلاثہ (یعنی) حضرت ابوبکر و عمر و عثمان سنت نبوی پر عمل کرنے کے زیادہ حریص تھے (مترجم، مطلب یہ ہے کہ حضرات خلفا جو عام صحابہ سے سنت کے زیادہ حریص تھے وہ حج افراد پر عامل نہ تھے بلکہ حج تمتع فرماتے)

(۳۹۱) بروایت ابوبکر . . . حضرت ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق دونوں نے حج افراد بھی کیا

حج قِران

(۳۹۲) بروایت ابوبکر . . . حضرت ابو وائل (شقیق . . . الاسدی) فرماتے ہیں ہم لوگ حج کے لئے روانہ ہوئے اور صبی ابن معبد نے (اس قافلہ میں) حج قران (عمرہ اور حج دونوں) کا احرام باندھا یہ تذکرہ جب حضرت عمرؓ سے کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ ” تُو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنت پر عمل کیا"

حج تمتع

(۳۹۳) بروایت ابوبکر . . . حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ میں سے ہر ایک نے حج تمتع فرمایا ــــ اور سب سے پہلے (امیر) معاویہ نے لوگوں کو اس سے منع کیا

حج عمرہ کی تاکید

(۳۹۴) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر فرماتے ہیں، کہ اگر تم ایک عمرہ کرلو، پھر دوسرا، اس کے بعد ایک اور! پس اب حج کرو تو یہ حج تمتع ہے (مترجم: غالباً بار بار عمرہ کرنے کی فضیلت ہے)

قِران، اِفراد، تمتُّع (بر ۲ ـــــ)

(۳۹۵) بروایت امام ابوحنیفہ . . . ابراہیم نخعی . . . فرماتے ہیں، امیرالمومنین عمر نے حج افراد سے منع فرمایا، مگر قران سے نہیں روکا، امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفہ) فرماتے ہیں حج اِفراد سے منع فرمانے کا یہ مطلب ہے کہ" افراد عمرہ سے روکا" (قال محمد یعنی بقولہ نہٰی الافراد اِفراد العمرۃ) ــــ (مترجم: منشا یہ معلوم ہوتا، کہ مبادا کوئی شخص صرف عمرہ در عمرہ ہی پر کتفی رہے اور حج نہ کرنا چاہے)

(۳۹۶) بروایت امام احمد بن حنبل . . . حضرت عمر نے ایک خطبہ میں فرمایا" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس حد تک چاہا، شعائرِ دین میں سہولت و رخصت و رحمت فرمادی ــــ لیکن اب آنحضرتؐ اپنی منزلِ زیست ختم کرچکے ہیں، پس (اے لوگو) تم حکم قرآنی کے مطابق تکمیل حج و عمرہ کرو!" (مترجم: اس میں اشارہ ہے آیۂ ــــ" واتموا الحج والعمرۃ للہ" (۲ : ۱۹۲) کی طرف ؛ لیکن حضرت عمر کا یہ ارشاد کسی حسن پر نہیں ماسوائے اس کے کہ حج اور عمرہ دونوں کئے جائیں)

(۳۹۷) بروایت احمد بن حنبل . . . حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق دونوں کی مشایعت میں حج تمتع کیا، مگر جب حضرت عمر کو خلافت تفویض ہوئی، تو آپ نے موقعہ حج پر ایک خطبہ میں فرمایا،

"اے مسلمانو! قرآن کی عظمت قابل تسلیم ہے، اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف سزاوار صد ستائش! میں کہتا ہوں کہ عہد رسالت مآب میں صرف (۲) تمتع ہی جاری تھے (ا) تمتع حج (ب) متعۃ النساء (از . . . . . . اس کے معنی یہ ہیں، کہ

اب یہ دونوں ختم ہوچکے ہیں. جیسا کہ متن کتاب میں ہے یعنی" معناہ لیستا بعد ہ"

سش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ان دونوں (متعوں) کا نسخ ہے

(۳۹۸) بروایت امام مالک . . . حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے، امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے حج اور عمرہ کے درمیان وقفہ رکھو، کیونکہ یہ وقفہ تمہارے حج کی تکمیل ہے، اور حج کے مشہور مہینوں کے سوا دوسرے ایام میں عمرہ کرنا اسکی تکمیل ہے۔ (بر بنائے تاویل ابن تیمیہ مذکرہ حاشیہ نمبر (۳۹۷): مترجم)

• شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر کے مجتہدات میں اس مسئلہ پر فقہاء کا بے حد اختلاف ہے

سلہ امام ابن تیمیہ نے بھی بحث قدرے وضاحت سے فرمائی ہے جس کا اقل قلیل حصہ یہ ہے

"وقد ثبت عن عمر انه قال" لو حججت لتمتعت" وانما كان مراد عمر رضي الله عنه ان يامر بما هو افضل وكان الناس لسهولة المتعة تركوا العمرة في غير اشهر الحج، فاراد ان لا يعرى البيت طول السنة فاذا افردوا الحج يعتمروا في سائر السنة،

والاعتمار في غير اشهر الحج مع الحج في اشهر الحج افضل من من المتعة باتفاق الفقهاء الاربعة وغيره . . . . فكان نهيه عن المتعة على وجه الاختيار لا على وجه التحريم" (منهاج السنة ج ۲ صفحہ ۱۵۶)

یہ پوری بحث ۱۵۲ سے شروع ہوئی)

(حضرت عمر سے یہ قول ثابت ہے کہ " کاش میں حج کے لئے جاؤں تو عمرہ بھی ساتھ ہی کروں! اس (قول) سے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر افضل الامر کی تلقین و اظہار فرما رہے ہیں ایام حج میں تمتع: اولاً عمرہ، بعدہ حج (یعنی حج تمتع) اسی عہد (فاروقی) میں مسلمانوں نے یہ دستور بنا لیا تھا، کہ جب وہ حج کے لئے آتے تو اُسی دوران میں عمرہ بھی کر لیتے، نتیجہ یہ ہوا کہ موسم حج کے سوا بقیہ سال بھر بیت اللہ زائرین سے خالی ہی پڑا رہتا تھا۔ پس اگر زائر حج کے موسم میں صرف افراد کی نیت کریں گے، تو سال بھر میں کسی نہ کسی دوسرے موقع پر عمرہ کے لئے بھی آئیں گے اور غیر موسم میں عمرہ کے لئے آنا افضل ہے ایام حج میں عمرہ کرنے سے، جس پر فقہائے اربعہ کا اتفاق ہے پس تمتع (حج) سے حضرت عمر کی نہی بنا بر مصلحت سمجھنا چاہیئے نہ کہ بوجہ حرمت!)

مترجم عرض گذار ہے کہ اگر مسلمان ایام حج ہی میں عمرہ بھی کرتے رہیں گے تو سال بھر بیت اللہ زائرین سے خالی رہے گا۔ اور مقصد [illegible] اختصاصات [illegible]

ـــــ میرے نزدیک اسکی توجیہ یہ ہے کہ جس طرح ہر بات کا ایک محل ہے، اسی طرح یعنی!
حضرت عمر کا اپنا عمل تو (حج) افراد ہے، مگر آپ حج تمتع اور قران کے جواز کے بھی قائل تھے

رہی عبداللہ بن عباس کی روایت کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین ہر ایک نے حج تمتع فرمایا" تو اس کے معنی طواف قدوم کا تقدم ہے طواف افاضہ پر اور سعی (صفا و مروہ) پر طواف قدوم کا تاخر!

اور رہا حضرت عمر کا یہ فرمان کہ "اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس حد تک چاہا شعار دین میں سہولت اور رخصت مرحمت فرما دی، تو یہ جاہلیت کی اس رسم کو مٹانا تھا کہ حج اور عمرہ ایک ہی وقفہ میں نہیں کئے جا سکتے پس حج کے ساتھ ہی عمرہ کا یہ لزوم صرف عہد نبوۃ تک تھا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں شعار کے پئے بہ پئے ادا کرنے کا منشا جاہلیت کی اس رسم کا ختم کرنا تھا، جس پر کفار کہا کرتے، کہ "حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ کبیرہ ہے"

اور حضرت عمر کا (بحسب روایت نمبر (۳۹۵) یعنی! "قال عمر لابنی لتولہ نہی عن الافراد إفراد العمرۃ" تو اس سے یہ مراد ہے کہ مبادا طواف قدوم ترک کر دیا جائے اور صرف وہ طواف رہ جائے جو تکمیل مناسک کے بعد کا ہے

(۳۹۹) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے صبی بن معبد سے فرمایا، کہ جس جگہ سے اس نے احرام قران باندھا ہے، وہاں پر ایک قربانی (بھیڑ) ذبح کریں (مترجم ـــــ ؟)

حج تمتع کے بعد قیام مکہ نہ ہو تو اجر تمتع باطل ہو جاتا ہے

(۴۰۰) بروایت ابوبکر... حضرت عمر نے فرمایا، کہ جو شخص عمرہ کر لینے کے بعد مکہ معظمہ میں رہکر اولے تو حج تک انتظار کرے اس کے لئے تمتع کا اجر ہے اور اگر وہ درمیان میں کہیں چلا جائے تو پھر حج تمتع نہیں رہا

عمرہ اور حج دونوں کا میقات ایک ہے

(۴۰۱) بروایت ابوبکر... امیر المومنین سے ایک صاحب نے فتوی پوچھا کہ "میں عمرہ کا احرام کس مقام سے باندھوں؟ فرمایا "حضرت علی یہاں تشریف فرما ہیں یہ فتوی ان سے دریافت کیجئے!" حضرت علی نے سائل سے فرمایا کہ جس مقام سے تم آئے ہو! (اس کے میقات

لہ مترجم یعنی بحسب روایت نمبر (۳۹۳) بالفاظ خطب عمر الناس فقال ان اللہ عز وجل یرخص لنبیہ ما شاء

سے احرام باندھیئے) سائل نے آکر امیرالمومنین سے ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں، اس سے ہٹ کر میں آپ کے لئے کچھ اور نہیں کہہ سکتا!"

عمرہ بعد از فراغ حج

(۴۰۲) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر سے (کسی نے) فتویٰ پوچھا، کیا حج سے فارغ ہونے کے بعد بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا نہ کرنے سے بہتر ہے (مترجم! لیکن یہ اس کے لئے ہو سکتا ہے جس نے حج سے قبل عمرہ نہیں کیا!)

ش ۱۷ ولی اللہ فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر عمرہ کا احرام اپنے نواح کے ... سے باندھا جائے تو بہت زیادہ افضل ہے اس سے کہ وہ شخص اپنا احرام تنعیم[1] یا کسی اور ایسی قریبی جگہ سے باندھے

مکہ معظمہ میں حج کے ابتدائی رسوم

(۴۰۳) بروایت ابوبکر۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا جو شخص مکہ معظمہ میں بہ نیت حج وارد ہو، سب سے پہلے وہ خانہ کعبہ کا طواف سات[2] مرتبہ کرے، اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرے ——— (اور اب دوسرے اعمال و مناسک! مترجم)

طواف کعبہ بمنزلہ صلوٰۃ ہے

(۴۰۴) بروایت امام شافعی۔۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ دوران طواف میں باتیں نہ کرو کیونکہ اس وقت بھی تم گویا "صلوٰۃ" (بمعنی عبادت) میں مصروف ہو

تعمیر کعبہ کی ابتدائی کیفیت

(۴۰۵) بروایت امام شافعی۔۔۔ امیرالمومنین نے ایک معمر شخص سے دریافت کیا کہ آپ نے بیت اللہ کی ابتدائی تعمیر کا واقعہ سنا ہو تو فرمائیے۔ اس نے کہا جب قریش نے اس کی تعمیر شروع کی تو پھر کچھ عرصہ بعد وہ تھک کر اسے چھوڑ بیٹھے اور پتھر ادھر ادھر بکھر گئے! امیرالمومنین نے فرمایا، آپ سچ فرماتے ہیں

سعی صفا و مروہ

(۴۰۶) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی

---

[1] یہ مقام مکہ معظمہ سے (۳) میل پر ہے اور اس نواح کے لوگوں کا میقات بھی (تنعیم) ہے (مترجم)

طواف کعبہ میں رمل (شواط) کی تثبیت

(۴۰۷) بروایت امام احمد بن حنبل ... حضرت عمر نے طواف قدوم میں رمل یں کندھے ہلا ہلا کر چلنے پر فرمایا، کہ یہ صورت ابتدائی اسلام میں تھی اگرچہ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (عرب میں) مستحکم فرما دیا ہے اور کفر یہاں سے بالکل مٹ چکا ہے، بایں ہمہ ہم کسی ایسے شعار کا ترک نہ کریں گے جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہو۔[ف]

حجرا سود کی تقبیل والتزام سنّت

(۴۰۸) بروایت ابوبکر ... امیرالمومنین نے حجر اسود سے معانقہ فرما کر اسکی تقبیل فرمائی

(۴۰۹) " " " " " " کو ہاتھ سے چھوا، پھر اسکی تقبیل کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ اعمال کرتے نہ دیکھا ہوتا تو خود بھی نہ کرتا

(۴۱۰) بروایت ابوبکر ... حضرت یعلیٰ بن امیہ سے امیرالمومنین ... نے فرمایا، آپ کو تو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے سوا کسی اور منسک غیر منسک کی تقبیل نہیں فرمائی، یعلیٰ نے عرض کیا، بے شک! پھر فرمایا — اے یعلیٰ! کیا آپ کے لئے اس میں اسوۂ حسنہ نہیں؟ انہوں نے عرض کیا، بے شک!

عنوانِ سعی

(۴۱۱) بروایت ابوبکر ... حضرت عمر فرماتے ہیں کہ سعی میں آغاز صفا سے کیجئے اور

ف مترجم: طواف کعبہ کی تعداد (سات) ہے پہلے (۳) طواف ذرا تیز رفتار سے اور کندھے ہلا کر چلنا ہے جس کا پس منظر یہ ہے، کہ حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا اس میں ایک دفعہ یہ تھی، کہ اس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے مکہ معظمہ کا سفر ملتوی فرما دیں اور اگلے سال اسے پورا کریں مگر جب دوسرے سال آنحضرت صحابہ کی معیت میں عمرہ کے لئے تشریف لائے، تو مدینہ کی آب و ہوا کے غلبات سے وہاں موسمی بخار عام ہو گیا تھا اور صحابہ اس سے کمزور ہو چکے تھے، کفار مکہ نے انہیں یوں نحیف و نزار دیکھا، تو حسد سے آوازے کسنا شروع کر دیئے، اب نبی کریم نے فرمایا، کہ اے مسلمانو! طواف میں پہلے تین پھیرے تیز رفتاری سے اور کندھے ہلا کر ہوں

(تفصیل کے لئے بخاری کتاب المغازی باب عمرة القضاء ملاحظہ ہو!)

کعبہ رُخ ہوکر سات تکبیریں کہیے جن میں ہر دو تکبیر کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ ہو، اس کے بعد اپنے لئے دعا! اور اسی طرح صفا سے مروہ پر آئیے تو یہی اعمال بجا لائیے

(۲۱۲) بروایت ابوبکر۔۔ بکر ــــ فرماتے ہیں ،میں نے امیرالمومنین کی معیت میں بطن سیل میں سعی کی

(۲۱۳) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر سعی میں مروہ پر پہنچتے ہوئے تو مبرک البعیر (حاجیوں کے اونٹوں کا پڑاؤ) کو اپنی دائیں طرف چھوڑتے

(۲۱۴) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر سعی میں صفا و مروہ پر آتے تو بلند آواز سے تلبیہ (لبیک! اللّٰھم لک لبیک!) پکارتے، اگر شب میں سعی فرماتے، تو اپنی آواز سے پہچانے جا سکتے! اگرچہ تاریکی کی وجہ سے دیکھنے میں نہ آتے

(۲۱۵) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت ابوبکر و عمر ہر دو حضرات مکہ معظمہ میں احرام کی حالت میں داخل ہوتے اور جب تک قربانی نہ کر لیتے، احرام نہ کھولتے

عرفات میں جمع بین الصلوٰتین

(۲۱۶) بروایتِ ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے عرفات میں ظہر و عصر جمع کرکے ادا کیں پھر وہیں قیام فرما رہے

(۲۱۷) بروایتِ ابوبکر۔۔ حضرت عمر نے ظہر و عصر کی نماز جمع کرکے ادا کی (مزدلفہ میں۔ مترجم:)

(۲۱۸) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے مزدلفہ میں صرف مغرب کی نماز (بغیر ملانے عشا کے) ادا کی

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، مزدلفہ میں ظہر اور عصر جمع کرکے پڑھنا افضل ہے اور اگر کوئی شخص ان نمازوں کو اپنے اپنے اوقات میں ادا کرے تو بھی جائز ہے

یوم عرفہ میں روزہ

(۲۱۹) بروایتِ ابوبکر۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے عرفے کے صوم کا فتویٰ پوچھا گیا تو فرمایا

لے "بطن سیل" علم نہیں۔ جگہ ہر ایک چھوٹے یا بڑے کوہ کا دامن ہے لیں اگر سعی میں "صفا" سے اُتر کر "مروہ" پر آیئے تو بطن سیل پر گذرنا ہوگا، اور اگر "مروہ" سے اتر کر "صفا" پر آیئے تو! اسی طرح ہر دامن کوہ "بطن سیل" ہے، اور سیل بمعنی گذرگاہ آب باراں! (مترجم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ میں ہر ایک کی معیت میں حج کیا، اور عرفہ کے روز نہ تو اُن میں سے کسی نے روزہ رکھا نہ میں نے، مگر میں از خود نہ اس دن کے روزہ سے منع کرتا ہوں نہ اسپر صاد کرتا ہوں

مزدلفہ کے اعمال

(۴۲۰) بروایت امام احمد بن حنبل . . . حضرت عمر نے مزدلفہ میں جونہی صبح کی نماز پڑھالی یہ فرماتے ہوئے روانگی کے لئے کھڑے ہوگئے، کہ مشرکین اس مقام سے طلوع شمس کے بعد واپس لوٹتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بھی انکی مخالفت فرمائی اور طلوع شمس سے قبل واپس تشریف لے گئے

(۴۲۱) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین نے عرفہ[1] میں جو خطبہ دیا، اس میں لوگوں کو حج کرنے کی تاکید کے بعد فرمایا، کہ "ـــــ جب تم منیٰ میں آجاؤ، تو جو شخص رمیٔ جمرہ سے فارغ ہوجائے اُسے ممنوعات حج میں سے عورتوں سے، باتفہ مباشرت . . . ـــــ اور خوشبو کا استعمال ابھی نہ کرنا چاہیئے بقیہ امور اب سے اس کے لئے حلال ہیں (مثلاً غسل یا تبدیلی پوشاک وحجامت وغیرہ: مترجم)

ـــــ اور مباشرت ومعطرات طواف (افاضہ) کے بعد حلال ہوتے ہیں!

(۴۲۲) بروایت امام مالک . . . ایضاً مگر باضافہ یعنی امیرالمومنین نے فرمایا، کہ جس شخص نے رمی جمرہ کے بعد بال کٹوالئے یا پوری حجامت اور قربانی بھی ذبح کرلی جو اس کے ہمراہ ہے تو اس کا احرام مکمل کیا

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں ـــ فقہاء نے حضرت عمر کے اس فتوی پر کہ وہ خوشبو . . . بھی نہ چھوئے (بحسب روایت نمبر ۴۲۱) بدیں وجہ عمل نہیں کیا، کہ انکے سامنے حضرت عائشہ اور دوسرے حضرات کی یہ صحیح حدیث تھی کہ "ـــــ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ[2]

---

[1] بطن عرفہ وادی است جانب غرب از مسجد عرفات وشیطان در اینجا برائے حضرت اسمعیل متمثل شد و وسوسہ انداخت کہ حضرت ابراہیم ارادۂ ذبح تو دارند . . . " (مصفیٰ شاہ ولی اللہ) یعنی باب عرفۃ کلہا موقف الا بطن عرنۃ ومزدلفۃ کلہا موقف الا بطن محسر)ـــــ مترجم

[2] طواف افاضہ وعرفات سے لوٹ کر بقیہ عمل سعی وری کے بعد پھر ایک طواف کیجئے، یہ طواف افاضہ ہے بنزلۂ آیۃ "ثم افیضوا من حیث افاض الناس" (۲: ۱۹۰)

سے قبل خوشبو استعمال فرمائی"

تلبیہ کا آخری وقت

(۴۲۳) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عکرمہ سے دریافت کیا گیا کہ — اہلال (لبیک! — —) کب تک جاری رکھا جائے؟ فرمایا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین نے اسے رمی جمرہ کرنے تک جاری رکھا

قربانی کا وقت

(۴۲۴) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر تمام اعمال حج کر لینے کے بعد واپس تشریف لاتے تب قربانی ذبح کرتے

رمیٔ جمرہ کس مقام سے کی جائے

(۴۲۵) بروایت ابوبکر۔۔ عمرو بن میمون فرماتے ہیں، امیر المومنین۔۔۔ کی مشایعت میں مجھے (۲) دو مرتبہ حج کرنے کا اتفاق ہوا، جن میں ایک موقعہ آپ کے زخمی کئے جانے کا سال تھا اور دونوں مرتبہ حضرت عمر نے رمی جمرہ عقبہ پر کھڑے ہو کر فرمائی

(۴۲۶) بروایت ابوبکر۔۔۔ اور حضرت عمر نے رمی جمرہ عقبہ کی بلندی پر کھڑے ہو کر فرمائی

ش | ولی اللہ فرماتے ہیں اس (نمبر ۴۲۶) کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے بلند مقام پر کھڑے ہو کر رمی۔۔۔ فرمائی

"میں (شاہ صاحب) کہتا ہوں، صورت اول میدان میں کھڑے ہو کر (بحسب روایت نمبر ۴۲۶) مستحب اور بصورت دیگر (بروایت نمبر ۴۲۵) جائز ہے

احرام میں سر کے بال گوندھنا

(۴۲۷) بروایت امام مالک۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا، جو شخص (احرام باندھنے کی حالت میں) سر کے بالوں کو گوندھنا چاہے، کوئی مضائقہ نہیں لیکن یہ یعنی اس طرح نہ گوندھے، کہ گویا انکو چپکا دیا گیا ہے

(۴۲۸) بروایت امام مالک۔۔۔ امیر المومنین نے فرمایا، کہ جو حاجی سر کے بال چوٹی کی شکل میں باندھے (جوڑا) یا انہیں گوندھے یا انہیں چپکائے، اسپر بالوں کا منڈانا واجب ہے (مترجم: روایت نمبر ۴۲۷ کی وضاحت ہے)

عقبہ میں قیام شب

(۴۲۹) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ کوئی —— حاجی منیٰ میں عقبہ کی اوٹ میں رات نہ گذارے

(۴۳۰) بروایت امام مالک . . . . — عمر بن الخطاب فرستاد مرداں را تا داخل کنند مرداں را از آں طرف عقبہ (منقول از مصفّیٰ شاہ ولی اللہ)

(۴۳۱) بروایت ابوبکر . . . رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رمی جمرہ کرنے کے موقعہ پر (سواری پر نہ ہوتے بلکہ) پیادہ پا ہوتے

رمی میں سواری بغیر عذر کے منع ہے

(۴۳۲) بروایت ابوبکر . . . ایک عورت ناقہ پر سوار ہو کر رمی کر رہی تھی، اور اس کا شوہر مہار ناقہ پکڑے تھا، حضرت عمر نے انہیں دیکھا تو مرد کو درہ مار کر متنبہ فرمایا کہ یہ شخص اسے سواری پر نہ لے جائے

(۴۳۳) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر —— جمرۂ اولیٰ و ثانیہ پر دوپہر میں اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ کوئی دوسرا ہوتا تو تھک کر گھبرا جاتا

(مترجم: عقبہ ایک مقام ہے مناسک میں اور یہ تین ٹکڑوں میں بٹا ہوا ہے، عقبہ اولیٰ —— عقبہ وسطیٰ، عقبہ ثالثہ)

(۴۳۴) بروایت ابوبکر . . . سلیمان بن ربیعہ فرماتے ہیں رمی جمرہ کے موقعہ پر ہم لوگ امیرالمومنین کے اعمال دیکھ رہے تھے، جب آپ عقبہ ثالثہ پر آئے، تو وہاں وقوف نہیں فرمایا

رمی جمار کے آخری اوقات

(۴۳۵) بروایتِ امام مالک . . . امیرالمومنین قربانی کے دوسرے روز ذرا دن چڑھے باہر تشریف لائے، تکبیریں کہیں اور آپ کے ساتھ دوسروں نے بھی کہیں، ذرا دیر بعد اسی روز پھر باہر تشریف لائے اور اسی طرح تکبیریں کہیں، اس سے ذرا بعد پھر مگر زوالِ شمس کے بعد تیسری مرتبہ باہر نکلے پھر تکبیریں کہیں اور آپ کے ساتھ اوروں نے بھی یہی عمل کیا، یہاں تک کہ انکی آواز بیت اللہ میں پہنچی جس سے لوگوں نے سمجھا کہ حضرت عمر رمی جمار کے لئے تشریف لے گئے ہیں

منیٰ میں قیام شب

(۴۳۶) بروایتِ ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ نے ان چرواہوں کو جو تقریبِ حج میں شریک تھے یہ اجازت فرما دی کہ وہ (ایام تشریق میں) منیٰ کے اونچے حصہ میں شب بسر کر سکتے ہیں

منٰی میں قصرِ صلٰوۃ

(۴۳۷) بروایتِ ابوبکر۔۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں، میں نے منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین ہر ایک کی معیت میں (نماز قصر) (۲) (۲) رکعتیں ادا کیں (مترجم جمع ظہر و عصر)

(۴۳۸) بروایت ابوبکر۔۔۔ یہ واقعہ ان تین اصحاب نے ان الفاظ میں روایت فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ نے منیٰ میں جمع بین الصلوٰتین کیا، عمران بن حصین نے، عبداللہؓ بن عمرؓ نے، اور انسؓ۔۔۔ نے (عن عمرو بن شعیب)

منٰی و محصّب میں ادائے جمعہ

(۴۳۹) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ نے منیٰ میں نماز جمعہ ادا فرمائی

(۴۴۰) بروایتِ ابوبکر۔۔ امیرالمومنین نے وادی محصّب میں جمعہ کے وقت میں نماز ظہر ادا فرمائی (اس روز نماز جمعہ کی رعایت ہے مترجم)

وادی محصّب میں استراحتِ شب

(۴۴۱) بروایتِ ابوبکر۔۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین ہر ایک نے محصّب میں شب کے وقت کچھ دیر استراحت نیند فرمائی

طواف وداع

(۴۴۲) بروایت امام مالک۔۔۔ امیرالمومنین نے حاجیوں کو تاکید فرمائی، کہ طوافِ وداع (مکہ معظمہ سے واپس ہونے کے وقت) کیے بغیر کوئی شخص واپس نہ جائے یہ طواف مناسکِ حج کا تتمہ ہے

(۴۴۳) بروایت امام مالک۔۔ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو موضع مَرّ الظہران سے واپس بیت اللہ بھیجا، کیونکہ وہ طواف وداع کر کے نہ آیا تھا تاکہ وہ طواف وداع کر کے واپس لوٹے (اور یہ بستی مکہ معظمہ و عسفان کے درمیان واقع ہے)

(۴۴۴) بروایت ابوبکر۔۔ امیرالمومنین بیت اللہ سے نماز فجر کے بعد طوافِ کعبہ فرما کر سواری پر کوٹی میں تشریف لائے، جونہی آفتاب قدرے بلند ہوا، آپ نے (۲) رکعت نماز

(اس مقام پر) ادا کرکے فرمایا، کہ یہ (۲) رکعتیں اُن ۔ ۔ ۔ دو[۲] رکعتوں کے بالعوض ہیں جو مجھے طواف کعبہ کے بعد (اسی تقریب پر) ادا کرنا تھیں

بحالت مجبوری عورت کا آخری عمل

(۴۴۵) بروایتِ ابوبکر ۔ ۔ ۔ حارث (بن عبداللہ بن اوس الثقفی) فرماتے ہیں، میں نے امیرالمومنین سے فتویٰ پوچھا، کہ " اگر عورت طواف افاضہ کے بعد حائض ہو جائے ؟ " فرمایا " بہر صورت اُس کے مناسک میں آخری عمل طواف ہونا چاہیئے[۱] ! " میں نے عرض کیا " بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی فرماتے ! " حضرت عمرؓ نے فرمایا " اے حارث ! کیا تمہیں دین میں شک ہے؟ اور کیا تم نے مجھ سے اِس لئے دریافت کیا، کہ میں آنحضرت صلعم کے خلاف فتویٰ دونگا ! "

(۴۴۶) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے مسئلہ دریافت ہوا، کہ " اگر عورت طوافِ افاضہ کے بعد قربانی بھی ذبح کرلے مگر اب وہ حائض ہو گئی، اور ادھر واپسی کا وقت آگیا ؟ " قاسم نے فرمایا " اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کرے، اس مسئلہ میں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے کہ وہ (عورت) اپنے اعمالِ حج سے (اگرچہ بہ مجبوری : مترجم) فارغ ہو چکی ہے، مگر امیرالمومنین فرماتے " یکون آخر عہدھا بالبیت " (کہ اس کا آخری عمل طواف وداع ہے)

ش ! ۔ ولی اللہ فرماتے ہیں، حضرت عمرؓ کا یہ فتویٰ حدیث[۲] ام المومنین صفیہ اور بعض دیگر

---

[۱] مترجم : لیکن اب اُسے بقیہ اعمال کے لئے مزید قیام کا اہتمام نہ کرنا چاہیئے اگرچہ آخری عمل مناسک طوافِ وداع ہے

[۲] مترجم : وہ حدیث صفیہ یہ ہے جس کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے ! یعنی

عن عائشۃ ام المومنین ان	ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب
صفیۃ بنت حیی حاضت	صفیہ ۔ ۔ ۔ ہو گئیں تو رسول اللہ صلعم نے یہ سُنکر
فذکرت ذالک لرسول اللہ	بافسوس فرمایا، کہ انہوں نے تو ہمیں واپسی سے
صلی اللہ علیہ وسلم فقال	روک دیا، پھر اطلاع ہوئی کہ آپ طوافِ
احابستنا ھی فقیل انھا قد	افاضہ سے فارغ ہو چکی ہیں ! یہ سُن کر آنحضرتؐ
افاضت فقال فلا اذاً	نے فرمایا تب سفر واپسی پر تاخیر کی کوئی وجہ نہیں

(موطاء امام مالک شرح مصفٰی شاہ ولی اللہ باب رخصۃ الحائض فی ترک طواف الوداع ان کانت افاضت)

وجوہ سے اہل علم نے چھوڑ دیا ہے مگر میرے نزدیک اسکی تطبیق یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے فتویٰ کے مطابق عورت کو اندریں حالت ابھی طواف وداع تک یہاں قیام کرنا چاہیئے (ہر چند وہ طواف افاضہ کر چکی ہو) الا یہ مجبوری کہ وہ کسی عنوان قیام نہیں کر سکتی

رنگین احرام

(۴۴۷) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمرؓ منع فرماتے احرام میں زعفرانی رنگت اور کسوم میں رنگے ہوئے کپڑے سے

محرم کے لئے نکاح

(۴۴۸) بروایت امام مالک . . . ابوغطفان المری کے والد نے احرام کی حالت میں اور اسی سفر میں نکاح کر لیا جب امیرالمومنین کو اس کا علم ہوا. تو آپ نے یہ نکاح رد کر دیا (مترجم: یعنی اسے ناجائز فرما کر رد کر دیا)

حالت احرام میں غسل کرنا

(۴۴۹) بروایت ابوبکر . . . حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں. سفر حج اور حالت احرام میں ہم میں سے کئی حضرات نے سمندر کی خلیج میں غوطہ لگایا، امیرالمومنین دیکھ رہے تھے، مگر کوئی تعرض نہیں فرمایا

(۴۵۰) بروایت امام مالک . . . یعلیٰ بن امیہ فرماتے ہیں میں بھی احرام میں تھا اور حضرت عمرؓ بھی، آپ نے غسل کیا، میں نے ان کے سر میں پانی انڈیلا، آپ نے فرمایا ابھی اور پانی انڈیلو! مگر یوں سر میں پانی ڈالنے سے تو بال اور بھی بکھرنے لگ جاتے ہیں[1]

---

[1] مؤلف رسالہ ہذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی دوسری کتاب مصفّٰی شرح مؤطاء امام مالک میں یہ مسئلہ بایں طور حل فرماتے ہیں "عن نافع ان عبداللہ بن عمر کان لا یغسل رأسہ وھو محرم الامن الاحتلام" عبداللہ بن عمرؓ نمی شست سر خود را، حالانکہ او محرم بودے، مگر بسبب احتلام یا موجبے دیگر چنانکہ گذشت کہ برائے دخول مکہ و وقوف عرفہ غسل مے کرد، بغوی گفتہ کہ جائز ست محرم را غسل کردن و دخول حمام نزدیک اکثر (مترجم: (شاہ ولی اللہ صاحب) گوید کہ نزدیک فقیر تاویل عدم تمسال ابن عمر آنست کہ گفتہ شود کہ مے داشت ابن عمر غسل را، مگر از جہت خوف پراگندہ شدن مویہا و وفی المنہاج حکم نیست غسل بدن محرم و سرا و بخطمی و فی الہدایہ نشوید محرم سر خود را و ریش خود را بخطمی زیرا کہ آن قسمے از خوشبوست و برائے آنکہ مے کشد آن ہوام را" (مصفّٰی شرح مؤطا، باب المحرم یغسل رأسہ یغتسل)

محرم کے لیے غیر محرم کا کیا ہوا شکار

(۴۵۱) بروایت ابوبکر... حضرت عمر ایسے پرندے کا گوشت محرم کے لئے جائز سمجھتے جسے غیر محرم نے شکار کیا ہو

(۴۵۲) بروایت امام ابوحنیفہ... حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں "بحرین میں مجھ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، کہ اگر غیر محرم شکار کرے تو محرم اس میں سے استعمال کرسکتا ہے؟ میں نے اس کے جواز کا فتویٰ تو دے دیا مگر میرے دل میں یہ خلش باقی رہ گئی کہ شاید یہ صحیح نہ ہو۔" اس کے بعد میں حضرت عمر بن الخطاب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ اس کے سوا اور فتویٰ دیتے تو آپ نیابت امارت کے قابل نہ رہتے[1]

---

[1] مترجم: اسلام میں امارت کس قدر نازک منصب ہے، کہ ذرا سی ٹھیس بھی اس آبگینہ کو ریزہ ریزہ کرسکتی ہے، مگر صدر اول ہی سے بہ شنیعت جو شروع ہوئی کہ جس نے زور بازو حاصل کیا۔ امیر المسلمین بن بیٹھا — مگر انصاف ور اجتہاد د، فتنا ریں ایسے حضرات لوح محفوظ کا برعکس نکلے اور یہ حالت ابھی تک باقی ہے بلکہ امتداد — مدت نے اسے اور بھی اجوبہ بنادیا ہے، کہ اول تو امارت سیاست کی بجائے نفس امارت کے مختلف عنوان اور مفہوم اختیار کرلئے گئے ہیں، پھر مفاہیم کے اطلاقات دیکھئے تو مہدیٔ وقت ہونے کے باوجود مسالک اربعہ میں سے ایک امام کے مقلد ہونے پر فخر ہے نہ صرف متبوع پر کرم و احسان کی وجہ سے بلکہ اپنی علمی کم مائگی کے سبب، اس سے بھی اعجوبہ تر وہ امرائے اسلام ہیں، کہ لقب کے اعتبار سے امیر جماعت فلاں کے ساتھ تحدی ہے مگر فتاویٰ کی لغزشوں کا یہ حال ہے، کہ قدم قدم پر گرفت ہو رہی ہے

اب حضرت عمر کی دقت نظر ملاحظہ ہو، جناب ابوہریرہ بحرین میں نائب خلیفہ ہیں لیکن صرف ایک فتویٰ کی غلطی پر معزول کئے جانے کی تنبیہہ کی جارہی ہے، ان حضرات کے لئے اگر یہ کہیے تو بجا ہے کہ ؎

یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ
سن رکھو اک فسانہ ہیں یہ لوگ

بخلاف ازیں ان امراء و قائدین کے لئے کیا کہئیے کہ قوت استدلال و اجتہاد و افتاء کی غلطیوں کا یہ عالم ہو کہ ؎

یوں میری فرد عمل و قعب ہے وسلے خانہ ہے
کوئی سجدہ ہے تو وہ بھی لغزش مستانہ ہے

اللھم انی اعوذبک من الحور بعد الکور

احرام میں ایک اور . . . . استثناء

(۴۵۳) بروایت امام مالک . . . عبداللہ بن حدیر فرماتے ہیں، امیرالمومنین احرام میں تھے جب سقیا (مقام) پر پڑاؤ ہوا، آپ کو دیکھا تو اپنے اونٹ کی کلّیاں[1] نکال رہے ہیں

حالتِ احرام میں مختلف جانوروں کے شکار پر فدیہ

(۴۵۴) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر نے فرمایا کہ حالتِ احرام میں مندرجہ ذیل جانوروں کے شکار پر فدیۂ قربانی یہ ہے

۱- بجّو پر ایک مینڈھا	۳- خرگوش پر ایک بچہ بز
۲- ہرن پر ایک مادہ بکری	۴- جنگلی چوہے ″ ۴ ماہا بچہ بز

شکار بالتعمد پر فدیہ جبکہ شکار کرنے میں ایک سے زائد محرم شریک ہوں

(۴۵۵) بروایت امام مالک . . . ایک شخص حضرت عمر کی خدمت میں سوال لایا کہ ہم دو[2] دوست جو محرم تھے ہم نے راہ میں ایک جنگلی بکری کے شکار پر گھوڑے چھوڑ دیئے وہ (بکری) تو بچ گئی، مگر ایک ہرن ہماری زد میں آگیا جسے ہم ذبح کر کے کام میں لے گئے اب ہم پر کیا فدیہ ہے ؟

اس وقت حضرت عمر کے پاس ایک اور صاحب تشریف فرما تھے آپ نے اُن سے فرمایا آیئے ہم دونوں اس مسئلہ پر غور کریں اور ذرا دیر بعد امیرالمومنین نے سائل سے فرمایا تم ایک شُتر بز قربانی کرو! سائل یہ کہتا ہوا واپس لوٹا، یہ امیرالمومنین بنے بیٹھے ہیں! جو اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر محرم ہرن کا شکار کر بیٹھے تو اس پر کیا فیصلہ دینا چاہیئے بے شک کہ آپ نے دوسرے شخص کو مشورہ میں ساتھ بٹھا لیا! حضرت عمر نے سائل کو واپس بلا کر فرمایا

کیا آپ نے سورۂ مائدہ پڑھی ہے ؟

جواب :- مَیں نے یہ سورۃ نہیں پڑھی

---

[1] مترجم: اصل میں لفظ یُقرد ہے یعنی ۔ ختیا ۔ نکالا ۔ شاہ صاحب نے مصفّٰی میں اس کے معنی "کُندہ" کیے لکھے ہیں ..... "جانور سے ست کو چک کہ برسگ و دیگر جانوران چسپید، بعربی آنرا ۔ قراد ۔ گویند بضم قاف ۔ ۔" (غیاث اللغات)

[2] مترجم: حالتِ احرام میں شکار کے تعمد و غیر تعمد میں فرق ہے ۔ شائد اس لئے روایت (۴۵۴) میں ہرن کے فدیہ پر ایک مادہ بکری کی قربانی ہے اور یہاں (نمبر ۴۵۵ میں) یک شتر بالغ!
(واللہ اعلم)

فرمایا:- هل تعرف هذا الرجل الذی حکم معی ؟ آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں جس نے فتوٰی میں مجھے مشورہ دیا ہے ؟

جواب : میں ان صاحب کو نہیں پہچان سکا

فرمایا ! اگر آپ نے سورۂ مائدہ پڑھی ہوتی جس میں اسی مسئلہ پر یہ آیت موجود ہے تو میں آپ پر تعزیر جاری کر دیتا !

یا ایها الذین آمنوا لا	اے مومنو! حالت احرام میں عمداً کسی جانور
تقتلوا الصید وانتم	کو جان سے نہ مارو، ورنہ اسکی سزا مساوی بدلہ
حرم ومن قتله منکم متعمدًا	ہے (یعنی) ایک چوپائے کے بالعوض ایک چوپائے
فجزاء مثل ما قتل من النعم	کی قربانی !
یحکم به ذوا عدل منکم	جس کا فیصلہ تم میں سے "دو" عادل اشخاص
هدیًا بالغ الکعبة او	کریں یہ کہ ان لوگوں پر قربانی ہے ! یا مساکین کو
کفارة طعام مساکین او	کھانا دینا ہے ! یا اس کے بالعوض روزے
عدل ذلک صیامًا (۵:۹۶)	رکھنا ہے

یہ میرے ساتھی دوسرے صاحب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہیں

ٹڈی ... پر فدیہ

(۳۵۶) بروایت امام مالک ... ایک سائل آیا اور اس نے حضرت عمرؓ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ "میں نے حالت احرام میں اپنے کوڑے سے کئی ٹڈیاں شکار کی ہیں اگر ان پر فدیہ ہو تو فرمائیے ؟" ــــ فرمایا "ــــ ایک مٹھی غلہ"

(۳۵۷) ایضاً بروایت امام مالک ... دوسرے موقعہ پر ایک اور سائل یہی صورت سوال (مگر صرف ایک ٹڈی کا) لے کر حاضر ہوا! حضرت عمرؓ نے جناب کعب بن مالک سے فرمایا آپیئے دونوں مل کر اس مسئلہ پر غور کریں، کعب نے عرض کیا، ایک درہم بصورت فدیہ ! امیرالمؤمنین نے (حضرت کعب سے) فرمایا آپ ایک درہم تجویز کرتے ہیں، اور میں کہتا ہوں کہ ایک ٹڈی کا فدیہ ایک کھجور بھی زیادہ ہے

(مترجم : مگر نمبر ۳۵۶ ـــ اور نمبر ۳۵۷ میں بظاہر کوئی تفاوت نہیں، یعنی نفس فدیہ ضرور ہے کم یا زیادہ !

فدیہ میں تورع کی مثال

(۴۵۸) بروایتِ ابوبکر۔ ۔ حضرت عمر (حالت احرام میں) بیت اللہ کے اندر تشریف فرما تھے کہ ایک کبوتر اُڑتا ہوا آیا، اور اُتر کر آپ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا، آپ نے ہاتھ ہلایا تو وہ اُڑ کر شہر کے ایک مکان پر جا بیٹھا جہاں سانپ اُسے نگل گیا، حضرت عمر نے یہ سُنا تو اسپر ایک بکری قربانی کا فدیہ فرمایا (مترجم: یہ تورعاً ہے وجوباً نہیں!)

اگر متمتع وقت پر روزہ نہ رکھے تو اسپر ایک قربانی واجب ہے

(۴۵۹) بروایت ابوبکر۔ ۔ ایک شخص جو حج تمتع کا احرام باندھے ہوئے تھا امیرالمومنین کی خدمت میں یہ سوال لایا کہ میں عشرہ ذوالحجہ میں روزہ نہیں رکھ سکا؟ آپ نے اُسے فرمایا ایک بکری قربانی کیجیئے، سائل نے کہا مجھے اتنی سکت نہیں کہ میں بکری خرید سکوں! فرمایا اپنی قوم سے کہیئے! اس نے عرض کیا، میری قوم کا ایک شخص بھی اس وقت یہاں موجود نہیں! اسپر حضرت عمر نے (خزانہ دار) معیقیب سے فرمایا کہ اِسے ایک بکری (بیت المال) سے دے دو!

اگر ھدی کو راستہ ہی میں ذبح کرنیکی مجبوری درپیش ہوجائے؟

(۴۶۰) بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ جو ہدی (قربانی کا جانور) نفلی صدقہ کے طور پر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کے ساتھ کردی (اور وہ خود حج کے لئے نہیں جا سکا) اگر راستہ میں وہ ہدی کلفت سفر سے عاجز آکر بیٹھ گئی محرم اُسے ذبح کرسکتا ہے مگر اس میں سے خود نہ کھائے ورنہ اسپر بدل واجب ہے (یعنی قربانی: مترجم)

لہ مترجم: اس مضمون میں مرفوع حدیث ترمذی (: باب ماجاء اذا عطب الھدی ما یُصنع بہ: (ابواب الحج) میں ہے جس میں حضرت عمر کے قول (۴۶۰) سے مستزاد یہ الفاظ ہیں ... " ثم اغمس نعلھا فی دمھا ثم خلّ بین سبیل الناس وبینھا لیاکلوھا " (ذبح کرنے کے بعد اس کے خون میں وہ جوتی ڈبودو جو بطور نشان ہدی کے گلے میں لٹکائی گئی تھی اور اپنا سفر جاری کردو، تاکہ دوسرے لوگ اگر اسے دیکھ لیں تو اُسے استعمال کریں) یعنی ذبح کرنے والا اور اس کے ساتھی اس میں سے کچھ نہ استعمال کریں ـــ اب یہ عام ہے کہ ایسی ہدی محرم کی اپنی ہو یا اس کے ساتھ کسی ایسے شخص نے کردی ہو جو خود حج کے لئے نہ آسکا

منٰی سے واپسی کے بعد قیام مکّہ کی تحدید

(۴۶۱) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ منٰی سے فارغ ہونے کے بعد مکّہ معظمہ میں ۳ روز سے زائد قیام نہ کرو

جو شخص حج کی نیّت سے آئے، مگر راستہ میں بہ مجبوری تاخیر ہو جائے

(۴۶۲) بروایت امام مالک . . . حضرت ابوایوب انصاری حج کے لئے نکلے، تو راہ میں جبثہ نازیہ پر انکی سواری کی اونٹنیاں گم ہو گئیں جنکی تلاش میں اس قدر تاخیر ہو گئی کہ حضرت ابوایوب مکہ معظمہ میں یوم نحر (قربانی ذبح کرنے کے روز) ہی کو پہنچے جبکہ مناسک حج کا وقت ختم ہو جاتا ہے) حضرت عمر سے ملاقی ہوئے اور اپنی وجہ تاخیر بیان کی، امیرالمومنین نے فرمایا کہ اب آپ صرف عُمرہ کر کے احرام کھول دیجئے، سال آئندہ میں اگر آسکیں تو حج کیجئے اور اپنی وسعت کے مطابق ہدی ساتھ لائیے

جو شخص قربانی کے روز نحر بھول جائے

(۴۶۳) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین ہدی ذبح کر رہے تھے کہ ہبار بن اسود آئے اور یہ دیکھ کر عرض کیا، اے امیرالمومنین! ہم لوگ تو آج قربانی کرنا بھول گئے کیونکہ ہمارے خیال میں آج یوم عرفہ تھا (مگر آپ کو قربانی کرتے دیکھ کر معلوم ہوا، کہ وہ (عرفہ) تو کل گذر چکا ہے، اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟)

حضرت عمر نے فرمایا، کہ اب آپ اور آپ کے ایسے ساتھی مکہ معظمہ واپس جائیں، طواف کریں اور اگر قربانی میسر ہو تو اُسے ذبح کر کے حلق یا قصر کریں (حلق پورا سر منڈھانا) قصر مشتٰی ریش و بروت وغیرہ کے زائد بال کٹوانا) اور اپنے گھروں کو لوٹ جائیں ـــــ اگلے سال آپ حضرات پھر حج کریں اور سپنے ہمراہ ہدی لائیں، البتہ جس شخص کو آدہ ہدی میسر نہ ہو اسپر دخشش دن کے روزے واجب ہیں جن میں سے وہ شخص تین روزے ایام حج میں ادا کرے اور سات اپنے مسکن میں لوٹ کر رکھے!

سفر حج میں حدی خوانی کا جواز

(۴۶۴) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین سفر میں کسی نہ کسی ہمراہی سے فرماتے کہ وہ حدی خوانی کرے

(۴۶۵) بروایت ابوبکر . . . ایک سفر میں حضرت عمر نے کسی راہ گیر کو حدی خوانی

کرتے سُنا تو فرمایا کہ یہ (حُدی) اُس مسافر کا زادِ راہ ہے جو سواری پر سفر کر رہا ہو

سفرِ حج میں خیمہ استعمال کرنے کا جواز

(۴۶۶) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عبداللہ بن عامر فرماتے ہیں مجھے ایک مرتبہ امیرالمومنین کی مشایعت میں سفرِ حج کا اتفاق ہُوا، مگر آپ نے کسی منزل میں قیام گاہ پر خیمہ نصب نہیں فرمایا حتّٰی کہ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے اُس وقت ابن عامر سے کسی نے پوچھا، پھر امیرالمومنین دھوپ سے اپنا بچاؤ کیونکر کرتے تھے؟ عبداللہ نے فرمایا، جس درخت کے نیچے ٹھہرتے اُس پر کھال پھیلا کر سایہ کر لیتے۔

کتاب البیوع

مشتمل بر (۳۳) روایات

(از نمبر ۴۶۷ تا ۴۹۴، بشمول نمبر ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۳ تا ۵۰۵)

تجارتی منڈیوں کے آداب

(۴۶۷) بروایتِ امام مالک . . . امیرالمومنین نے فرمایا، ہماری منڈیوں میں وہ شخص اپنا سامان تجارت نہ لائے جو شرعی طور پر بیع و فروخت کے مسائل فقہ سے ناواقف ہے

شاہ ولی اللہ اس مقام پر لفظ "فقہ" کی تاویل فرماتے ہیں کہ "اس کے معنی تاجر کے لئے شرعی طور پر مسائل بیوع کا جاننا ہے" (مترجم: نہ کہ عرفی فقاہت)

حرام چیزوں کی بیع لعنت ہے

(۴۶۸) بروایت امام شافعی . . . ایک شخص نے شراب فروخت کی، جب اسکی اطلاع امیرالمومنین کو پہنچی تو فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ اس شخص پر لعنت (قاتل اللہ فلاناً) فرمائے یہ تو بادہ فروشی کرنے لگا! اُسے معلوم نہیں؟ (استفہام انکاری) کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوھا فباعوھا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود پر اللہ کی لعنت ہو، کہ جب ان پر چربی (حلال جانوروں کی) حرام کردی گئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر اسکی بیع وفروخت شروع کردی

فروخت کنندہ اور خریدار دونوں کب تک اپنا حق خرید و فروخت واپس لے سکتے ہیں؟

مترجم: یہاں صورت مسئلہ یہ ہے بائع اور مشتری جب تک اس (مقام / مجلس) پر بیٹھے ہیں، سودا واپس کرنے اور واپس لینے کے دونوں مختار ہیں، جونہی دونوں میں سے ایک یا دونوں وہاں سے ہٹ گئے دونوں کا اختیار واپسی ختم ہو گیا

(۴۶۹) بروایت امام شافعی . . . حضرت عمر فرماتے ہیں بائع اور مشتری دونوں

کا یہ حق ہے کہ اُس ایک مجلس جس میں کہ سودا ہُوا ہے جب تک بیٹھے رہیں بغیر قطع عن
خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کو بیع کرنے اور واپس لینے کا مجاز حاصل ہے

خریداری کے بحث بائع اور مشتری دونوں کیطرف سے تکمیل

(۴۷۰) بروایت امام شافعی . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ تکمیل بیع کا ایک عنوان بائع اور مشتری دونوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہاتھ لگانے پر بھی موقوف ہے

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام شافعی نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد اسکی تضعیف میں فرمایا ہے کہ " بیع صَفقَۃ" (یعنی ہاتھ سے ہاتھ لگانا بائع اور مشتری کا) کے بعد دونوں کے لئے تفرق کا حق بھی ہے اور خیار کا حق بھی (مترجم: یعنی اگر "صفقۃ" کے بعد وہ مجلس کو ختم کرکے ذرا دُور ہٹ جائیں تو یہ تفرق ہُوا، اور تفرق سے قبل دونوں میں سے کوئی یا دونوں بیع فسخ کردیں تو یہ خیار ہُوا) مگر میں (شاہ صاحب) کہتا ہوں " صفقۃ" کے بعد قبل از تفرق دو چیزیں ہونگی، (۱) بیع (یا) (۲) فسخ بیع کا خیار،

مشتری کی ذمہ داری کب تک ہے!

(۴۷۱) بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین نے ایک صاحب سے ایک اسپ کی خریداری پر گفتگو کی، اور بغیر بیع کیے ایک اور شخص سے فرمایا کہ وہ اسپ پر سوار ہو کر اسکی چال دیکھے، مگر چال دیکھنے دکھانے میں گھوڑا مرگیا اور فروخت کنندہ نے قیمت کا مطالبہ کیا، تو حضرت عمر نے اس میں تامل کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس معاملہ میں آپ ہی کسی کو حکم مقرر کر لیجئے" مالک اسپ نے شریح العراقی پر اپنی رضامندی ظاہر کی، فریقین انکے پاس پہنچے، شریح نے حضرت عمر سے فرمایا

" جب آپ نے اُس سے اس حالت میں اسپ لیا، کہ وہ صحیح و سالم تھا، تو آپ ذمہ دار ہیں کہ اس کے مالک کو اس کا اسپ اُسی حالت میں لوٹائیں جس طرح آپ نے اس کے ہاتھ سے لیا تھا!"

قاضی شریح کے اس فیصلہ پر امیرالمومنین بہت خوش ہوئے (بائع کو اسپ کی قیمت ادا کردی) اور شریح کو قاضی مقرر کرکے باہر (کوفہ میں) بھیج دیا

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام شافعی نے اس واقعہ سے یہ مطلب حاصل کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شے کو بغرض خریداری لے اور وہ شے اس سے تلف ہوجائے تو وہ شخص

اُس شئے کا ذمہ دار ہے (کہ اس کی قیمت مالک کو ادا کرے)

۳ ـ حرام ست فروختن نقد بجنس آں یعنی طلاء بطلاء یا نقرہ بنقرہ مگر دست بدست ہر یکے برابر، دیگر در وزن پس اگر مختلف شوند اجناس[۱]

(۴۷۲) بروایت امام مالک . . . امیر معاویہ نے (زمانۂ قیام دمشق میں) سونے (یا چاندی) کا ایک برتن فروخت کیا، اور اسکی قیمت میں سونا (یا چاندی) برتن کے وزن سے (خریدار سے) زائد وصول کی، حضرت ابوالدرداء (صحابی) کہ حضرت عمر کی جانب سے دمشق کے قاضی مقرر تھے انہوں نے امیر معاویہ سے فرمایا کہ ــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس قسم کی کمی یا زیادتی میں منع کے الفاظ سنے ہیں یعنی آنحضرت ایسے سودے میں برابر وزن پر لین دین کا حکم فرماتے

امیر معاویہ نے ان سے فرمایا کہ میرے نزدیک ایسے سودے میں وزن کے اعتبار سے کم یا زیادہ لینے دینے میں کوئی مضائقہ نہیں

حضرت ابوالدرداء نے یہ سنکر فیصلہ کیا کہ معاویہ کے سامنے میری مدد کوئی نہیں کر سکتا! (کیونکہ وہ صوبے کے حاکم تھے، اور یہ صرف قاضی، وہ بھی ان کے ماتحت، : مترجم) میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور وہ اپنی رائے سے فیصلہ فرما رہے ہیں

حضرت ابوالدرداء نے کہا اے معاویہ! میں اس سرزمین میں نہیں رہ سکتا، جہاں آپ کا قیام ہو اور وہ یہ کہہ کر امیر معاویہ کے ہاں سے مدینہ تشریف لے آئے

اور مدینہ پہنچ کر ابوالدرداء نے امیر المومنین سے پورا واقعہ بیان فرمایا تو حضرت عمر نے امیر معاویہ کی طرف یہ تحریری فرمان بھیجا کہ

"ــ مفروشش مانند این را مگر آں کہ فروشی ہم وزن را باہم وزن[۲]"

(۴۷۳) بروایت امام مالک . . . نافع حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے فرمایا نہ تو سونے سے سونے کی خریداری میں تفاضل قائم رکھو، نہ چاندی

---

[۱] یہ عنوان مصفّی شرح موطا سے نقل کیا گیا ہے، از ــ باب یحرم بیع الطعام بجنسہ والنقد بجنسہ ــ الخ (مترجم)

[۲] منقول از مصفّی باب مندرجہ حاشیہ نمبر ۱ (مترجم)

ہی میں! (مترجم، مثلاً جبکہ سکہ زرِ خالص یا سیم خالص میں ایک تولہ وزن میں ہو تو انکے عوض میں ایک ہی تولہ زرِ خالص وسیم خالص خرید کیا جائے تب تو بیع جائز ہے، اور اگر دونوں دسکہ اور ڈلی کے وزن میں کمی بیشی ہو جائے تب بیع ناجائز ہوگی) اور فرمایا کہ سونے اور چاندی دونوں کے باہم خرید و فروخت میں دونوں طرف حاضر مال ہونا ضروری ہے (یعنی) اگر خریدار کے ہاتھ میں اشرفی یا پونڈ موجود ہے، تو فروخت کنندہ کے پاس چاندی یا سونا بھی حاضری ہونا چاہیئے حتیٰ کہ اگر دونوں سے کوئی ایک دوسرے سے سکہ یا ڈلی لانے کی گھر تک مہلت مانگے، تو دوسرا اسپر اعتبار نہ کرے

فرمایا مگر اے مسلمانو! میں ڈرتا ہوں، مبادا تم رما میں نہ گھر جاؤ اور رما سود کا دوسرا نام ہے[1]

(۴۷۴) وایضاً بروایت امام مالک . . . عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر ——— بمثل نمبر ۴۷۳)

نقود کے مختلف اجناس میں دست بدست تبادلہ

(۴۷۵) بروایت امام مالک . . . کہ مالک بن اوس کو ایسے دینار جنکی تعداد ایکسو تھی ان کے بالعوض درہم تڑوانا پڑے، جب طلحہ ابن عبیداللہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مالک . . . سے معاملہ کر لیا اور طلحہ نے دینار مالک کے ہاتھ سے لیکر انہیں پرکھنا شروع کر دیا، جب اپنا اطمینان کر لیا تو مالک سے فرمایا کہ میرا خوانزدار باہر سے لوٹ آئے تو آپ کو درہم دے دوں!

امیر المومنین نے ان کا یہ معاملہ دور سے دیکھ لیا آپ نے مالک کو بلوا کر فرمایا کہ آپکو

---

[1] مترجم! ایقاظ! کچھ عرصہ سے مسلمان جدید فقہ کی تدوین پر مائل ہیں، اگر ایسا ممکن ہو تو انہیں اس قسم کے مسائل پر بھی توجہ کرنا چاہیئے کہ موجودہ دور میں بیع و فروخت کے اندر مبیع کو تو کجا ذکر خریدار کے ہاتھ میں ایک حبہ تک نہیں ہوتا! اگر ایسے مجتہدات کو جو مبنی ہیں احادیث مرفوعہ پر مضبوط پکڑا جائے تو ایک طرف موجودہ طریق تجارت کے تمام نظام سے مسلمانوں کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے لیکن اگر ان آثار و احادیث کو چھوڑ دیا جائے تو اور مشکل ہے! ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ویلہ انا فزلك من المحسنین (۲۰:۲)

بس جگہ سے جہاں سودا ہوا ہے نہ خود ہٹنا چاہیئے نہ اُن کو یہاں سے ٹلنے دیجئے حتیٰ کہ
ان سے اسی جگہ وزن کر کے لیجئے! کیونکہ حدیث میں ارشاد ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مندرجہ ذیل اجناس کی خرید و فروخت دست بدست ہونا ضروری ہے)
(۱) الذهب بالورق ربوا الا هاء و هاء،	(۱) سونے اور چاندی دونوں کا اپنی اپنی جنس سے تبادلہ
(۲) والبر بالبر ربوا الا هاء وهاء	(۲) گندم سے گندم کا تبادلہ[1]
(۳) والتمر بالتمر ربوا الا هاء وهاء	(۳) کھجور سے کھجور " "
(۴) والشعير بالشعير ربوا الا هاء وهاء	(۴) جَو " جَو " "

مشابہ ربا

(۴۷۶) بروایت ابن ماجہ ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور سود کی تفصیلات ——— تشنہ رہ گئیں
اے مسلمانو! تمہیں چاہیئے، کہ سود اور جو صورت سود کے مشابہ ہو، اسے بھی ترک کردو

بیع سَلَم ——— (مترجم: کسی جنس کی پیداوار (فصل) سے قبل بندھنی پر سودا کرلینا)

(۴۷۷) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا، محض خوشے پھوٹ نکلنے پر جنس کی بندھنی نہ باندھو بلکہ خوشوں کے اندر اچھی طرح دانہ بن جانے تک کوئی سودا (بیع سَلَم) مت کرو!

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں
(۱) امام مالک کے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے کہ جب تک دانہ خوشہ میں پکنے کے

---

[1] مترجم! ظاہر ہے کہ قسم (۱) کے سوا بقیہ طریق تبادلہ اس دور میں تقریباً ختم ہو چکے ہیں (یعنی غلے سے غلے کا تبادلہ کہیں نہیں رہا) اب صرف نمبر (۱) نے جو صورت اختیار کر رکھی ہے وہ علمائے عصر کے لئے غور طلب ہے

قریب نہ آجائے اس جنس کی بندھنی ممنوع ہے اور اسی طرح کھجور جب تک خوشہ میں طیاری کی حد تک نہ پہنچ جائے، اسکی بیع سَلَّم (بندھنی) بھی ممنوع ہے

شاہ صاحب فرماتے ہیں، اس روایت میں لفظ "سَلَّم" کے باب یعنی "اِسلام" اس بیع کے معنوں میں آتا ہے جس میں مبیع کا وجود ظہور پذیر ہونے سے قبل بیع وجود میں آجائے

(۲) امام ابو حنیفہ کے نزدیک: جب تک مبیع اپنا وجود قائم نہ کرے اسکی بندھنی ممنوع ہے (مترجم: یعنی دانہ اپنی شکل اختیار کرلے، اس کے کدرے پن سے غرض نہیں۔

غلام کی بیع پر غلام کے مال کا معاملہ

(۴۷۸) بروایت امام مالک حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے امیرالمؤمنین نے فرمایا، کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو فروخت کرے جس (غلام) کے پاس کچھ اندوختہ بھی ہو تو اس اندوختہ کا حقدار مالک ہے، البتہ اگر شرط بیع میں اس کا مال بھی شامل کرلیا گیا ہے تب خریدار غلام کے اندوختہ کا بھی حقدار ہوسکتا ہے[1] (لیکن اس شرط میں پھر ایک شرط یعنی غلام کے مالک کی اجازت ہے: مترجم)

یہی روایت ابن عمر نے از خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل فرمائی ہے: اور بخاری نے ان دونوں روایتوں یعنی" ابن عمر عن عمر بن الخطاب" ــ اور ــ "عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کی صحت کا اعتراف فرمایا ہے جیسا کہ امام بیہقی سے منقول ہے (مترجم: امام بخاری کی صحت کا اعتراف ان کی صحیح میں منقول ہونے ہی پر مستلزم نہیں خارج از صحیح بخاری بھی ہے)

خرید کردہ مال پر قبضہ کرنے سے قبل اسکی دوسرے کو بیع منع ہے

(۴۷۹) بروایت امام مالک ... امیرالمؤمنین ــ نے حضرت حکیم بن حزام کو حکم دیا کہ وہ

---

[1] مترجم: ہمارے وطن میں غلام کی خرید و فروخت کا معاملہ تو خارج از بحث ہے، تاہم یہ روایت ہنوز فائدہ سے خالی نہیں، مثلاً ایک مکان فروخت کیا گیا، جس میں دو (۲) قسم کا سامان ہے (۱) خالصتاً منقولہ یعنی بکس، پلنگ، ظروف، وغیرہ (۲) تقریباً غیر منقولہ جیسے پانی کے نل، وہ بکس اور الماری جو دیواروں میں ہیں وغیرہ ــ جب بیع ہوگی تو دوسری نوع قسم مکان میں شامل ہوگی لیکن قسم اول کے لئے خریدار اگر اپنی طرف سے داخل مبیع نہ کرا سکے تو اس کا حق نہ ہوگا

خرید کردہ مال قبضہ کرنے سے قبل اس کی دوسرے کو بیع منع ہے:۔

اتنا غلہ غربا میں تقسیم کرنے کے لئے خریدلیں، انہوں نے ایک جنس کا صرف سودا کرلیا (مگر قبضہ نہیں کیا) اور اُسے اُدھر فروخت کردیا (یعنی وہ بھی زبانی؟ یہ بھی زبانی!) ــــ اس پر امیرالمؤمنین نے جناب حکیم سے فرمایا کہ مبیع (جنس) پر قبضہ کئے بغیر تکمیل بیع نہیں ہوتی

سودے میں بعض شرطوں کی تاثیر

(۴۸۰) بروایت امام مالک . . . حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنی بیوی (زینب الثقفیہ) سے ان کی ایک کنیز کی خریداری کا معاملہ کیا، بیوی نے عرض کیا، کہ اگر آپ یہ کنیز کسی اور شخص کو فروخت کرنا چاہیں تو مجھے حق ہوگا، کہ اُس قیمت پر میں ہی اسے آپ سے خریدلوں! حضرت ابن مسعود نے یہ شرط امیرالمؤمنین سے بیان کی، تو آپ نے فرمایا کہ (شرط قابلِ قبول ہے اگر آپ کو یہ منظور ہو تو) اس کنیز کے ساتھ مباشرت نہ کیجئے کیونکہ اس میں ایسی شرط ہے جو مانع مجامعت ہے

(مترجم: یعنی اگر کنیز ام الولد ــــ کے درجہ تک پہنچ گئی (حاملہ ہوگئی) تو آپ اسے بیع نہ کرسکیں گے)

کسی مال یا جنس کے لئے پیشگی رقم دینا

(بیع سلم کی ایک اور قسم بر نمبر (۴۷۶) گذرچکی ہے)

(۴۸۱) بروایت بغوی ــــ ابن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عہد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ ہائے ابوبکر و عمر میں ایک دوسرے کو پیشگی رقم مندرجہ ذیل اجناس پر دیا کرتے! گندم پر، جَو پر، کھجور پر، اور روغن زیتون پر!

نرخ کی کمی بیشی

(۴۸۲) بروایت امام مالک . . . امیرالمؤمنین بازار سے نکلے، تو حضرت حاطب (بن ابو بلتعہ) منقّٰی فروخت کررہے تھے حضرت عمر نے ان سے نرخ پوچھ کر فرمایا، کہ یا تو اس سے سستا بیچو یا ہمارے

لہ مترجم: مبیع کی موجودگی کو ان دنوں "حاضر مال" کہا جاتا ہے اور خرید و فروخت پر اسلام کی پابندیاں بعض حضرات کے ذوق پر قدرے بار ہیں، لیکن "حاضر مال" کے مفقود ہونے پر جو قباحتیں ہیں، آج اُن کا تذکرہ عام ہے، ایجنٹ نمونہ میں کچھ دکھاتے ہیں پارسل میں کچھ نکلتا ہے، بلکہ بعض اوقات اُدھر پوری پیشگی رقم غائب اور اِدھر دوکان میں وہ شے نہ آنے سے دوکان کی ساکھ خطرہ میں! اگر "حاضر مال" کی خرید فروخت میں کوئی مل وخوبی نہیں

بازار سے اٹھا کر اپنے گھر لے جائیے

(۴۸۴) بروایت امام شافعی۔۔۔ (ایضاً (واقعہ مذکور) حضرت حاطب کے پاس منقّی کے (۲) بورے تھے، امیرالمؤمنین نے ان سے نرخ پوچھا تو انہوں نے فی درہم (۲) مُد کے حساب سے بتایا، حضرت عمرؓ نے فرمایا، کہ مجھے طائف کے ایک ایسے قافلہ کی اطلاع ملی ہے جس کے پاس یہی جنس ہے اور وہ بھی (آپ کی دیکھا دیکھی) یہی نرخ بتا رہے ہیں، اے حاطب یا تو نرخ میں کمی کیجئے یا اسے اپنے گھر لے جا کر جس بھاؤ میں چاہیئے اسے نکالئے۔

آخر جب حضرت حاطب بازار سے چلے گئے، تب امیرالمؤمنینؓ کچھ دیر غور کرنے کے بعد ان کے گھر تشریف لے جا کر ان سے فرمایا "اے حاطب! میں نے جو کچھ آپ سے کہا، یہ حکم یا قضا نہ تھی، بلکہ محض اہلِ شہر کی بھلائی کے لئے کہا تھا ۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ تم جس نرخ اور جس مقام پر چاہو اسے بیچ سکتے ہو"

منعِ احتکار

(مترجم: احتکار ہے انسان اور جانوروں کے کھانے کی چیزیں ذخیرہ کرنے کے بعد ان کی فروختگی بند کر دینا اس لالچ میں کہ نرخ اور زیادہ چڑھے[1])

(۴۸۵) بروایت امام مالک ۔۔۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا، ہماری منڈیوں میں احتکار کی کوئی گنجائش نہیں، کوئی مال دار اس ارادے سے بازاروں میں نہ آئے، کہ جو رزق اللہ تعالیٰ

---

[1] فقہا نے صرف انہی دو قسموں (کے ۔۔ در "ھدایہ" آورده که احتکار مکروه است در اقوات آدمی و بہائم ..." (مصفّٰی باب النہی عن الاحتکار) کو احتکار میں محصور فرمایا ہے مگر موجودہ دور میں اسلامی حکومت کو اس لفظ کے مفہوم میں پوری تعمیم کرنا چاہیئے کیونکہ عہدِ سلف اور زمانۂ حال کی بیوپاریوں میں کوئی نسبت ہی نہیں، نہ دونوں زمانوں کی ضروریات میں کوئی تناسب! کئی سال سے پبلک کو نفع اندوزی کے لالچ میں ہر قسم کی چیزوں میں احتکار کی عادت پڑ گئی ہے جس سے عوام بے حد پریشان رہتے ہیں، لہٰذا احتکار کی تعریف میں "اقوات" کی بجائے "اسباب" ہونا چاہیئے، یعنی پارچات، دوا اور لکڑی وغیرہ، ضروریات زندگی کی ہر ایک شے تک، ورنہ یہ منافع اندوز کبھی چین نہ لینے دیں گے، مترجم!)

نے انسانوں کے لئے ہماری سرزمین میں اُگایا ہے مالدار اپنے سیم و زر کے زور سے اُسے خرید
لیں اور مدت مدید تک اس کے بیچنے سے رُکے رہیں کہ نرخ بڑھ جائے تب اسے فروخت
کر دیں

البتہ اس محتکر (نفع اندوزی کی غرض سے غلہ وغیرہ بند رکھنے والا) کے سوا وہ غریب محنت
کش جو ہمارے بازار میں گرمی اور سردی کی موسم میں اپنی کمر پر غلّہ لاد کر فروخت کرنے کے لئے
آئے، وہ کسان (حضرت) عمر کا مہمان ہے، اور اُسے اختیار ہے کہ جس نرخ پر اسکی خوشی ہو
فروخت کرے اور اگر اپنی ذاتی ضروریات خوراک کے لئے اِسے یہ غلّہ جمع رکھتا ہے تب بھی
وہ اس کا مختار ہے

مالِ مفلس کی تقسیم اس کے قرضخواہوں میں

(مترجم: مثلاً: ایک شخص پر چند اشخاص کا قرض ہے مگر مدیون کا مال قرض کی مجموعی
قیمت سے کم ہے اس صورت میں ہر قرضخواہ کی رقم کے تناسب سے اُسے حصہ ملے گا)

(۴۸۵) بروایت امام مالک وبغوی (ہر دو) . . . امیرالمومنین نے ایک خطبہ میں
اُسیفع نامی بیوپاری کے متعلق فرمایا (جس کا کام یہ تھا کہ وہ موسم حج میں کچھ دن پہلے آکر) شہر (مکہ)
اور نواحی کے جانوروں کا حق سواری ان کے مالکوں سے خرید لیتا، اور جب حاجی لوگ آتے
تو اُسیفع انہیں عام نرخ سے گراں قیمت پر (استعمال کا حق) فروخت کرتا، آخر وہ خود ہی
اس سے مقروض ہوگیا اور معاملہ حضرت عمر کے حضور پہنچا، آپ نے فرمایا "ہاں ہاں!
اُسیفع! " مرد سیاہ فام حقیر قدر[1]! " (میں اس سے واقف ہوں! وہ قبیلہ جہینہ میں
سے ہے! وہی جو اپنے دیں و امارت پر نازاں ہے! جیسا کہ کہا جاتا ہے!) ـــ مگر اس نے شیوہ
یہ اختیار کر لیا، کہ حاجیوں کے آنے سے پہلے مکہ معظمہ جا پہنچا، اور شہر و نواح کے تمام جانوروں
کا حق سواری خرید لیا اور وہ ہر سال ایسے ہی کرتا رہا مگر اب وہ (اُلٹا) لوگوں کا مقروض
ہوگیا ہے ـــ پس جس شخص کا قرض اس کے ذمے ہو، کل صبح کے وقت وہ یہاں آجائے

---

[1] مترجم: از مصفّٰی

ہم اس کا مال قرضخواہوں میں تقسیم کردیں گے
اور اے مسلمانو! قرض لینے سے خود کو بچاؤ، اس کی ابتدا ندامت ہے اور اس کی انتہا قرضخواہ سے لڑائی! بشکریہ

ایسی شرط جو مدیون کو زیر بار کرتی ہے

(۴۸۶) بروایت امام مالک ... ایک شخص نے (دوسرے سے) اس شرط پہ غلہ ادھار لے لیا کہ وہ اسی مقدار میں اُسے فلاں ــــ شہر میں ادا کرے گا جب حضرت عمرؓ نے یہ سُنا تو اسے ناپسند کرتے ہوئے فرمایا، کہ اتنی دُور سے غلّہ لانے کی مزدوری کون دے سکتا ہے!

مضاربت

(۴۸۷) بروایت امام مالک ...

(یعنی) جبکہ حضرت عمرؓ کے دونوں صاحبزادے جناب عبداللہ اور عبیداللہ ایک لشکر میں عراق تشریف لے گئے، اور وہاں کے عامل حضرت ابوموسٰی (اشعری) نے انہیں کچھ رقم بطور قرض دے دی جسکے (ان) دونوں حضرات نے تجارت کا سامان خریدا اور اس میں اتنی ــــ رقم دونوں کو منافع میں آئی

معاملہ امیرالمومنین نے اپنے حضور میں لے کر دونوں صاحبزادوں سے پوچھا، کیا ابوموسٰی نے ہر ایک لشکری کو اسی طرح رقم ادھار دی ہے یا صرف تم ہی دونوں کو؟ عرض کیا جی ایسا تو نہیں ہوا کہ انہوں نے ہر سپاہی کو رقم دی ہو! اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تم دونوں کو اس خصوصیت کی وجہ سے قرض دیا گیا ہے، کہ تم امیرالمومنین کے فرزند ہو! اور فیصلہ میں فرمایا کہ اصل مال اور منافع دونوں بیت المال میں جمع کرا دیجئے، یہ فیصلہ سننے کے بعد حضرت عبداللہ تو جیسے تھے ویسے ہی خاموش رہے، مگر حضرت عبیداللہ نے عرض کیا

اے امیرالمومنین! آپ کو یہ حکم نہیں دینا چاہئے، کیونکہ خسارے کی صورت میں آخر ہم دونوں اس کے ذمہ دار بھی تو تھے مگر حضرت عمرؓ نے دوبارہ اپنا وہی فیصلہ دوہرایا

حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب عرض گذار ہوئے، کہ اے امیرالمومنین! اگر آپ منافع میں مضاربت (دائن اور مدیون دونوں کی حصہ داری) فرما دیں، تو کیا مضائقہ ہے!

حضرت عمرؓ نے اسے تسلیم کر لیا، اور حکم دیا کہ منافع کا نصف بیت المال میں داخل کرا دو، اور نصف حضرت عبداللہ اور عبید اللہ دونوں نے لے لیا۔

ش ۱ ۵ ولی اللہ فرماتے ہیں، مزنیؒ لکھتے ہیں، امیرالمومنین کی منافع میں یہ تقسیم کہ ½ بیت المال اور ½ ان دونوں (فرزندانِ امیرالمومنین) کو دیا جائے، تو اسکی توجیہ میرے (امام مزنی) نزدیک یہ ہے، کہ حضرت عبداللہ اور عبید اللہ نے بھی یہ فیصلہ بطیبِ خاطر منظور کر لیا

مزارع اور متولی کا پیداوار میں حصہ (تخم کی مقدار وضع کرنیکے بعد)

(۴۸۸) بروایت بخاری و بغوی (ہ د) امیرالمومنین ... نے مزارعوں کے ساتھ تقسیم پیداوار میں طے کیا، کہ فریقین میں سے جو کوئی تخم ریزی کے لئے بیج دے وہ (پیداوار میں سے) اس مقدار کے مساوی غلّہ لینے کے بعد بقیہ غلّہ میں نصف کا حقدار ہوگا (یہ تخم مزارع اپنے پاس سے دے یا متولی اراضی)

مزارعوں پر شحنگی

(۴۸۹) بروایت امام مالک و امام شافعی ... امیرالمومنین نے اپنے ایک غلام کو جس کا نام ھنی تھا شحنہ مقرر فرمایا

چراگاہیں اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں

(۴۹۰) بروایت بغوی ... صعب بن جثامہ سے روایت ہے

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم   رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ ھو من کبار اصحاب الشافعی معدود فی المجتھدین المنتسبین وعدہ بعضھم مجتھدًا مستقلا

وھو اسمٰعیل بن یحیٰی بن اسمٰعیل بن عمرو بن اسحٰق بن ابراہیم المزنی المصری تلمیذ الامام الشافعی والمزنی نسبۃ الی مزینۃ توفی رحمہ اللہ فی شوال ۲۶۴ھ ملخص از تعلیقات السنیۃ علی الفوائد البھیۃ در تراجم احمد بن محمد بن سلامۃ ابو جعفر طحاوی، از مولانا ابو الحسنات عبدالحی فرنگی محلی (مترجم)

قال لا حمی الا للہ — کہ چراگاہیں اللہ اور اس کے رسول
و رسولہ — کی ملکیت ہیں[1]

امام زہری (ابن شہاب) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے عہد میں جو چراگاہ تھی اس میں بیت المال کے شتر پرورش پاتے

مصالح زمان کے مطابق اراضی یا چراگاہ کی ضبطی بحقِ سرکار — جس کے معاوضہ میں اصل مالکوں کو کوئی معاوضہ نہ دیا جائے

(۲۹۱) بروایت امام مالک . . .

مترجم: اس روایت میں موجودہ وقت کے اُس اہم مسئلے سے بحث ہے، جو مدارتیسج زمینداری اور جاگیرداری کا بحق اسلامی حکومت، چونکہ یہ روایت موطا میں بھی اسی طرح منقول ہے، بدیں سبب اس کا ترجمہ اس سے نقل (فی المتن) کیا جاتا ہے

"حضرت عمر بن الخطاب عامل ساخت آزاد کردہ را ازاں خود گفتہ مے شد اورا ہُنی برحمیٰ (یعنی چراگاہ)

پس گفت اے ہنی! بند کن بازوے خود را از ایذائے مردمان و بترس از دعائے مظلوم پس ہرآئینہ دُعا قبول کردہ شدہ است

ا۔ داخل کن صاحبِ گلۂ خورد را از شتران

ب۔ و صاحبِ رمۂ خورد را از بُز ہائے

ج۔ و دُور دار مرا از شترانِ پسرعفان و پسرعوف

پس ہر دو را اگر ہلاک شوند شتران ایشاں باز گردند بسوے مدینہ، بسوئے زراعت و خرمائیاں

---

[1] شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "۔۔ لا حمی الا للہ ولرسولہ معنیش آنست کہ لا حمی الا لبیت المال۔۔" (منقول از مصفیٰ باب الحمیٰ ۔ مترجم:)

وہرآئینہ صاحب گلۂ خورد و رمۂ خورد اگر ہلاک شود مواشی ایشاں بیارد
پیشِ من فرزندان خودرا، پس بگوید، یا امیرالمومنین! آیا ترک کنندۂ ایشانم من!
"پدر نیست ترا" (مترجم: یہ زبانِ عربی میں کلمۂ "لا ابا لک" کا ترجمہ ہے، پیار کی دشنام)
پس آب وگیاہ آسان تراست نزدیک من از زر ونقرہ!
وقسم بخدا ہرآئینہ مردماں گمان مے کنند کہ من ظلم کردہ ام برایشاں در معیّن کردن
حمیٰ ومنع کردن مردمان ازشے، ہرآئینہ ایں موضعہائے شہرہائے ایشاں است، قتال
کردہ بودند برآں در جاہلیت و اسلام آوردند برآں در دولت اسلام، قسم بذاتِ پاک
کہ نفسِ من در دستِ اوست اگر نبودے مواشی کہ سوار مے کنم براں در راہ خداتعالےٰ
حمیٰ نمے ساختم برایشاں از شہرہائے ایشاں یک وجب"
(منقول از مصفّٰی شرح موطا ص ۲۰۶، ج ۱)

؎ واردو ترجمۂ ایں است! — "امیرالمومنین عمر بن الخطاب نے اپنے غلام ہُنَیّ (نامی)
کو مدینہ کی چراگاہ پر شحنہ بناکر متعین کیا، اور انہیں یہ ہدایات دیں،
۱- اے ہُنَیّ! عوام کی ایذا دہی سے خود کو روکنا، اور مظلوم کی بددُعا سے ڈرنا، کہ وہ
مستجاب ہے
۲- شتروں کا گلّہ ہو یا بکریوں کا ریوڑ جو کسی امیر یا غریب کا کیوں نہ ہو، چراگاہ
میں چرنے سے نہ روکنا،
۳- عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف دونوں میں سے کسی کو یہ موقعہ نہ دینا اور نہ
کسی چھوٹے ریوڑ والوں کو کہ وہ مجھ سے شکایت کریں کہ (اس) چراگاہ میں ان کے
مواشی چرنے سے روک دیئے گئے ہیں — اگر ان کے مواشی بھوک سے مرنے
لگے تو یہ لوگ انہیں کھیتوں اور باغوں میں ہانک دیں گے، حتّٰی کہ انسانوں کی
دونوں غذائیں (غلہ وخرما) جانوروں کے شکم میں چلی جائینگی
۴- اگر چھوٹے طبقوں کے ریوڑ چراگاہ میں آنے سے ہٹا دیئے گئے، تو یہ لوگ اپنے

(۴۹۲) بروایت بغوی . . . حضرت عمرؓ نے دو[۲] چراگاہیں سرفؓ اور ربذہ محدود و محصور کرلیں

ش : ۱ ؎ علی القاری فرماتے ہیں ، اس میں وجہ تطبیق یہ ہے ، جیسا کہ امام شافعی

ضمیمہ صفحہ ۱۴۱

بال بچوں سمیت میرے سر پر جیں گے کہ امیرالمومنین ! ہم کیا کریں ؟ اور بچوں کا پیٹ کیسے پالیں ، کیا میں ان کی زبوں حالی دیکھ سکوں گا ! — اے مُنَیّ ! تیرے باپ پر موت آجائے ! میرے نزدیک انہیں چراگاہ سے گھاس اور پانی دینا آسان ہے بیت المال کے زرو نقد سے !

قسم بخُدا ! اگر تم نے ذرہ برابر بے اعتنائی برتی . تو اہل مدینہ مجھ پہ بدگمانی کرینگے کہ اوّل تو انکی چراگاہ کو سرکاری تحویل سے کر ان پر ظلم کیا ، دوسرے ان کے مویشی وہاں سے ہنکوا دیئے

میں تسلیم کرتا ہوں کہ چراگاہ کی یہ زمین انہی کے شہر کے سواد میں شامل ہے جس کی حفاظت کے لئے یہ لوگ اسلام لانے سے قبل اور قبول اسلام کے بعد دونوں حالتوں میں حملہ آوروں سے لڑتے رہے

بخدا ! اے مالک جانِ عمر ! اگر بیت المال کے مویشی اس کثرت سے نہ ہوتے کہ ان کے بغیر جہاد میں چارہ کار نہیں تو میں راہِ خدا میں ان کی اراضی میں سے ایک بالشت زمین تک ضبط کرکے اسے چراگاہ نہ بنا دیتا "

(ایضًا از مترجم) صحیح بخاری میں یہ روایت " کتاب الجہاد باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب ولہم مال وارضون فہی لہم " میں ہے جس کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ، کہ " جو بنی حضرت عمرؓ نے یہ اراضی بحق خلافت ضبط فرمائی ؟ " (اتٰی ان عمر اتاہ رجل من اھل البادیۃ فقال یا امیر المومنین بلادنا قاتلنا علیہ فی الجاھلیۃ واسلمنا علیہا فی الاسلام ثم تحمی علینا و فجعل عمر ینفخ ویفتل شاربہ —) (. . . حضرت عمرؓ کے حضور ایک بدوی

اور جمہور کے نزدیک مسلّم ہے، کہ اگر امام وقت ذاتی منافع کے لئے کوئی اراضی ضبط کرلے تو یہ اس کے لئے حرام ہے، لیکن بیت المال کے مویشی اور مسلمانوں کی خستہ حالی کی اصلاح کے لئے اگر ایسا کرے، تو یہ جائز ہے یہی معنی ہیں حدیث مرفوع کے ("بعنوان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم")

لا حمی الا للہ ولرسولہ	چراگاہیں اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں

عطائے جاگیر

(۴۹۳) بروایت بغوی . . . حضرت عمر نے ایک زمین بصورت جاگیر بخشی جس میں شرط یہ تھی، کہ مزارع سے مسلسل تین سال تک کوئی ـــــ لگان (یا بٹوارہ) نہ لیا جائیگا

عرض گذار ہُوا، کہ اے امیر المومنین! ہم نے ان بستیوں اور زمینوں کے لئے جاہلیت اور اسلام دونوں عہدوں میں مخالفوں سے جنگیں لڑیں مگر آپ نے انہیں سرکاری تحویل لے لیا؟ حضرت عمر یہ سنکر (زبان سے تو کچھ نہ بولے مگر) غصے میں آکر ان مونچھوں پر تاؤ دینے لگے) جو اس بات کی دلیل ہے، کہ اس چراگاہ کی زمین "موات" یعنی، لاوارث و صرفی نہ تھی، اگرچہ حافظ ابن حجر نے اس سے قبل از خود یہ استدلال فرمایا، کہ "ـ وانما ساغ لعمر ذلك لانہ کان مواتاً فحماہ لنعم الصدقة . . . ." (عمر نے مناسب سمجھا کہ اس لاوارث زمین کو چراگاہ بنا دیں بیت المال کے مویشیوں کے لئے اور ـــ)

میں مترجم کہتا ہوں، کہ جب اس چراگاہ کے مالک امیر المومنین سے فریاد کر رہے ہیں کہ "یا امیر المومنین! بلادنا قاتلنا علیہ فی الجاھلیۃ واسلمنا علیہ فی الاسلام ثم تحمی علینا"! تو حافظ ابن حجر کا یہ استدلال کیونکر تسلیم کرلیا جائے کہ "لانہ کان مواتا"؟ ـــــ اور جیسا کہ امیر المومنین کے مجتہدات میں اکثر و بیشتر تغیر فتوئی موجود ہے اور جس کی طرف حواشی میں (مترجم نے) جا بجا اشارات کر دیئے گئے ہیں از انجملہ یہ معاملہ بھی اس تغیر فتوئی میں سے ہے اور اصول دین کو چھوڑ کر کئی مسائل میں ہیں اس کے بغیر مفر نہیں، شاید امیر المومنین کے ایسے مختارات پر ایک علیحدہ فہرست ملحق کر دی جا سکے لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا)

اگر کسی نے ایسا غلام خرید لیا ہو جو خریدار کا محرم ہے

(۴۹۴) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسا غلام خریدے جو قرابت میں خریدار کا محرم ہے، تو اُسے یہ غلام آزاد کرنا ہوگا

دوسری دھات سے ملی ہوئی چاندی کی بیع

(۴۹۷) بروایت ابوبکر . . . حضرت انس فرماتے ہیں، ہم فارس میں تھے، کہ امیرالمومنین عمر فاروق کا ہمیں یہ حکم ملا، کہ جن کے تلواروں کے قبضوں پر چاندی کے چھلے ہوں انہیں (درہموں) کے عوض فروخت نہ کیا جائے

نیلامی کا جواز

(۴۹۸) بروایت ابوبکر . . . ہشام الجراحی فرماتے ہیں، امیرالمومنین نے میرے بالمواجہ بیت المال میں سے صدقہ کا ایک اونٹ نیلام کیا

(۵۰۰) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا احتکار کرنے والا اگر اپنا تمام

له ایقاظ — (از مترجم) مؤلف رسالہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ (اس) "کتاب البیوع" میں روایت نمبر (۴۹۵) کے بعد اسی میں مندرجہ ذیل ابواب سمو دیئے ہیں، ہبہ، مکاتبت شفعہ، وقف، لقطہ، مگر راقم مترجم نے ذیل میں لکھے ہوئے ابواب خمسہ کتاب البیوع سے نکال کر علیحدہ علیحدہ ضبط کر دیئے ہیں اور اصل کتاب (عربی) میں ان ابواب (خمسہ) کی روایات مندرجہ ذیل نمبروں پر ہیں

کتاب البیوع کی بقیہ روایات نمبر ۴۹۴) کے بعد یعنی ! ۴۹۷، ۴۹۸

۵۰۰، ۵۰۳، تا ۵۰۵

کتاب الہبۃ ۴۹۵، ۵۰۸

کتاب المکاتبۃ ۴۹۶، ۵۰۱، ۵۰۲

کتاب الشفعۃ ۵۰۶

کتاب الوقف ۵۰۷

کتاب اللقطۃ ۴۹۹، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱

اندوختہ کردہ مال اور اس کا منافع بھی خیرات میں لُٹا دے جب بھی وہ بارِ گنہ سے سبکدوش نہ ہوگا

درجواز مضاربت

(۵۰۳) بروایت امام شافعی . . . حضرت عمر نے ایک یتیم کا مال جو آپ کی کفالت میں تھا، اُسے مضاربت پر دیا (مترجم: تقسیم منافع و نقصان ہر دو پر)

سواری کے کرایہ دار کا ذمہ کہاں تک ہے ؟

(مترجم: مثلاً ایک شتر کرایہ پر حدِ الف — سے لیا گیا، جس پر سوار کو حد ب — تک جانا ہے، اب اگر حد ب کے اندر شتر پر کوئی عارضہ حتیٰ کہ موت بھی وارد ہو جائے تو کرایہ دار اسکی ذمہ داری سے بَری ہے، ولیکن اگر کرایہ دار معینہ حدِ آخر یعنی ب سے آگے نکل گیا، اور شتر پر مثلاً موت وارد ہو گئی، تو یہ کرایہ دار اسکی قیمت کا ذمہ دار ہے اور اصطلاح میں یہ بُدلی یا ضمان سے تعبیر ہے)

(۵۰۴) بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ جو شخص جو شئے کرایہ پر لے اور اُس سواری پر ذوالحلیفہ تک پہنچ جائے، اب نسبر مقررہ کرایہ واجب ہو گیا، اور ضمان سے وہ بَری ہے

شش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، حضرت عمر کا منشاء یہ ہے کہ جو کرایہ اُس نے مقرر کر لیا ہے (کرایہ دار ذرا دور تک اگر اس سواری پر نکل گیا ہے تو اب وہ اس کرایہ کی پوری رقم کا ذمہ دار ہو گیا مترجم) اُسی وقت اُسے ادا کر دینا چاہیئے، اور وہ (کرایہ دار) حدود معینہ کے اندر تک اُس شئے کے نصف کا ذمہ دار نہیں بشرطیکہ وہ از خود اس شئے (سواری) میں لاپرواہی یا سختی نہ برتے

افتادہ زمین کا قبضہ

(۵۰۵) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ جو شخص اُفتادہ (غیرمزروعہ وغیرمقبوضہ) زمین میں کسی طرح کاشت کا ڈول ڈال دے اس میں اُسی مزارع کا حق کاشت ہے دوسرے کا نہیں،

كتاب الهبة

مشتمل بر دو روایات نمبر (۴۹۵) و (۵۰۸)

جسے ھبہ کیا گیا ھو اگر وہ اس پر قبضہ نہ کرے ؟

(۴۹۵) بروایت ابوبکر... حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے فرمایا کہ جس شخص کے لئے ہبہ کیا گیا ہے اور اُس شخص نے اُس پر قبضہ نہیں کیا تو یہ ہبہ منسوخ ہے

اور کونسا ھبہ واپس کیا جا سکتا ہے

(۵۰۸) بروایت امام مالک و امام شافعی... امیرالمومنین... فرماتے ہیں، کہ دو[۲] قسم کے ہبے واپس نہیں لئے جا سکتے (۱) وہ ہبہ جو رحم کے کسی رشتہ دار کو دیا جائے (۲) وہ ہبہ جو صدقہ محض میں دیا جائے

مگر ایک اور قسم کا ہبہ ہے جو واپس لیا جا سکتا ہے، یعنی جو کسی کو اکراماً پیش کرے اگرچہ اس میں بھی نیت ثواب ہی کی ہو[۱]

---

[۱] مترجم : قسم ثالث میں ایک لطافت سی ہے، جسے شاہ صاحب نے مصفّٰی (شرح موطا) میں ذرا بسط کے ساتھ پھیلایا ہے آپ اپنے مصفّٰی میں مطابق روایت (مندرجہ متن نمبر ۵۰۸) "کتاب البیوع" "باب الرجوع فی الهبة والهبة بشرط الثواب" میں لائے ہیں۔ فرماتے ہیں "مترجم گوید تملیک بلا عوض چند قسم سے باشد اگر محتاج را برائے ثواب آخرت داد، صدقہ است واگر نقل کرد بسوئے مکان موہوب لہ بجہت اکرام او، ہدیہ است، و اگر حبس کرد اصل شے را و صدقہ کرد منافع او را وقف است"

(مترجم)

کتاب المکاتبۃ

مشتمل بر (۳) روایات نمبر (۴۹۶) (۵۰۱) (۵۰۲)

(مترجم: آقا اور غلام کا وہ معاہدہ جس کی تکمیل غلام کو آزاد بنا دے۔ اس میں تحریری اور زبانی معاہدے دونوں یکساں ہیں)

(۴۹۶) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین عمرؓ کے عہد میں ایک آقا نے اپنے غلام کے ساتھ شرائط مکاتبت میں یہ شرط کی کہ اگر غلام اپنے عوض میں دو دوسرے غلام آقا کے حوالے کر دے تو یہ آزاد ہے، مگر کسی درجہ پر آکر غلام اور آقا دونوں میں اختلاف ہو گیا تو مقدمہ امیرالمومنین کے حضور پہنچا جس میں آپ نے یہ فیصلہ فرمایا، کہ اگر غلام مقررہ شرط کے مطابق عمل نہ کرے تو بدستور اپنے آقا کا غلام ہے

(۵۰۱) بروایت امام شافعی ــــ حضرت انس نے اپنے غلام کے ساتھ مکاتبت میں مندرجہ ذیل شرائط طے فرمائیں

۱- اتنی رقم
۲- اتنی قسطوں میں
۳- اس قدر مدت ادائیگی

} غلام کے ذمے ہے جس کے عوض میں وہ آزاد کر دیا جائے گا

مگر غلام مدت مقررہ سے قبل ادائیگی اقساط کا انتظام کر کے مالک کے پاس لے آیا، حضرت انس نے قبول رقم سے انکار کر دیا اور فرمایا، کہ میں تو صرف طے شدہ مدت تک رقم لیتا جاؤں گا اور اسی مدت میں تمہیں آزاد کروں گا! غلام حضرت عمرؓ کے حضور آکر فریادی ہوا! آپ نے فرمایا انس کا منشا اس انکار سے یہ اندیشہ ہے مبادا انسے اجل نہ آ جائے (یعنی) وہ غلام کو بدستور اپنے ورثا کے لئے ترکہ میں باقی رکھنا چاہتا ہے ــــ اور امیرالمومنین نے غلام سے یہ رقم لے کر اسے آزاد کر دیا

شش ۱ ۵ ولی اللہ فرماتے ہیں، امام بیہقی یہ روایت اس باب میں لائے ہیں "باب

اذا اتاه حقه قبل محله ولا ضرر علیہ" (ورسنلہ کہ جب کوئی شخص اپنا ذمہ وقت سے قبل ادا کرے تو اسپر کوئی ضرر نہیں)

معاہدہ میں حلت وحرمت کا احترام

(۵۰۲) بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین . . . عمر فاروق نے حضرت ابو موسیٰ اشعری (عامل بصرہ) کی طرف ایک فرمان میں لکھا، کہ مسلمانوں کے درمیان ایسی صلح جائز ہے جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کے درجہ تک نہ لے جایا جائے

کتاب الشفعة

مشتمل بریک روایت (۵۰۶)

(۵۰۶) بروایت امام مالک وشافعی . . . عہد امیرالمومنین . . . میں ضحاک (بن خلیفہ) نے اپنے تالاب سے جو مدینہ منورہ سے قریب ہے اپنی اراضی کے لئے کلابہ نکالنا چاہا، مگر یہ نالی (کلابہ) حضرت محمد بن مسلمہ کی اراضی سے ہو کر گذرتی تھی اور انہوں نے اسکی اجازت نہ دی، ضحاک یہ معاملہ امیرالمومنین کے حضور لے آئے مگر آپ کے سمجھانے پر بھی محمد بن مسلمہ راضی نہ ہوئے، حضرت عمر نے ان (محمد) سے فرمایا آخر آپ اپنے بھائی کی ایسی منفعت میں کیوں مانع ہیں جس سے آپ کو اتنا فائدہ تو ہے کہ کبھی کبھار آپ بھی اس میں سے پانی استعمال کر سکیں گے؟ اور آپ کا اس میں نقصان تو ہے ہی نہیں ــــ مگر محمد بن مسلمہ انکار ہی پر اڑے رہے، حضرت عمر نے آخری فیصلہ یہ فرمایا کہ ضحاک اپنا کلابہ ضرور نکالیں گے خواہ وہ تمہارے شکم پر ہو کر گذرے

کتاب الوقف

مشتمل بریک روایت (۵۰۷)

(۵۰۷) بروایت امام شافعی ۔۔۔

عن ابن عمر ان عمر قال	حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے
یا رسول اللہ انی اصبت	امیرالمومنین نے جناب رسول اللہ سے
من خیبر مالاً لم اصب	عرض کیا کہ جو زمین مجھے خیبر سے حصہ
مالاً قط اعجب	میں ملی ہے آج تک نہ تو اس قدر منفعت
الی واعظم عندی	کی کوئی شے مجھے بہتر ہوئی، نہ اتنی مرغوب
منہ	اور نہ اس افراط سے
فقال رسول اللہ صلی	یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللہ علیہ وسلم ان	فرمایا (اے عمر!) اگر تم چاہو تو اصل اراضی
شئت حبست اصلہ	اپنی ملک رہنے دو اور اسکی پیداوار و ثمر
وسبّلت ثمرہ	وغیرہ فی سبیل اللہ وقف کردو

اس پر حضرت عمر نے یہ اراضی مندرجہ ذیل حدود پر وقف کردی

(۱) اصل اراضی نہ تو بیع ہوگی (۲) نہ ہبہ ہوگی (۳) اور نہ ترکہ میں تقسیم ہوگی اور اسکی آمدنی ان مدوں میں خرچ کی جائے گی

۱۔ فقراء میں

۲۔ میرے خویش واقارب میں

۳۔ ضروریات دین میں

۴۔ مسافروں کے تکفل میں

۵۔ مہمانوں کی ضیافت میں

۶۔ متولی اراضی کی ضروریات میں

۷۔ متولی کے ان دوستوں کے تکفل میں جو توانگر نہ ہوں (نمبر (۷) کے دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ ۔ ان دوستوں کے تکفل میں جو اس مال کو جمع نہ کریں یعنی وہ مالدار نہ ہوں)

کتاب اللقطۃ

مشتمل بر (۴) روایات (۴۹۹) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱)

معمولی خورونوش کے پھل وغیرہ

(۴۹۹) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر فرماتے، کہ اگر تمہارا گذر کسی نخلستان میں سے ہو تو گرے ہوئے خرموں میں سے تھوڑے بہت کھالو، مگر دامن میں بھر کر لے جانے کا قصد مت کرو

بیش قیمت افتادہ مال

(۵۰۹) بروایت امام مالک وشافعی . . . حضرت بدر جُہنی شام کی طرف جاتے ہوئے ایک مقام پر قیام پذیر ہوئے، جہاں اُنہیں ایک ہمیانی ملی، جس میں سے (۸۰) دینار نکلے یہ جب مدینہ لوٹے تو حضرت عمر سے اس کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، اے بدر! مساجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر اعلان کرتے رہو، اور اگر کوئی شخص ملک شام جاتا ہوا نظر آئے، تو اس سے تذکرہ کردو اگر ایک سال تک اس کا دعوی دار نہ ملے تو پھر یہ تھیلی تمہارا مال ہے (اس میں دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں)

کہ اگر تم اعلان کرتے رہو گے تو اصل مالک لے جائے گا ورنہ یہ تمہارا مال ہوگا، اور اے بدر! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی حکم دیا ہے

لقطہ جس کی حفاظت میں کچھ خرچ بھی ہوتا ہے

(۵۱۰) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر کے زمانہ میں اگر کسی کو گم شدہ شتر مل جاتا تو اُسے پانے والا اس کے دودھ سے مستفیض ہوتا، اگر وہ شتر نر ہے تو اُس سے بچہ کشی کا کام لیتا، لیکن سواری اور بارکشی کے لئے اُنہیں استعمال نہ کیا جاتا (مترجم: مالک کے انتظار میں!)

جب حضرت عثمان کا دورشروع ہوا، تو آپ نے ایسے شتروں کے اعلان کا فرمان جاری کر دیا، لیکن اگران کا مالک آجاتا، تو شتر کی جگہ اُسے قیمت دی جاتی (۱۱۵) بروایت امام مالک وشافعی . . . بنو سلیم کے ایک شخص سُنین بن ابو جمیلہ کو کسی راستہ میں ایک شیر خوار بچہ پڑا ہوا نظر آیا جسے اُٹھا کر وہ حضرت عمر کے حضور لے آئے، امیرالمؤمنین نے ان سے جواب طلب کیا، کہ آپ نے اُسے وہاں سے کیوں اُٹھایا؟ سُنین نے عرض کیا، بچہ مر ہی نہ جائے اس لئے میں اسے اُٹھا لایا ہوں!

اس وقت سُنین کے محلّہ کا ایک سربراہ بھی وہاں موجود تھا، اُس نے عرض کیا، اے امیرالمؤمنین! سُنین مردِ نکو ہے! حضرت عمر نے فرمایا تم اسکی شہادت دیتے ہو؟ سربراہ نے کہا، جی ہاں! امیرالمؤمنین نے ارشاد فرمایا، کہ اے سُنین! آپ اسے اپنے پاس ہی رکھیئے یہ بچہ آزاد ہے۔ اس کے مصارف خوراک بیت المال سے دیئے جائیں گے مگر اس کی وِلا آپ کے ذمے ہے (یہاں وِلا کے معنی حفاظت اور پرورش کے ہیں! مترجم:)

کتاب النکاح

مشتمل بر (۱۴) ابواب از نمبر (۵۱۲) ـــ تا ـــ (۵۲۵)

نکاح کرنے کی تاکید

(۵۱۲) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے ایک ایسے شخص سے جو نکاح سے گریز کرتا تھا فرمایا تم نامرد ہو یا فاسق (جو نکاح سے بھاگتے ہو!)

تزویج تونگری کا پیش خیمہ ہے

(۵۱۳) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر فرماتے نکاح کرنے کے بعد تونگری کا انتظار کرو!

(۵۱۴) بروایت امام شافعی . . . امیرالمومنین فرماتے ہیں، میں اس شخص سے زیادہ دون ہمت کسی کو نہیں پاتا، جو اس آیت کے بعد بھی مناکحت کی ہمت نہ کرے ـــ !

وانکحوا الایامیٰ منکم	اے مومنو! بے شوہر کی عورتوں اور اپنے
والصلحین من عبادکم	نیک چلن غلام اور کنیزوں کا نکاح کردو
وامائکم ان یکونوا فقراء	اگر یہ لوگ تنگدست بھی ہیں تو نکاح کی برکت
یغنیہم اللہ من فضلہ	سے اللہ تعالیٰ انہیں تو نگر کرے گا اللہ تعالیٰ
واللہ سمیع علیم (۲۴ : ۳۲)	کشائش کرنے والا جاننے والا ہے

اپنی کنیزوں کے لئے بھی اچھے بر تلاش کرو

(۵۱۵) بروایت ابوبکر . . . جناب عمر فرماتے، کہ (اے مسلمانو!) اپنی کنیزوں کو بدصورت اور حقیر مردوں کے پلے نہ باندھ دو، وہ بھی تمہاری طرح اچھے ساتھی پسند کرتی ہیں!

باکرہ عورت کی برتری

(۵۱۶) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا، کہ مناکحت کے وقت باکرہ عورتوں کو ترجیح دو! انکی رفاقت میں لطف ہے، اور وہ اولاد والی بننے میں دیر نہیں کرتیں

اور معمولی سی شے پر خوش ہو سکتی ہیں

جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں نکاح یکساں مفید ہے

(۵۱۷) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ رسوم جاہلیت میں سے اب تک میرے اندر یہ عادت باقی رہ گئی ہے، کہ میں اپنا یا کسی اور شخص کا نکاح کرتے وقت عورت کے حسب و نسب کی جانچ میں نہیں پڑ جاتا

کفو میں تزوج

(۵۱۸) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا، کہ میں اشراف کی بیبیوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے کفو میں اپنے لئے شوہر تلاش کریں

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، تطبیق بین الروایتین (نمبر ۵۱۷ و ۵۱۸) یہ ہے کہ کفارت (یا کفو) عورت اور اس کے خاندان کا حق ہے جسے اگر وہ از خود کسی دینی مصلحت کے لئے ترک کر دیں تو یہ انکی خوبی ہے

(مترجم: جیسے بعض اشراف مردوں اور عورتوں نے خود سے کم درجہ طبقوں یا غلاموں میں اپنا نکاح کرنا گوارا کر لیا)

اجازتِ ولی کے بغیر نکاح ناجائز اور امام کو اس کے فسخ کا حق ہے

(۵۱۹) ایک عورت جس نے اذن ولی کے بغیر اپنا نکاح کر لیا تھا، امیرالمومنین۔۔۔ نے اس کا نکاح (اپنے حکم سے) فسخ کر دیا

(۵۲۰) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا، کہ اذن ولی کے بغیر نکاح ناجائز ہے

(۵۲۱) بروایت ابوبکر۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا، کہ کوئی عورت اپنے ولی کے بغیر نکاح نہ کرے، مگر جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو وہ سلطانِ وقت (یعنی سلطان یا اس سلطان کے مجاز و مختار) کی اجازت سے نکاح کرے، ورنہ ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کے بغیر ایک عورت کے دس نکاح بھی ناقابلِ تسلیم ہوں گے،

(مترجم: اور امام یا اس کا مجاز انہیں فسخ کر سکتا ہے)

نکاح میں گواہوں کی نوعیت

(۵۲۲) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین کے حضور ایک حاملہ عورت کا معاملہ پیش ہوا، اس نے اپنی صفائی میں بیان دیا، کہ فلاں شخص نے مجھ سے نکاح کرلیا ہے، جب وہ مرد حاضر کیا گیا اور اس سے نکاح کے گواہ پوچھے گئے تو اس نے صرف اپنی والدہ اور اپنی ہمشیرہ (۲) کو گواہوں میں بتایا (ولی نکاح کے بغیر یہ نکاح کیا گیا تھا) ــــ مگر حضرت عمر نے یہ نکاح فسخ کردیا، اور فرمایا کہ نکاح میں ولی کی شرط ضروری ہے اور ان میں سے کسی پر حدِ زنا جاری نہ کی،

(۵۲۳) بروایت ابوبکر . . . ایک پڑاؤ میں بہت سے مسافر اُترے، ان میں سے ایک بیوہ عورت نے دوسرے مرد سے اپنا نکاح کرلیا، اور قافلہ ہی میں سے ایک اجنبی شخص کو اپنا ولی بھی مقرر کرلیا۔ جب یہ حضرت عمر کو معلوم ہوا، تو آپ نے شوہر اور اُسکی بیوی دونوں کو دُرّے لگوا کر ان میں تفریق کرادی

ولی کے بغیر نکاح کرنے والی عورت زانیہ ہے

(۵۲۴) بروایت ابوبکر . . . عہد امیرالمومنین میں ایک عورت نے ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح کرلیا[ل]، جب آپ کو معلوم ہوا، تو عاملِ صوبہ کو لکھا کہ اس عورت کو سو دُرّے لگائیے (اور نکاح فسخ کردیجئے) اور تمام مقبوضات میں یہ تحریری فرمان بھیجا، کہ جو عورت ولی کے بغیر نکاح کرے اُسے زانیہ قرار دیا جائے

یتیم لڑکیوں کے نکاح پر اُن کا اذن ضروری ہے

(۵۲۵) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر فرماتے، کہ یتیم لڑکیوں سے ان کی شادی کے وقت دریافت کرلیا کرو، اگر وہ (اپنے ہونے والے شوہر کا نام سُنکر) خاموش رہ جائیں تو یہ خاموشی انکی رضامندی ہے

[ل] یعنی نہ تو قاضی نکاح ہو، نہ شاھدین، صرف عورت اور مرد کا ایک "اخلاقی معاہدہ" ہوجائے۔ اسے کون قانونی نکاح کہے گا، یہ معنی ہیں ایسی عورت کو زانیہ قرار دینے کے! (مترجم!)

جبکہ کوئی ولی نہ ہو

(۵۲۶) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . جناب عمر نے فرمایا کہ ان تین حالتوں کے بغیر کسی عورت سے نکاح نہ کیا جائے

۱ - اس کے ولی کی اجازت سے !

۲ - اگر ولی نہ ہو، تو اس کے خاندان میں سے کسی معتبر مرد کے اذن سے!

۳ - اگر یہ دونوں صورتیں مفقود ہوں تو امامِ وقت یا اس کے مجاز کے اذن سے!

عقد مناکحت پر دو گواہ کون ہوں !

(۵۲۷) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . امیرالمومنین کے حضور ایک مقدمہ آیا، جس میں عقد مناکحت میں ایک مرد اور ایک عورت (۲) گواہ تھے، آپ نے فرمایا یہی تو عقد "اخدان" (چھپے چوری کا نکاح) ہے، میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا، اگر یہ اس طریقے کی بجائے دوسری طرح میرے سامنے آتا، تو میں دونوں (عورت و مرد) کو رجم کرا دیتا

(۵۲۸) بروایت امام شافعی . . . امیرالمومنین نے فرمایا، کوئی نکاح ولی اور (۲) عادل گواہوں کے بغیر شرعی نکاح نہیں قرار دیا جا سکتا !

یہ روایت نقل کرنے کے بعد امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر سے جو روایت کوا سطہ حجاج بن ارطاۃ عن عطاء عن عمرؓ منقول ہے — کہ حضرت امیرالمومنین نے نکاح میں ایک مرد

لہ شاہ ولی اللہ صاحب مسوی میں فرماتے ہیں، کہ حضرت عمر کی وجہ انکار یوں تو عدم تکمیل شاہدین ہے یعنی (۲) مرد ہوں، لیکن — فقہا کا "شاہدین" میں یہ اختلاف ہے، کہ امام شافعی کے نزدیک دونوں گواہ مرد ہی ہوں اور عادل بھی ہوں (یعنی خوبی میں معروف) مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر ایک مرد اور (۲) عورتیں ہوں تو کافی ہیں، اور مردوں کے لئے شرط عدالت بھی ضروری نہیں وہ فاسق بھی ہوں تو انکی شہادت کفایت کر سکتی ہے،

مسوی باب "لا یحل نکاح السر" (مترجم)

کے ساتھ دو[۲] عورتوں کی شہادت کی اجازت فرما دی، تو یہ روایت "منقطع"[۱] ہے، کیونکہ اس میں حجاج[۲] کی وجہ سے روایت پر حجت قائم نہیں ہو سکتی

مرد اور عورت کا تخلیہ جبکہ دونوں کا باہم تعلق ازدواج نہ ہو

(۵۲۹) بروایت امام شافعی و امام احمد امیرالمومنین نے جابیہ کے خطبہ میں یہ بھی فرمایا، کہ جس عورت اور مرد کا باہم تعلق ازدواج نہ ہو، وہ تخلیہ نہ کریں کہ مبادا شیطان انہیں بہکا نہ دے!

(۵۳۰) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ کسی عورت سے اس کے تخلیہ میں اس کے محرم کے سوا دوسرا مرد اس کے ہاں نہ جائے ـــ عرض کیا گیا، کہ اگر عورت کے شوہر کا بھائی ہو؟ فرمایا یہ (دیور) تو عورت کی موت ہے!

مسلمہ اور غیر مسلمہ دونوں کا یکجا حمام کرنا

(۵۳۱) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر سے ہمیں یہ روایت ملی ہے، کہ آپ نے ابوعبیدہ جراح (عامل عراق) کی طرف ایک فرمان میں تحریر کیا

"مجھے جو یہ اطلاع پہنچی ہے کہ آپ کے صوبہ میں مسلمہ اور غیر مسلمہ (اہل کتاب) دونوں طبقوں کی بیبیاں یکجا حمام میں غسل کرتی ہیں، تو اس سے انہیں (مسلمات کو) منع کر دیجئے اور بحالتِ مجبوری ایسے وقت میں دونوں کے درمیان پردوں کا انتظام کرا دیجئے۔"

سنن بیہقی ہی کی دوسری روایت میں اس فرمان کے ساتھ یہ الفاظ بھی شامل ہیں، کہ

---

[۱] منقطع وہ روایت ہے جس کی سند میں ایک راوی ترک ہو جائے پس اگر سند میں تابعی متروک ہے تو یہ روایت مرسل ہے اور اگر تابعی سے نیچے کا راوی رہ گیا تو یہ روایت منقطع ہے (: مترجم :)

[۲] مترجم: حجاج بن ارطاۃ خلیفہ مہدی عباسی کی جانب سے بصرہ میں قاضی تھے اور کہتے ہیں بصرہ میں سب سے پہلے اسی (حجاج ـــ) نے رشوت لی، غرض ان پر جرح میں ایک پورا صفحہ حافظ ذہبی نے لکھ دیا ہے، ملاحظہ ہو میزان الاعتدال نمبر ۱۹۵۸

"جس عورت کا ایمان اللہ اور آخرت پر ہے، اس کے لئے یہ شایاں نہیں، کہ ایک دوسری عورت کی طرف اسکی برہنگی میں دیکھے، اِلّا بامر مجبوری صرف مومنات میں ایک دوسری کی طرف!"

آزاد اور غلام (مرد و زن ہر دو صنف) کی تزویج کا جواز اور نتیجہ

(۵۳۲) بروایت ابوبکر... امیرالمومنین فرماتے ہیں، کہ آزاد عورت کا غلام سے نکاح — اور غلام عورت کی آزاد مرد سے مناکحت سے (ان) دونوں کا نصف نصف آزاد قرار پاتا ہے

(مترجم: یہ تنصیف عملاً بقیہ نصف کے حق غلامی کو بھی بے اثر کردے گی)

کنیزوں سے مناکحت کی ممانعت

(۵۳۳) بروایت ابوبکر... حضرت فاروق نے آزادوں کو باندیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمادیا[1]

آزاد غیر مسلمہ سے مناکحت پر تفریق

(۵۳۴) بروایت ابوبکر... حضرت حذیفۃ الیمانی (عامل مدائن) نے ایک یہودی عورت سے نکاح کرلیا اسکی اطلاع پر امیرالمومنین نے حذیفہ کی طرف تحریری حکم علیحدگی بھیجا حذیفہ نے جواب میں لکھا، کہ

— ان کانت حراماً	اگر یہ نکاح حرام ہے تو میں اسے علیحدہ
خلّیتُ سبیلها	کردوں؟

امیرالمومنین نے دوسرے فرمان میں یہ لکھوایا، کہ

— انی لا ازعم انها حرام	میں اسے حرام نہیں سمجھتا، مگر مجھے یہ اندیشہ
ولکنی اخاف ان یغاظوا	ہے کہ مسلمان عورتیں اسے اپنی حق تلفی سمجھ کر
المومنات منهن —	خفا ہونا شروع کردیں گی

---

[1] مترجم: بحسب مصالح وقت، ورنہ جواز میں کوئی شبہ نہیں

شرح روایت نمبر (۵۳۴)

(۵۳۵) بروایت امام ابو حنیفہ . . . حضرت حذیفۃ الیمانی نے (مدائن میں) ایک یہودی عورت سے نکاح کر لیا۔ اس پر امیر المومنین نے انہیں اس سے علیحدگی کا فرمان بھیجا، تو حذیفہ نے جواب میں عرض کیا، کیا کتابیہ عورت سے نکاح حرام ہے؟" حضرت عمر نے جواب میں فرمایا

اعزم علیك ان لا	(اے حذیفہ! میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ
تضع کتابی حتی تخلی	میرا یہ فرمان ہاتھ سے رکھنے سے قبل اس عورت
سبیلھا فانی اخاف ان	کو خود سے علیحدہ کر دیجئے! مجھے خطرہ ہے،
یقتدی بك المسلمون	کہ آپ کے دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان بھی
فیختاروا النساء اھل	ذمی عورتوں کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے
الذمۃ لجمالھن	(مسلمان عورتوں پر) ترجیح دینا شروع نہ کر
وکفی بذلك فتنۃ	دیں، اور مسلمان عورتوں کے لئے یہ فتنہ
لنساء المسلمین	روکنا ہی چاہیئے

ملك یمین (غلام و کنیز) میں دونوں ماں بیٹی کا معاملہ مقاربت

(۵۳۶) بروایت ابو بکر . . . امیر المومنین سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ کہ اگر کنیز میں باندی بھی ملک میں ہو، اور اس باندی کی بیٹی بھی، تب دونوں کی مقاربت کا کیا مسئلہ ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا، کہ میں ان دونوں کی مقاربت کی اجازت نہیں دے سکتا۔

(۵۳۷) بروایت ابو بکر . . . امیر المومنین سے ایک صاحب نے یہ فتویٰ دریافت کیا، کہ میری کنیز اور اسکی بیٹی دونوں میری ملکیت میں ہیں، اور مجھے دونوں سے رغبت ہے، کیا میں دونوں کے ساتھ مقاربت کر سکتا ہوں؟"

حضرت عمر نے فرمایا قرآن مجید کی ایک آیت اس کے جواز[1] میں ہے، اور دوسری حرمت میں

---

[1] در جواز، سورۂ مومنون کی آیت کا ٹکڑا! اِلَّا ما ملکت ایمانکم، (۲۳ : ۶) کہ تمہاری کنیزیں تم پر حلال ہیں۔ اس آیت کے مطابق کنیز اور اُسکی بیٹی دونوں اسی نوع میں آسکتی ہیں اسی لئے حضرت عمر نے جواز پر اشارہ فرمایا (: مترجم :)

مگر میں اس فعل کے قریب نہیں جاسکتا

ــــ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں اس پر امام بغوی نے اعتراض کیا ہے کہ امیر المومنین کا یہ فرمانا محل نظر ہے (یعنی مذکورۃ الصدر) بلکہ (سورۃ نساء کی آیت) جمع بین الاختین (اور ماں اور بیٹی بھی اسی حکم میں ہیں) سے مقصود تحریم ہے ــــ اور "ما ملکت ایمانکم" (۲۳ : ۴) سے مطلوب مومنین کی ستائش ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور کنیزوں کے سوا کسی اور طرف آنکھ بھی نہیں اٹھاتے ــــ اس لئے یہاں حلت و حرمت دونوں سے بحث نہیں ــــ"
(انتہی قول البغوی)

شاہ صاحب کا ارشاد: "اصل بات ہے، کہ آیت "ان تجمعوا بین الاختین" (۴ : ۲۷) سے تحریم بطریق قیاس ثابت ہوتی ہے، ورنہ دو[1] حقیقی بہنوں کی ایک گھر میں بود و باش کیونکر حرام ہوسکتی ہے حرمت تو صرف دونوں کے ایک مرد کے ساتھ نکاح میں ہے"

اسی طرح آیہ:۔ ما ملکت ایمانکم: (۲۳ : ۴) سے تحلیل (حلت) بطریق عموم ہے۔
اسی طرح آیہ:۔ والذین ھم لفروجھم حافظون ۰ الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم:۔ (۲۳ : ۱۸) (مومنین اپنے ستر سے نگہداشت میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے، بجز اپنی منکوحات یا کنیزوں کے) سے پس حضرت عمر نے ان تجمعوا بین الاختین (۴ : ۲۷) سے قیاس جلی کا یہ ارادہ فرمایا، کہ "کنیز ماں اور بیٹی دونوں سے مقاربت حرام ہے" یعنی انہیں ایک کے نکاح میں مت رکھو، اور آیت والذین ھم لفروجھم حافظون الا ما ملکت ایمانھم" (۲۳ : ۱۸) سے معلوم ہوا، کہ کنیزوں سے وطی جائز ہے، واللہ اعلم"

شوہر اپنے شرائط سے زیادہ کا مستحق نہیں

(۵۳۸) بروایت ابوبکر۔۔ امیر المومنین نے فرمایا، کہ نکاح کے موقعہ پر عورت سے جو شرط قرار پا جائے، اسکی پابندی (مرد پر) لازم ہے ــــ (اس وقت) عبدالرحمٰن بن غنم نے عرض کیا، کہ اگر ہم اس وطن کو چھوڑ رہے ہوں جہاں کسی عورت کے ساتھ عقد کیا گیا ہے اور اسے اپنے ہمراہ لانا متعسر ہو تب؟ فرمایا، بوقت نکاح جو شرائط طے ہوں ان پر عمل واجب ہے!

(مترجم! یہ صورت غیر وطن میں پیش آسکتی ہے، ہر دور اور ملک میں پردیسی لوگ جہاں اترے

---

[1] در حرمت! سورہ نساء کا یہ ٹکڑا!:۔ وان تجمعوا بین الاختین۔ (۴ : ۲۷) "کہ تم دو حقیقی بہنوں کو بیک وقت عقد میں مت رکھو" ــــ ماں اور بیٹی بھی اسی آیت میں مسوب ہیں، اس سے حضرت عمر نے حرمت پر اشارہ فرمایا (مترجم)

نکاح کرلیا، جب تک رہے، میاں بیوی بنے رہے، اولاد ہوئی اس سے وہی سلوک پدری رہا!
— لیکن جونہی اُس خطہ سے نکب (اقامت کی منزل درپیش ہوئی بیوی اور بچوں کو لاوارث
چھوڑ کر چلے آئے — البتہ اگر عقد نکاح پر یہ شرط درمیان آگئی ہو، تو ایک بات بھی ہے ورنہ
ناروا محض ہے اور یہی امیرالمومنین کا فتویٰ ہے)

شوہر خود پرعائد کردہ شرائط کا پابند ہے

(۵۳۹) بروایت بیہقی . . . ایک صاحب نے عقد نکاح میں خود پر یہ شرط لازم کرلی، کہ وہ اس (بی بی) کو خود سے علیحدہ نہیں کریں گے — مگر شوہر اسے پورا نہ کرسکے، یہ مقدمہ حضرت عمر کے حضور آیا، تو آپ نے فرمایا ("المرأة مع زوجها") — بیوی کو اپنے شوہر کے ہمراہ رہنے کا حق ہے

(مترجم: فیصلہ کی نوعیت روایت نمبر (۵۲۰) پر بھی حاوی ہے اگرچہ شرط نہ کی جائے، اِلّا بصورت شرط!)

مہاجرہ بی بی سے بدوی کے نکاح میں ممانعت

(۵۴۰) بروایت ابوبکر . . . زیدبن وہب فرماتے ہیں امیرالمومنین عمرفاروق نے ہمیں تحریری حکم بھیجا، کہ کوئی بدوی کسی مہاجرہ بی بی کو اپنے نکاح میں نہ لائے، مبادا کسی وقت شوہر اسکی ہجرت کا ثواب اس صورت میں ملت کر دے کہ اُسے اپنے وطن ہی لے جائے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ اس میں فقہا کی دو توجیہیں ہیں

۱ - امام اوزاعی، امام احمد و امام اسحاق — (ہرسہ حضرات) اسے نکاح سے مطلقاً منع فرماتے ہیں

۲ - امام ابوحنیفہ و امام شافعی کا فتویٰ ہے، کہ اعرابی اگر اپنے وطن لوٹنا چاہے تو مہاجرہ بیوی کو طلاق دے دے

شاہ صاحب فرماتے ہیں اول الذکر (نمبر: ۱:) حضرت عمر کی روایت کے مطابق زیادہ وقیع ہے

غلام اور کنیز کے قواعد ازدواج اور عدت

(۵۴۱) بروایت امام شافعی . . . امیرالمومنین عمر نے فتویٰ دیا کہ مرد غلام ایک سے زائد عورتوں کے ساتھ (بیک وقت) نکاح نہ کرے ——— اور اسکی طلاق (تین نہیں!) صرف "دو" ہیں — اور کنیز کی عدت "دو طہر" ہیں (تین نہیں!) اور اگر وہ کنیز "ماہواری" سے مبرا ہی رہتی ہو، تو اس کی عدت زیادہ سے زیادہ "دو مہینے" اور کم از کم ڈیڑھ ماہ ہے

(۵۴۳) بروایت ابوبکر . . . اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر متفق ہیں، کہ کوئی غلام بیک وقت "دو" سے زائد بیویاں نکاح میں نہ رکھے

(مترجم ۔ مؤلف رسالہ (شاہ صاحب) کا منشار روایت نمبر (۵۴۲) ذکر کرنے سے یہ ہے، کہ اس مسئلہ میں حضرت عمر صحابہ کرام سے منفرد ہیں فافہم!)

(۵۴۴) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . ابن المسیب اور سلیمان بن یسار سے مروی ہے، کہ جب رشید ثقفی نے اپنی زوجہ (مسماۃ) طلیحہ اسدیہ کو طلاق دی تو اس نے دوران عدت میں ایک اور مرد سے عقد کر لیا حضرت عمر کو اطلاع ہوئی تو آپ نے اس عورت اور نئے شوہر پر تعزیر فرمانے کے بعد فتویٰ دیا، کہ

ا ۔ جو عورت اپنی عدت میں نکاح (ثانی) کر لے، اس زن اور اس کے شوہر دونوں میں تفریق واجب ہے —— اور یہ بھی دیکھا جائے کہ اگر دونوں کی مقاربت نہیں ہوئی، تو جب یہ عورت اپنی پہلی عدت ختم کر لے، اس وقت اگر یہی مرد (جس سے اس نے دوسرا نکاح کر لیا تھا) اسے خطبہ کرے تو ان دونوں کا نکاح جائز ہے

ب ۔ اور اگر ان دونوں نے مقاربت کر لی ہے تو یہ عورت تفریق کے بعد اس (شوہر ثانی سے) حاصل شدہ طلاق کے بعد اپنی عدت پوری کرے اگر اب یہ شوہر (ثانی) کبھی بھی اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا! (یعنی "لا یجتمعان ابدًا")

ابن المسیب فرماتے ہیں کہ اگر شوہر ثانی نے اس عورت سے مقاربت کر لی ہے تو اس پر مہر واجب ہے اس مقاربت ہی کی وجہ سے!

امام بیہقی سے امام شافعی "قول قدیم" میں روایت کرتے ہیں "لا یجتمعان ابدًا" (اب یہ شوہر (ثانی) کبھی بھی اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا) ——— لیکن بعد میں (یعنی قول جدید میں)

امام شافعی نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا ہے

مگر ابو سفیان ثوری اپنی جامع میں فرماتے ہیں، کہ آخر میں حضرت عمرؓ نے بھی لا یجتمعان ابداً سے رجوع فرما لیا

ولی پر نکاح کے وقت عورت کی ستر پوشی واجب ہے

(۵۴۴) بروایت امام مالک . . . ایک شخص نے اپنی ہمشیرہ کے لئے ایک صاحب سے خطبہ کرتے ہوئے اُسے یہ بھی بتا دیا کہ وہ (اسکی ہمشیرہ) . . . زنا میں ملوث ہو چکی ہے حضرت عمرؓ نے یہ سُنا، تو اس کے بھائی کو مضروب فرمایا (یا بالفاظ روایت دیگر سزا دینا چاہا) اور فرمایا، کہ آپ کو ایسی خبر بتانے کی کیا ضرورت تھی!

عقدِ زانیہ

(۵۴۵) بروایت ابو بکر . . . ایک شخص نے اپنی دختر کا عقد کر دیا مگر اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا، مجھے ڈر ہے کہ میری وجہ سے آپ کی خفّت نہ ہو، کیونکہ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو چکا ہے آخر یہ معاملہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے حضور پیش ہوا، تو آپ نے فرمایا کیا اُس نے توبہ نہیں کی؟ اُس شخص نے کہا، توبہ تو اُس نے کر لی ہے، فرمایا، تب اُس سے نکاح جائز ہے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں جو حضرات نکاح زانیہ کو جائز قرار دیتے ہیں اُن کے سامنے حضرت عمرؓ کا یہی فیصلہ ہے لیکن یہ تمسک بجائے خود محلِ نظر ہے کیونکہ ممکن ہے، کہ اُس کا زنا بیّنہ[1] سے ثابت نہ ہُوا ہو اور نہ اُس کے موجودہ شوہر ہی نے اُسے اُس ارتکاب میں بوقت دیکھا ہو، پس اس عورت کی یہ حالت پوشیدہ رہی جس سے اصل میں برأت پائی گئی

اور یہی حالت اُس زانیہ کی ہے جو بعد میں تائب ہو گئی ہو، پس حضرت عمرؓ کے جوازِ فتویٰ کا محل علماء کے تجدید عقد کے خلاف ہے

اور دوسری روایت جس میں زانیہ کے عقد کی نہی آئی ہے تو اُس کا منشاء زانیہ غیر تائبہ ہے لیکن جس کسی نے توبہ کر لی، بمطابق حدیث "التائب من الذنب کمن لا ذنب له"[2]

(گناہ سے توبہ کرنے والا بار عصیاں سے ایسا ہلکا ہو گیا، کہ گویا اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں!)

---

[1] مگر میں کہتا ہوں کہ ملزم کا اقرار بھی "بیّنہ" ہے، جیسا کہ ماعز بن مالک اور غامدیہ (زانی اور زانیہ) دونوں نے بغیر شہادت خارجی کے اقرار کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (دونوں) کو رجم کرایا (مترجم)

[2] یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً منقول ہے (مترجم)

پوشیدہ نکاح

(۵۴۶) بروایت ابوبکر ... ایک شخص خفیہ نکاح کرکے اپنی بیوی کے گھر آنے جانے لگے ہمسایہ نے انہیں دیکھا، تو اُسے شبہ ہُوا، قضیہ امیرالمومنین عمر فاروق کے پاس پہنچا، اس ہمسایہ نے اصل واقعہ عرض کر دیا، حضرت عمر نے مدعاعلیہ سے پوچھا، تو اُس نے بیان میں کہا۔

"میں نے اس عورت کے ساتھ ایک معمولی حق مہر کے عوض میں عقد کرلیا ہے مگر میں نے اسے ظاہر نہیں کیا" حضرت عمر نے فرمایا اور نکاح کے گواہ ؟ عرض کیا گواہ عورت ہی کے اقربا ہیں امیرالمومنین نے فرمایا، کہ "اطلاع کرنے والے کو حدِ قذف سے مستثنیٰ کیا جائے" اور ان سے فرمایا، کہ اعلانِ نکاح ضرور کیا کرو، اور عورتوں ..... کی عصمت کا خیال رکھو!

مسنون تقریبات پر اظہار خوشی میں شور و شغب کا جواز

(۵۴۷) بروایت ابوبکر ... ابن سیرین فرماتے ہیں، مجھ سے روایت بیان کی گئی، کہ امیرالمومنین — اگر کسی گھر سے شور و شغب اٹھتا ہوا سنتے تو اسے معیوب سمجھتے لیکن اگر یہ شور تقریب ولیمہ یا ختنہ کے موقعہ پر ہوتا سنتے تو درگذر فرما دیتے

دعوت طعام میں منع تفاخر

(۵۴۸) بروایت بغوی ... (روایت کی گئی ہے کہ امیرالمومنین عمر اور حضرت عثمان (ہر دو حضرات) ایک دعوت طعام میں شرکت فرمانے کے بعد واپس تشریف لے آئے، تو حضرت عمر نے فرمایا، کاش! میں شریک طعام نہ ہوتا! امیرالمومنین عثمان نے عرض کیا یہ جملہ آپ نے کیوں فرمایا؟ ارشاد ہوا، مجھے خطرہ ہے، کہ یہ دعوت فخر کے لئے نہ کی گئی ہو!

تقلیل مہر

(۵۴۹) بروایت ابوبکر ... امیرالمومنین نے فرمایا، کہ عورت کے مہر میں مبالغہ (زیادت) نہ کرو، اگر تکثیر (زیادت) مہر میں دنیا کی بھلائی یا اس پر تقوٰی کی بنیاد ہوتی، تو تم سب سے زیادہ اس کا پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، حالانکہ آنحضرت نے اپنی صاحبزادیوں کے اور خود اپنے حرم کے مہر (۱۲) اوقیہ[1] سے زائد مقرر نہ فرمائے

---

[1] اوقیہ کا وزن وتفصیل کتاب الزکوٰۃ نمبر (۴۰۲) کے متعلقہ نوٹ میں ملاحظہ ہو لیکن

بقیہ حاشیہ ملاحظہ

تقلیل مہر سے تکثیر مہر کی طرف رجوع

(۵۵) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین ۔ ۔ ۔ نے (۲) ہزار تک مہر کی اجازت فرمادی

(۵۶) بروایت امام شافعی ۔ ۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک صاحب جن کا نام اشعث (ابن قیس) ہے، ایک دوست کے ساتھ شامل رہنے لگے اتفاق سے انکی نظر اپنے دوست کی اہلیہ پر پڑ گئی ـــــ اس کے کچھ عرصہ بعد اس بی بی کے شوہر نے ایک سفر میں انتقال کیا تو اشعث ـــ نے ان سے درخواست عقد کی، بی بی نے کہا میرے مہر میں یہ شرط ہے کہ جس قدر میں معیّن کروں! اشعث نے اِسے منظور کر لیا لیکن ابھی تک بی بی نے مہر کی تعیین بھی نہ کی تھی کہ اشعث نے انہیں طلاق دے دی ـــ اب انہوں نے اس سے مہر کا دریافت کیا، تو بی بی نے اشعث سے ان غلاموں میں سے دو غلام طلب کئے، جو انہیں اپنے والد کے ترکہ میں ملے تھے، اشعث ـــ نے کہا، ان دونوں کے ماسوا کچھ اور لےلو! بی بی نے انکار کیا ـــــ اور مقدمہ امیرالمومنین کے حضور پیش ہُوا

اشعث نے بیان میں عرض کیا، اے امیرالمومنین! اس معاملہ میں مجھ سے (۳) تین لغزش ہوئیں

(۱) جب مَیں نے اِنہیں پہلی مرتبہ دیکھا، کہ انکی محبت میرے دل میں بس گئی ـــ حضرت عمر نے فرمایا یہ امر تمہارے قابو سے باہر تھا

(۲) پھر میں نے ان سے عقد کر لیا اس شرط پر کہ جو مہر یہ خود تجویز کریں!

(۳) میں نے انہیں طلاق دے دی ان کے مہر متعین کرنے سے قبل

امیرالمومنین نے اپنے فیصلہ میں فرمایا کہ "یہ مسلمان عورت ہے"

---

(۳) امیرالمومنین کی اِس تحدید کی ناقض وہ روایت ہے جس میں ایک بی بی نے حضرت عمر پر تعرض کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی، "واٰتیتم احدٰھن قنطاراً" (اے مردو! تم اپنی منکوحہ کو اسکے مہر میں ایک خزانہ بھی دے دو تو جائز ہے) تو حضرت عمر نے اس بی بی اور اس کے علم کی تحسین میں یہ الفاظ اعتراف فرمایا، کہ "کل احد افقہ من عمر حتی النساء" (ہر شخص عمر سے بڑھ کر فقیہ ہو سکتا ہے حتّٰی کہ عورتیں بھی!)

امام شافعی اس جملہ کہ (بہ مسلمان عورت ہے یعنی — امرأۃ من المسلمین) کی توجیہ میں فرماتے ہیں کہ "مسلمان عورتوں کے مہر کے برابر اس کا مہر ہونا چاہیئے"

(مترجم: یعنی اس بی بی کے طبقہ کی عورتوں کے مہر کے مساوی)

(۵۵۲) ایضاً بروایت ابوبکر . . . . . (از ابن سیرین) امیرالمومنین نے اشعث (مذکور در نمبر (۵۵۱) سے فرمایا کہ بالضرور اسکی رضامندی کا خیال رکھو

(۵۵۳) وایضاً بروایت ابوبکر . . . ابن سیرین سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں، امیرالمومنین نے اشعث سے فرمایا، کہ اس بی بی کا مہر اس عورت کے خاندان کی دوسری عورتوں کے مساوی ہے (یعنی مہر مثل)

(۵۵۴) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . امیرالمومنین نے فرمایا جونہی عقد کے بعد مرد اور عورت تخلیہ کرلیں مرد کے ذمہ مہر واجب ہو جاتا ہے

ش: ولی اللہ فرماتے ہیں امام شافعی کا "مذہب قدیم" میں حضرت عمر کے اسی قول پر فتویٰ تھا، اور وہ فرماتے، کہ حضرت عمر ہم سے زیادہ کتاب اللہ کو سمجھتے تھے جس (قرآن مجید) کے مطابق یہ امر بعید نہیں، کہ آیۃ "لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن" (۲: ۲۳۷) (اے مومنو! اگر تم عقد کے بعد عورتوں سے مس کئے بغیر ہی انہیں طلاق دے دو تم پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا) اگر مرد نے مس اور تخلیہ سے قبل طلاق کا ارادہ کر لیا ہو، تو بھی اس پر مہر واجب ہے

اس کے بعد امام شافعی نے "مذہب جدید" میں رجوع کرتے ہوئے فرمایا، کہ بغیر مس مرد پر مہر کامل واجب نہیں ہوتا

ش: ولی اللہ فرماتے ہیں لیکن میرے نزدیک ظاہر آیۃ (مذکورہ — مالم تمسوھن — (۲: ۲۳۷) اور فتویٰ امیرالمومنین میں بایں صورت تطبیق ممکن ہے کہ اس معاملہ میں اگر مرد یہ بیان دے کہ میں نے اس کے ساتھ مس نہیں کیا تو فیصلہ ظاہر کتاب اللہ پر ہوگا اگرچہ عورت اس (مرد) کے خلاف کہے — لیکن اگر دونوں میں خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو عورت کے قسم کھانے کی صورت میں اس کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا — ورنہ خلوت صحیحہ نہ ہونے

کی صورت میں مرد کی قسم کا یقین کیا جائے گا، اور بظاہر الامر حضرت عمر کے فتویٰ کے یہی معنی ہیں

مسائل طلاق

تطلیقاتِ ثلاثہ کا ایک طلاق شمار ہونا

(۵۵۵) بروایت امام شافعی۔۔۔ ابن صہبا نے حضرت عبداللہ (ابن عباس) سے دریافت کیا، "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صدیقی اور زمانۂ فاروقی کے ابتدائی تین سال تک تین طلاق کا شمار ایک ہی طلاق ہوتا تھا؟ ابن عباس نے فرمایا، ہاں ایک ہی شمار ہوتا تھا

(۵۵۶) بروایت مسلم۔۔۔ ابن عباس فرماتے ہیں، کہ عہد رسالت پناہ اور زمانہ ابوبکر اور خلافت عمر کے دو ابتدائی سال تک تین طلاق ایک ہی شمار ہوتیں — اس کے بعد حضرت عمر نے فرمان جاری کر دیا، کہ لوگوں کو جس کام میں رخصت و سہولت تھی، انہوں نے اپنی عجلت میں آکر اس سہولت کا دروازہ خود پر بند کر دیا ہے

(مترجم ! کہ طلاق و رجوع — پھر طلاق و رجوع — اسی طرح، مردوں نے اپنا یہ مشغلہ ہی بنا لیا ہے، اب اگر کسی نے ایسا کیا (یعنی تین طلاق بیک وقت کہہ دیں) تو ہم انہیں تین طلاق ہی شمار کر کے میاں بیوی میں قطعی جدائی کرا دیں گے)

شاہ ولی اللہ کا نقص !

فرماتے ہیں، اس روایت میں بے حد اشکال ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق کو ایک طلاق شمار فرمایا حتیٰ کہ آنحضرت وفات یاب ہوگئے، اور وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا تو اب یہ نسخ کیسا؟ — اس لئے امام بغوی اس پر یوں محاکمہ فرماتے ہیں، کہ

• اس مسئلہ میں علماء کے تین گروہ ہیں

ا - مثلاً اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے مندرجہ ذیل تین طلاق کہہ دیں، کہ

انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ (تین مرتبہ مگر بیک وقت)

اور مرد کا ارادہ ہر ایک مرتبہ زبان سے یہ الفاظ نکالنے میں اسی طرح کا وقوع طلاق ہے تو یہ طلاقیں تین ہی ہوگئیں (مترجم : اور عورت اس پر حرام ہوگئی)

اور اگر شوہر نے زوجہ کو اسی طرح انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ — نوبت بہ نوبت تین ہی مرتبہ کہا، مگر اس کا منشا صرف نفسِ طلاق کی تاکید ہے (تعدد نہیں) تو یہ طلاق تین نہیں ہوئیں بلکہ ایک ہی ہے، جیسا کہ رسول اللہ کے عہد میں معمول تھا، کہ تین مرتبہ (طلاق) کہنے کی یوں تصدیق کی جاتی ہے، کہ اصل میں ان کا ارادہ ایک ہی طلاق کا ہے — لیکن جب حضرت عمرؓ نے عورتوں کی بے قدری اس حد تک دیکھی تو آپ نے تین — کو تین (طلاق) ہی قرار دے دیا

ب ۔ مرد کا کلمۂ طلاق تین بار نوبت بہ نوبت دوہرانے کی بجائے ان لفظوں میں کہہ دینا کہ "میں نے تجھے تین طلاقیں دیں" تو حضرت ابن عباس کے اصحاب اسے ایک ہی طلاق محسوب کرتے ہیں — لیکن امیرالمومنین عمر فاروق اور جمہور اس صیغۂ طلاق کو تین طلاق شمار کرتے ہیں

ج ۔ مرد کا عورت سے یہ کہہ دینا ۔ کہ "انتِ بتۃٌ" تو مجھ سے بالکل یک طرف ہوگئی — تو ابتدا میں حضرت عمرؓ اسے بھی ایک ہی طلاق محسوب کرتے مگر جب لوگوں نے اس کا استعمال عام شروع کر دیا، تو حضرت عمرؓ نے اسے بھی تین ہی طلاق محسوب فرمایا۔

شاہ ولی اللہ کا محاکمہ

لیکن میرے نزدیک اس کی توجیہہ یہ ہے، کہ ارشادِ خداوندی : "الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" (۲ : ۲۲۹)

(طلاق رجعی ۲ تک ہے) کی "دو" توجیہہ ہو سکتی ہیں

۱ ۔ اگر مرد ایک ہی جملہ میں یہ کہے، کہ "میں نے تجھے تین طلاقیں دیں" تو یہ ایک طلاق ہے، کیونکہ مرد نے ایک ہی مرتبہ کہا ہے

۲ ۔ اور اگر مرد ایک ہی سانس میں مگر نوبت بہ نوبت کہے کہ "میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی" — یہ صورت بظاہر تو ایک ہی طلاق کی ہی ہے، لیکن اس کا مفہوم تین طلاقیں ہونگی

پس زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگوں پر نہ تو صیغۂ طلاق کی اس قسم کی نزاکتیں منکشف ہوئیں اور نہ کسی صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تمیز پر سوال ہی کیا، اس لئے عام طور پر عہدِ رسالت مآب میں عوام صورتِ اول ہی کو سمجھ سکے (کہ کسی صورت میں بھی لفظ تین زبان سے نکلے وہ ایک ہی محسوب ہوگا۔ مترجم) اور اسی طرح زمانہ صدیقی میں لوگوں کا خیال رہا

اب حضرت عمر کا دور شروع ہوا، اور صورتِ مسئلہ میں اس قسم کی تفریق و تمیز کا خیال دامنگیر ہوا، تو حضرت عمر نے دوسری صورت پر فتویٰ دیا

(کہ جس حالت وطرز میں بھی مرد طلاق میں تین کا عدد زبان سے نکالے اُسے تین ہی محسوب کیا جائے گا مترجم)

اور اپنے فتویٰ کو اس قدر واضح طور پر صاف کر دیا کہ اس میں کوئی شبہ بھی نہ چھوڑا

اسی طرح کئی اور مسائل میں بھی ایسے ہی نظائر پائے جاتے ہیں، جیسا کہ ہم نے (مقدمہ شاہ صاحب سے) اس کی وضاحت کی ہے از انجملہ یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امہات الاولاد کی بیع جائز قرار دی اور حضرت ابوبکر نے بھی ایسا ہی کیا مگر حضرت عمر نے اس کی نہی فرما دی،

طلاقِ "بتّہ" [۱]

---

[۱] مترجم: لفظ بتّہ صرف طلاق ہی کا ایک عنوان ہے اور اس کی تعریف یہ ہے

"مالك عن يحيى بن سعيد عن ابى بكر بن حزم ان عمر بن عبد العزيز قال: "البتة" ما يقول الناس فيها؟ قال ابوبكر فقلت له كان ابان بن عثمان يجعلها واحدة! فقال عمر بن عبد العزيز لو كان الطلاق الفا ما ابقت "البتة" منه شيئا، من قال البتة فقد رمى غاية الاقصوى . . . ابوبکر بن حزم گفت پرسید عمر بن عبد العزیز پرسید کہ لفظ بتّہ! چہ گویند مرماں درآں؟

گفت ابوبکر بن حزم، پس گفتم او را کہ، ابان بن عثمان مے شمرد آں را یک طلاق!

(بقیہ اگلے صفحہ)

(۷۵۵) بروایت امام شافعی .. عہدِ فاروقی میں مطلب بن حنطب نے اپنی بیوی کو (لفظ) بَتّہ کہہ کر طلاق دے دی، اور بعد میں از خود امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر (افسوس) ظاہر کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا، " آخر تمہیں کس چیز نے اسپر آمادہ کیا ؟

پس گفت عمر بن عبدالعزیز اگر طلاق ہزار بار بودے باقی نگہداشتے لفظ بتّہ او آں چیزے را کہ لفظ بتّہ گفت پس ہر آئینہ قصد کردہ حد آخر

لفظ بَتّہ کا مفہوم ؟

"مالك عن ابن شهاب ان مروان بن حكم كان يقضى في الذى يطلق امرأته " البتة " انها ثلاث تطليقات . . . مروان بن الحکم در باب شخصے کہ طلاق داد زن خود را بلفظ " بتّہ " کہ ایں کلمہ (بتّہ) طلاق است

مترجم : (شاہ ولی اللہ صاحب) گوید امام شافعی تعقب کردہ است ایں را بحدیث مرفوع کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در لفظ " بتّہ " از نیت استفسار کردند (مترجم رسالہ اوکیلی ! وہم چناں عمر بن الخطاب چنانکہ در روایت نمبر صافی الباب در متن آمدہ) و بیک طلاق حکم فرمودند " (مصفّٰی شرح موطا امام مالک از شاہ ولی اللہؒ دہلوی باب البتۃ والخلیۃ والبریۃ)

شاہ صاحب نے جس حدیث مرفوع کی طرف اشارہ کیا ہے اسی باب میں موطا امام مالک کی دوسری شرح (عربی) بنام " المسوّٰی " میں اسے نقل فرما دیا ہے یعنی " ان رکانۃ بن عبد یزید طلق امرأته البتة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم والله ما اردت الا واحدة فقال رکانة والله ما اردت الا واحدة فردها الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم وطلقها الثانیة فی زمن عمر والثالثة فی زمن عثمان (رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو طلاق بتّہ کہہ دی، اور معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا تو آنحضرت نے فرمایا، بخدا ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمہاری نیت ایک ہی طلاق کی تھی ؟ رکانہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ! بخدا میری نیت میں ایک ہی طلاق تھی ! رسول اللہ نے فرمایا تم اسے علیحدہ مت کرو ! اور اُس نے ایسا ہی کیا، رکانہ نے دوسری طلاق عہد عمر میں اور تیسری اسے عہد عثمان میں دی (مترجم)

مطلب نے عرض کیا کہ یہ لفظ میری زبان سے نکل ہی گیا !

اسپر امیرالمومنین نے آیت تلاوت فرمائی

ولو انھم فعلوا ما ـــ اے کاش ! جو نصیحت انہیں کی گئی وہ اسپر
یوعظون بہ لکان خیرا لھم ـــ عمل پیرا ہوتے تو یہ ان کے لئے بھلائی اور
واشد تثبیتا (۴ : ۶۶) ـــ اثباتِ قدم کا سبب ہوتا

اور (دوبارہ) سائل سے فرمایا، کہ آخر تمہیں کس چیز نے اسپر آمادہ کیا ! اس نے عرض کیا کہ "یہ لفظ میری زبان سے نکل ہی گیا !"

امیرالمومنین نے فرمایا لفظ بَتّہ بھی ایک ہی طلاق ہے تم اپنی بیوی کو اپنے گھر میں رہنے دو !

(۵۵۸) بروایت امام شافعی . . . قبیلہ بنی زُریق کے ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو طلاقِ بتہ کہہ دی، یہ معاملہ حضرت عمر کے پاس آیا، تو آپ نے عمرو سے پوچھا کہ اس لفظ (بتہ) سے تمہارا منشا ؟ (ایک طلاق تھی یا تین ؟) سائل نے کہا اگر اس لفظ سے طلاق قطعی واقع ہوگئی ہے تو اب میں حرام کا خواہاں نہیں ہوں، عورتیں اور بھی ہیں اس پر امیرالمومنین نے اس سے حلف لیا

امام شافعی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ حضرت عمر نے اُس شخص سے حلف لینے کے بعد اسکی بیوی کو اُس کے ہاں واپس بھجوا دیا ـــ کیونکہ اس شخص کا یہ کہنا کہ "یہ لفظ میری زبان سے نکل ہی گیا" (بحسب روایت نمبر ۵۵) یعنی اسکی زبان سے بلا نیت طلاق احدے یہ لفظ نکل گیا ـــ اسپر حضرت عمر کا آیۂ مذکورہ (ولو انھم فعلوا پڑھنا دیکھو) (روایت نمبر ۵۵) کہ اگر اسکی نیت بھی طلاق ہی سے ہوتی جیسا کہ سائل کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے، کہ اسکی یہ نیت نہ تھی مگر "یہ لفظ زبان سے نکل ہی گیا" تو بحسب آیۂ (ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم: (۴/۶۶)) یہ سائل کے لئے بہتر ہوگیا ـــ کیونکہ لفظ بَتّہ ایک جدید لفظ تھا، پس جب سائل نے امیرالمومنین سے یہ عرض کیا کہ اس کا ارادہ اگر تھا بھی تو ایک طلاق سے زائد نہ تھا ـــ اور حضرت عمر نے ایک طلاق اس کے ذمے ڈال کر

اس کا شمار ایک ہی فرمایا

مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کی عدت

(۵۵۹) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر نے فرمایا، کہ جس عورت کا شوہر لاپتہ (مفقود الخبر) ہو جائے۔ حتیٰ کہ اسکی زندگی اور موت دونوں میں سے عورت کو کوئی علم و اطلاع نہ ہو ـــ پس ایسی عورت پورے چار سال تک شوہر کا انتظار کرے اور اس کے بعد پھر ۴، ماہ ـــ ۱۰ دن عدت پوری کرے (یعنی شوہر متوفی کی عدت)

امام مالک فرماتے ہیں ـــــ

بعض علما نے حضرت عمر کے اس فتوی پر اعتراض کیا ہے، کہ

"اگر مفقود الخبر شوہر کی بیوی نے اس کی عدم موجودگی میں کسی اور شخص کے ساتھ عقد کر لیا، اور اس عقد کے بعد پہلا شوہر بھی واپس آگیا، تو اس خاوند کو اختیار ہے کہ یا وہ اپنا دیا ہوا مہر واپس کرلے، یا اپنی بیوی!"

(۵۶۰) بروایت امام مالک . . . امیر المومنین نے فرمایا، اگر شوہر غائب ہے اور اُس نے پردیس ہی سے زوجہ کو طلاق بھیجدی مگر بعد میں شوہر نے رجوع کی دوسری اطلاع بھی بیوی کو کر دی ہے، مگر!

۱ ـ طلاق کی اطلاع بیوی کو مل گئی

(اور)

ب۔ رجوع کی اطلاع نہیں ملی

حتیٰ کہ اس بی بی نے دوسرا عقد کر لیا، جس کے بعد شوہر اوّل لوٹ آیا اگرچہ ابھی تک شوہر ثانی سے اسکی مقاربت ہوئی ہے یا نہیں ـــ مگر ـــ!

ـــ اب یہ عورت پہلے شوہر کے ہاں نہیں لوٹ سکتی!

مفقود الخبر شوہر پر حضرت عثمان کا فتویٰ

(۵۶۱) بروایت ابوبکر . . . حضرت عمر اور جناب عثمان دونوں کا فتویٰ ہے کہ۔ مفقود الخبر شوہر کی بیوی چار سال انتظار کے بعد چار (۴) ماہ اور دس (۱۰) دن عدت پوری کرنے کے بعد

دوسرے مرد سے عقد کر سکتی ہے

(۵۶۲) بروایت ابوبکر... جناب عمر اور حضرت عثمان دونوں کا یہ بھی فتویٰ ہے، کہ اگر پہلا شوہر اسکی تزویج ثانیہ کے بعد لوٹ آئے تو اُسے (شوہر اوّل کو) اختیار رہے کہ اپنا دیا ہُوا مہر واپس لے یا اپنی بیوی کو!

(۵۶۳) بروایت ابوبکر... حضرت عمر سے فتویٰ دریافت کیا گیا، کہ اگر شوہر غائب کی موت کی اطلاع کے بعد اسکی بیوی نے دوسرا عقد کر لیا، اور بعد میں وہ شوہر سلامت واپس آ پہنچا، تب؟

فرمایا، اسے دونوں میں سے صرف ایک امر کا حق حاصل ہے، مہر یا بیوی

مفقود الخبر شوہر پر حضرت علی کا فتویٰ

ایسی عورت کو شوہر ثانی سے (بما استحلّ کے بالعوض) مہر دلوا کر ان میں تفریق کیجئے پھر یہ بی بی عدتِ مطلقہ (تین طہر) پوری کرنے کے بعد شوہر اوّل سے تجدید نکاح کرلے

امام شافعی اپنے "قول جدید" میں امام مالک کے اس فتویٰ سے مختلف ہو کر فرماتے ہیں، کہ ایک ہی روایت کی بنا پر دو مختلف صورتیں کیسے قرار دی جائیں!

ش | ہ ولی اللہ فرماتے ہیں

شریعت میں مفقود الخبر کی دو حیثیتیں ہیں

۱۔ کہ جب اُس نے ایسی حالت (عورت کو لاوارث چھوڑ دینے میں) میں عورت کے نان و نفقہ کا خیال نہ رکھا، جو کہ بحسب آیت "فامسکوھنّ بمعروفٍ" (۲: ۲۳۱) اسپر نان و نفقہ ضروری تھا، ورنہ یہ ارشاد (قرآنی) تھا کہ "او تسریح باحسان" (۲: ۲۲۹) کے مطابق انہیں آبرو کے ساتھ طلاق دے دو — پس جب شوہر "تسریح باحسان" سے قاصر رہ گیا، تو شریعت ایسی مظلوم عورت کی اُسی طرح وکیل ہے جس طرح خاوند مقروض کے قرض خواہ کا قاضی وکیل ہے (اور شریعت نے ایسی عورت کی حمایت کر کے اُسے یہ حق دیا)

لہ اپنی بیویوں سے جب تک تعلقات زناشوئی رکھو عمدہ طریقہ سے ان کا نباہ کرو (مترجم)

شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی ظاہری تاثیر یہ ہے، کہ وہ مر چکا ہے اور ہم ظاہر حالی پر حکم لگانے کے مکلف ہیں

پس! پہلی صورت میں امام مالک عین صواب پر ہیں، کہ مفقود الخبر مرد اور اسکی بیوی کے درمیان تفریق کا وہی انداز ہے، جو طلاق دہندہ اور اسکی زوجہ کے مابین ہے، اندریں حالت وہ (شوہر) اس عدت کے بغیر رجوع نہیں کر سکتا جو فوت شدہ شوہر والی بی بی کے لئے مقرر ہے بایں وجہ کہ ایسا (غائب) شوہر بمنزلہ میت کے ہے، جسکی نظیر میں مجنون اور مرد مفلس کی بیوی کی تفریق کا فتوٰی موجود ہے

(مترجم! جس کے جنون اور افلاس کی وجہ سے بیوی کے حقوق زوجیت [۱] اور نان و نفقہ ادا نہ ہونے کی صورت میں تفریق پر فتوٰی موجود ہے)

ب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب بیوی کو اپنے شوہر کی خبر وفات مل گئی، اور اس نے انقضائے عدت کے بعد دوسرا عقد کر لیا، جس کے بعد پہلا شوہر بھی واپس لوٹ آیا، چونکہ اسکی خبر وفات غلط تھی، اس لئے یہ زوجہ اسکے عقد میں جا سکتی ہے، اور عورت کا یہ دعوی کہ اس کا شوہر مر چکا ہے خارج کر دیا جائے گا

بدیں سبب حضرت عمر کا یہ حکم ایک مجتہد کے اس فتوٰی پر مبنی ہے، جس کے حسب موقع (۲) دو مختلف پہلو ہوں

ایک امام مالک کے اس فتوٰی کی توثیق ہے کہ ایسی حالت میں ایسے مرد اور عورت دونوں میں تفریق ہی رہے گی

دوسری صورت امام شافعی کے اس فتوٰی پر ہے کہ حضرت عمر کے فتوٰی کے مطابق اگر ایسا شوہر اپنا مہر لینا چاہے تو اُسے دلوا دیا جائے، اور اگر یہ مرد اپنی بیوی کو اپنے گھر میں رکھنا چاہے تو یہ بھی اس کا حق ہے اور وہ اُسے واپس کر دی جائے

جب شوہر اپنی بیوی سے یہ کہہ دے کہ تم میری والدہ کی مانند ہو؟

(۵۶۴) بروایت امام مالک ... عہد فاروقی میں ایک صاحب نے اپنی منگیتر سے (قبل از نکاح) فرما دیا کہ اگر میرا عقد تمہارے ساتھ ہو جائے: تو تمہاری "کمر" میرے لئے میری ماں

کی قَسم ہے ——— امیر المومنین کے حضور یہ معاملہ پیش ہُوا، تو آپ نے اس مرد سے فرمایا، کہ اب آپ اس بی بی سے بغیر اس کے عقد نہیں کر سکتے، کہ پہلے آپ کفّارہ ظِہار[1] ادا فرمالیں

حائض کی عدّت

(۵۶۶) بروایت امام مالک . . . امیر المومنین ——— نے فرمایا، اگر طلاق کے بعد عورت کو ایک یا دو[2] (طہر، ماہواری ——— گزرنے کے بعد تیسری ماہواری نہیں آئی، تو اب اُسے عدت کے طور پر (۹) ماہ اور انتظار کرنے ہونگے، اور اگر اس مدت کے اندر (اس کا) حمل ظاہر ہو گیا، تو اسکی عدّت وضع حمل تک ہے (خواہ کسی وقت بھی یہ موقعہ آجائے) ——— ورنہ پورے

---

[1] مترجم: لفظ ظہر پشت کے معنے ہیں، اور عربی میں یہ کنایۂ طلاق "انت علی کظہر اُمّی" ہے، طلاق کے معاملہ میں اس قسم کے الفاظ جاہلیت میں مروّج تھے اور اس جملہ (مذکورہ) سے اُن میں قطعی طلاق (بائن) قرار پاتی، مگر اسلام نے اس کے بالعوض کفارہ سے اُسے بہت ہلکا کر دیا (اور فرمایا)

والذین یظاھرون من	(اے مومنو!) جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے
نسآءِھم ثم یعودون	ظہار کر بیٹھتے ہیں اور اس کے بعد وہ مرد پھر اُن
لما قالوا فتحریر	تعلقات ازدواج قائم کرنا پسند کرتے ہیں
رقبۃ من قبل ان	(تو یہ عورتیں اتنی بے وقعت نہیں بلکہ رجوع سے
یتماسا ذٰلکم	قبل وہ مرد ایک غلام آزاد کر لیں
توعظون بہ واللہ بما	یہ تمہیں آیندہ عبرت کے لئے بطور نصیحت کہا جاتا
تعملون خبیر ہ	ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے با خبر ہے
فمن لم یجد فصیام	مگر جو ایسا مرد غلام آزاد کرنے کی وسعت سے
شھرین متتابعین من	مجبور ہے، نہ سہی، وہ مسلسل (۲) ماہ تک روزہ
قبل ان یتماسا	سے رہے (تب رجوع کر سکتا ہے)
فمن لم یستطع فاطعام	اور اگر وہ روزہ داری کی توفیق سے بھی محروم
ستین مسکینا ... (۵۸: ۳-۴)	ہے تو یہ بھی نہ سہی، وہ (۶۰) مسکینوں کو کھانا ہی کھلادے

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۸۳

(۹) ماہ گذارنے کے بعد (جو حمل کی آخری مدت ہے (وہ عورت) از سرِ نو تین[3] ماہ کی عدت پوری کرے جس کے بعد اس کے لئے عقد حلال ہے

مطلقہ ایک یا دو[2] طلاق کے بعد شوہر اوّل سے کب عقد کر سکتی ہے ؟

(۵۶۷) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کو اس کا شوہر ایک[1] ـــ یا ـــ دو[2] طلاق کہہ کر اس سے ازدواجی تعلقات منقطع کرلے، اور وہ (بی بی) انقضائے عدت کے بعد اپنا دوسرا عقد کرلے، مگر یہ (شوہر ثانی) وفات یاب ہوگیا یا اس نے اُسے طلاق ہی کہہ دی، تو اب یہ (بی بی) اپنے پہلے شوہر سے پھر عقد کر سکتی ہے، اُس (تیسری طلاق یا دوسری اور تیسری) کی وجہ سے جس ایک (یا جن دونوں) کو اس کے شوہر نے استعمال نہیں کیا !

(مگر دوسرے مرد سے نکاح و مقاربت کے بغیر نہیں : مترجم)

اُمّ الولد

(۵۶۸) بروایت امام مالک . . . حضرت عمرؓ نے فرمایا، کہ جب باندی اپنے مالک سے صاحبِ اولاد ہوجائے، تو اب نہ اُسے فروخت کیا جائے اور نہ اُسے ہبہ میں دیا جائے اور نہ وہ ترکہ ہی میں تقسیم کی جائے، بلکہ اُس کا یہ مالک اُسے اپنے گھر ہی میں رکھے اور جب مالک انتقال کرجائے، تو یہ کنیز آزاد ہے

غلام کی تعذیب اسکو آزاد کرنا ہے

(۵۶۹) بروایت امام مالک . . . حضرت عمرؓ کے حضور ایک کنیز اپنا جھلسا ہوا چہرہ لیکر فریادی ہوئی، کہ اس کے مالک نے اُسے آگ سے جلا دیا ہے، اور امیرالمومنین نے مالک کے صرف اسی ظلم پر اُسے آزاد کردیا

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی نظیر حدیث (مرفوع) میں ملتی ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو جس کا نام "سندر" ہے، اُسے اس وجہ سے آزاد کردیا کہ اس کے مالک (زنباع نامی) نے اس غلام کو غصہ میں آکر خصی کرادیا تھا

(یہ واقعہ اصابہ ابن حجر جلد (۲) نمبر (۳۵۱۰) میں منقول ہے : مترجم :)

اور ـــــ !

حضرت عمرؓ کے اِس فتوی میں (۲) دو وجہوں سے معقولیت ہے، کیونکہ غلام کی (۲) دو حیثیتیں ہیں

ا ۔ وہ غلام ہونے کی وجہ سے مِلک بھی ہے

ب ۔ وہ ایک نفس (انسان) بھی ہے

پس اگر آقا نے اپنے غلام پر ایسا ظلم کیا، جس میں وہ اُس احترام نفس کی حد سے تجاوز کر گیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہے، تب غلام کے نفس ہونے کی وجہ غالب ہوگی اور اس کے مال ہونے کی حیثیت نظر انداز! اور اس پر ظلم ہونے کی وجہ سے اس کے مالک کے ذمے دیت واجب ہوگی (اس ظلم کی وجہ سے) جس دیت کے بالعوض اُسے وہی غلام آزاد کرنا ہوگا جس پر اُس (مالک) نے ظلم کیا ہے، بدیں سبب کہ یہ عتق (آزادی دینا بصورت دیت) اس مال کا عوض ہوگا جس کی وجہ سے شریعت نے مالک کو اپنے غلام کا حقِ مِلکیت عطا فرمایا، جیسے کہ شریعت نے انسان کو قصاص کے عوض میں دیت کی اجازت بخشی۔[له]

(۵۷۰) بروایت امام ابو حنیفہ ۔ ۔ ۔ اگر زوجہ کو وفات شوہر کی اطلاع آگئی اور صورت (بعد انقضائے عدت) عقد ثانی کر لیا (لیکن حقیقت میں وہ اطلاع غلط تھی) اور شوہر بسلامت واپس آپہنچا، تب ؛ شوہر اوّل مختار ہے کہ

ا ۔ کہ وہ دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جائے

(یا)

ب ۔ اپنا مہر بیوی سے واپس کرلے

بغیر طلاق باندی کی بیع ناجائز ہے

(۵۷۱) بروایت امام محمد بن الحسن (صاحب امام ابو حنیفہ در موطائے خود) ۔ ۔ ۔ آقا جس کنیز سے مقاربت کر چکا ہے محض فروخت کرنے ہی سے اسکی طلاق نہیں ہوسکتی ہے

یہ فتوی ہے حضرت عمرؓ اور جناب علیؓ و ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص و حذیفہ کا (کلہم اصحاب رسول اللہ صلعم ؛ مترجم ؛)

له دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے (مترجم)

عدت مطلقہ کی آخری حد!

(۵۷۱) بروایت امام ابوحنیفہ — امیر المومنین کے حضور ایک بی بی یہ استفسار لیکر حاضر ہوئیں کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق کہہ دی، مگر اسی مدت (زمانہ عدت) میں جب میں تیسرے طہر کے بعد غسلِ طہارت کے لئے پیراہن اُتار کر غسلخانہ میں بیٹھ چکی تھی تو میرا شوہر آپہنچا اور قبل اسکے کہ میں بدن پر پانی ڈالوں اُس نے مجھے کہا کہ "میں نے تیرے ساتھ رجوع کیا!" (پس اے امیر المومنین فتوٰی دیجئے ؟)

اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تشریف فرما تھے امیر المومنین نے آپ سے یہ مسئلہ دریافت فرمایا، انہوں نے کہا، اے امیر المومنین! یہ شخص ہنوز اس کے رجوع کا مستحق ہے، کیونکہ جب تک (تیسرا طُہر منقضی ہونے پر) اس بی بی کے لئے نماز حلال نہیں ہوئی تب تک اُسے بدستور حائض ہی تسلیم کرنا پڑے گا!

یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا، میرا بھی یہی فتوٰی ہے — اور اُسے اپنے شوہر کے ہاں جانے کی اجازت مرحمت فرمادی — اس کے بعد ابن مسعود سے فرمایا آپ تو بحرِ علم ہیں "(کَنِیْفٌ مَمْلُوٌّ عِلْمًا :- یہ الفاظ ہیں اور کنیف بمعنی ظرف کے ہیں مگر اردو میں علم کا ظرف مستعمل نہ تھا، مترجم)

طلاق رجعی کے بعد جبکہ عورت کو رجوع کی اطلاع نہ ہو

(۵۷۲) بروایت امام ابوحنیفہ — ایک صاحب کنف نامی اپنی بیوی کو طلاق کہہ کر کہیں چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد رجوع کا اعلان کرکے اسپر گواہ بھی مقرر کر دیئے، لیکن عورت کو اس رجوع کا علم نہ ہوا حتّٰی کہ اس عورت نے عقدِ ثانی کر لیا، اُدھر وہ بناؤ سنگھار کر رہی تھی اور اِدھر اس کے شوہر کنف امیر المومنین کے حضور حاضر ہوئے، آپ نے اس بستی کے میر محلہ کی طرف فرمان بھیجا، کہ اگر شوہر ثانی نے اس عورت سے مقاربت نہ کی ہو، تو یہ عورت اِسے (شوہرِ اوّل کو) واپس لوٹائی جائے، ورنہ نہیں — مگر واپسی کا موقعہ ختم ہوچکا تھا، کیونکہ مقاربت ہوچکی تھی اور میر محلہ نے واقعہ کی اطلاع امیر المومنین سے کردی،

(اوپر کی روایت "حماد عن ابراھیمؒ (نخعی) سے مروی ہے — اور!)

یہی روایت — اسی سند (حماد عن النخعی) سے حضرت علی کے فتوی میں بھی درج ہے، آپ نے یہ فرمایا، کہ اگر مرد نے طلاق کے بعد عدت کے اندر ہی گواہوں کے سامنے رجوع کر لیا مگر وہ مرد عورت کو ختم عدت سے قبل اپنے رجوع کی اطلاع نہ کر سکا حتی کہ اس عورت نے دوسرا عقد کر لیا — تو شوہر ثانی سے اس عورت کی تفریق کرا دی جائے — مگر!

ا - شوہر ثانی کو مقاربت کے بالعوض عورت کا مہر ادا کرنا ہوگا

ب - اور عورت کو اس مقاربت کی وجہ سے عدت پوری کرنا ہوگی

زوجہ سے ترک مفارقت کا مسئلہ

(۵۷۳) بروایتِ امام ابوحنیفہ . . . ایک عورت نے امیرالمومنین . . . کے حضور درخواست پیش کی، کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ مقاربت کرتا ہی نہیں؟ آپ نے فرمایا ایک سال تک اور انتظار کرو، عورت پورا سال گذار کر حاضر ہوئی، کہ اسکی تو اب بھی وہی حالت ہے! — امیرالمومنین نے عورت کو خیار (اختیار) دے دیا (اس حالت میں تم اپنے نفس کی مختار ہو!) عورت نے عرض کیا، اب میں اس کے عقد میں رہنا نہیں چاہتی، اسپر حضرت عمر نے دونوں میں تفریق کر دی، اور اسے طلاق بائن (ناقابل رجوع) قرار دیا

آزادکردہ باندی، جس کے ساتھ آقا نے مقاربت نہیں کی

(۵۷۴) بروایتِ ابوبکر . . . حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر آقا نے ایسی کنیز کو آزاد کر دیا جس سے اس کے مالک نے مقاربت نہیں کی، تو باندی مختار ہے کہ آزادی ملنے کے بعد اُس آقا سے تعلق (مقاربت) رکھے یا نہ رکھے

منع عزل

(عزل ہے خروج منی سے قبل الگ ہو جانا . . . . تاکہ حمل نہ رہ جائے، وغیرہ : مترجم)

(۵۷۵) بروایت ابوبکر . . . حضرت ابوبکر اور جناب عمر (ہر دو) مسلمانوں کو عزل سے منع فرماتے اور غسل کی ہدایت دیتے (یعنی جس امر پر غسل واجب ہو جاتا ہے)

استبراءِ کنیز صرف ایک طُہر تک ہے

(مسئلہ — ؟ فے یا غنیمت یا خریدی ہوئی کنیز آئی، اسکی عدتِ اول کا معاملہ کیا ہے؟ اور اصطلاح میں اسے استبراء کہا جاتا ہے)

(۵۷۶ و نیز در نمبر (۵۷۹) بروایت ابوبکر مکحول فرماتے ہیں، میں نے امام زہری (ابن شہاب) سے عرض کیا، آپ کو معلوم ہی ہے کہ ایسی — کنیز کا استبراء (زمانۂ عدت) حضرت عمرو ابن مسعود اور عثمان بن عفان کے نزدیک صرف ایک ہی طُہر تھا! — لیکن امیر معاویہ کا فتویٰ امپیر (۲) طُہر کا ہے! یہ سُنکر زہری نے فرمایا، ان حضرات کے ساتھ عبادہ بن صامت بھی متفق ہیں

(۵۷۷) بروایت ابوبکر . . حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی ایک کنیز کو قبل از استبراء فروخت کر دیا — اور دوسرے آقا کے ہاں اس (باندی) کا حمل ظاہر ہونے پر آ گیا، مالک نے یہ مقدمہ امیرالمومنین عمر کے حضور پیش کیا — ابن عوف نے جواب طلبی پر اعترافِ مقاربت کر لیا، حضرت عمر نے انکی اس مسئلہ سے ناواقفیت پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا، کہ اے عبدالرحمٰن! استبراء سے قبل بیعِ کنیز کے مسئلہ سے آپ کو تو ناواقف نہ ہونا چاہیئے تھا! اسی کنیز کے وضعِ حمل کے بعد مولود کے متعلق دوسرا قضیہ پیش ہُوا، اب حضرت عمر نے قیافہ شناس کی رائے کے مطابق یہ بچہ حضرت عبدالرحمٰن — کے سر ڈالا!

لعان

(ما لہ وما علیہ ؟ —

"بدانکہ اگر شخصے مرد اجنبی با زنِ اجنبیہ را بزنا نسبت کند حالِ او خالی از سہ حالت نیست"

۱ — اگر مقذوف (جسپہ الزام عائد کیا گیا) اقرار کرد از حد خلاص شد

۲ — و اگر (قاذف) چہار گواہ بر زنا آورد قاذف (الزام عائد کنندہ) از حد خلاص شد

۳ — و اگر مقذوف اقرار نہ کرد و چہار گواہ ہم قائم نشدند واجب شد بر قاذف حدِ قذف کہ ہشتاد (۸۰) تازیانہ است

و اگر شخصے زنِ خود را بزنا نسبت کرد یا حمل یا ولد او را از خود نفی نمود (یعنی شوہرِ او زن) از چہار حال خالی نیست

۱/۲ - اگر مقذوفہ (زوجۂ مرد آں) اقرار کرد یا قاذف چہار گواہ بر زنا آورد (یعنی شوہر)

حدِ قذف از قاذف برخاست

۳ - واگر لعان کرد نیز از حد قذف خلاص یافت (یعنی شوہر)

۴ - واگر از لعان ہم باز ایستاد حدِ قذف کہ ہشتاد تازیانہ است واجب شد نزدیک جمہور ———

پس لعان نام گواہیہائے چند است مقرون بقسم کہ زوج بسبب آں از موجبِ قذف خلاص مے شود" (مصفّٰی شرح موطا باب اللعان)

اور یہ مسئلہ مذکور ہے قرآن کریم میں بایں الفاظ !

والذین یرمون ازواجہم ولم	جو شوہر اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں
یکن لہم شہداء الا انفسہم	اور اُس پر گواہ نہ لا سکیں (بجز اپنے بیان کے)
فشہادۃ احدہم اربع	تو ایسا شخص چار مرتبہ قسم باللہ کے ساتھ بول
شہادات باللہ انہ لمن	شہادت دے کہ وہ صادق ہے، پانچویں مرتبہ
الصادقین والخامسۃ ان	یہ کہے کہ اگر وہ کاذب ہے تو اس پر اللہ کی لعنت
لعنۃ اللہ علیہ ان کان من	ہو، اور اسی طرح ملزمہ (عورت) چار مرتبہ خدا
الکاذبین ویدرؤا عنہا	کی قسم کے ساتھ شہادت دے کہ اس کا شوہر
العذاب ان تشہد اربع	کاذب ہے
شہادات باللہ انہ لمن الکاذبین	مگر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ (اس کا
والخامسۃ ان غضب اللہ علیہا	شوہر) الزام دینے میں صادق ہے تو مجھ پر
ان کان من الصادقین (۲۴: ۶۔۹)	اللہ کا غضب (لعنت) ہو

نکتہ ——— !

عجیب معاملہ ہے کہ کتاب اللہ نے اس کے بعد کچھ نہیں بتایا، کہ ان دونوں (زن وشوہر) کے آیندہ تعلق پر کیا کیجیے، یعنی وہ آپس میں متعلق رہیں یا ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں ؟

تو اسے سنت نے بیان کیا، یعنی !

ان رجلاً لاعن	عہدِ رسول اللہ میں ایک مرد نے اپنی

امرأتہ فی زمان رسول اللہ صلی اللہ	زوجہ سے لعان کیا اور اس کے بچے سے
علیہ وسلم وانتفی ولدہا ففرق رسول اللہ	اپنے نسب کی نفی کی، لعان کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بینہما والحق	نے دونوں میں تفریق کر دی اور بچے کو عورت
الولد بالمرأۃ (موطا شریف باب اللعان)	کے سر ڈال دیا

اور سنت رسول اللہ ہی کے شارح ہیں خلفائے راشدین: پس! حجیت حدیث میں!

ع چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما ! (مترجم)

(۵۷۸) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین ــــ نے فرمایا، کہ لعان کے بعد شوہر و زن دونوں میں تفریق کرا دی جائے

استبراء کنیز

(۵۷۹) (شرح مزید دربارۂ استبراء کنیز و یک بار در نمبر (۵۷۶، گذشتہ) بروایت ابوبکر . . تستر کی فتح میں جو حصہ (ابو موسیٰ (اشعری) کے ماتحت ہوئی، بہت سی عورتیں مسلمانوں کے قبضہ میں آگئیں، ان کے متعلق حضرت ابوموسیٰ ــــ نے امیرالمومنین سے دریافت کیا تو حضرتِ عمر نے تحریری فرمان بھیجا، کہ

"جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے کوئی مسلمان (اپنے حصہ کی) باندی کے ساتھ مقاربت نہ کرے، مبادا کافر اور مومن دونوں کی صلب سے ایک ہی مولود کا نمو ہو!"

استحقاق نسب

(۵۸۰) (والبغضٗ دربارۂ کنیز) بروایت ابوبکر . . . امیرالمومنین نے فرمایا (اے مردو) عورتوں کی حفاظت کرو یا نہ کرو مگر میں مولود کا نسب اسی سے کروں گا کے گھر میں وہ پیدا ہوا، اور اس سے مراد کنیز و آقا دونوں کی یکجائی سے تھا

(۵۸۱) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر نے فرمایا کہ جس مرد نے کسی مولود کو اپنی صلب سے بتایا، اب اس کے انکار کی گنجائش نہیں، (یعنی وہ اس کی اولاد میں شمار ہوگا)

عنین اور اُسکی زوجہ میں تفریق (عنین بمعنی نامرد)

(۵۸۲) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین حضرت عمرؓ کے حضور مقدمہ پیش ہوا کہ ایک خواجہ سرا نے عقد کر لیا ہے مگر عورت سے اپنا یہ عیب پوشیدہ رکھا آپ نے ان دونوں میں تفریق کر دی

عقد میں بیٹا بھی ولی بن سکتا ہے

(۵۸۳) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ ایک بی بی جس کا کوئی ولی نہ تھا، اس نے عقد کا ارادہ کر لیا اور اپنے فرزند سے کہا، کہ وہی اس کے عقد میں ولی کی نیابت ادا کرے، مگر لڑکا انکار کے بعد دریافت فتویٰ کے لئے حضرت عمرؓ کے ہاں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا تم ولی بن جاؤ، بخدائے پاک! جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے، اگر حنتمہ بنت ہشام (یعنی امیرالمومنین کی والدہ) مجھے یہ فرمائیں، کہ میں ان کے عقد میں ان کا ولی بن جاؤں تو میں کبھی انکار نہ کرتا ـــــ یہ سننے کے بعد وہ لڑکا اپنی والدہ کے نکاح میں اس کا ولی ہو گیا،

پردہ

(۵۸۴) بروایت ابوبکر ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا، اے مسلمانو! عورتوں کو بے پردگی سے بچائے رکھو، کہ جونہی انہیں عمدہ پوشاک نصیب ہوئی (ان کے نفس میں غرور حسن پیدا ہو گیا (وہ) گھر سے باہر نکل گرگشت کرنے پر مائل ہوئیں (اور فتنوں نے انہیں گھیر لیا : مترجم)

بیک مجلس تطلیقات ثلاثہ پر تعزیر

(۵۸۵) بروایت ابوبکر ۔ ۔ حضرت عمرؓ کے پاس جب کوئی ایسا مقدمہ آتا، کہ شوہر نے ایک ہی مجلس میں (۳) طلاق فرما دیں، تو آپ مرد کو سزا دے کر میاں بیوی میں تفریق کر دیتے

بطور مذاق طلاق کا وقوع ہو جانا

(۵۸۶) بروایت ابوبکر ۔ ۔ مدینہ منورہ میں ایک شخص رہتا تھا، بڑا یاوہ گو، اس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق کہہ دی، اس کا مقدمہ امیرالمومنین کے حضور آیا ـــ مرد نے بیان میں کہا کہ میں نے مذاق میں ایسا کیا، حضرت عمرؓ نے اس کے سر پر دُرّے لگا کر میاں بیوی میں تفریق فرما دی

دیوانے کی طلاق

(۵۸۷) بروایت ابوبکر ۔ ۔ عمرو بن شعیب فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نام امیرالمومنین (عمر فاروقؓ) کے ایک تحریری فرمان میں مرقوم تھا، کہ دیوانہ اگر اپنی بیوی سے طلاق بازی کرے، تو

مجنون کا ولی اس بی بی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دے

(۵۸۸) بروایت ابوبکر۔۔ عمرو بن شعیب[1] اپنے جدؓ سے روایت کرتے ہیں، میں نے حضرتؓ عمر فاروق سے (تحریری) مسئلہ دریافت کیا، کہ "شوہر مجنون ہو گیا ہے، اور خطرہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ہلاک کر دے؟" آپ نے جواب میں لکھا، کہ "ابھی ایک سال تک اُس (مجنون) کا معالجہ کیا جائے"

تغییر فتویٰ در قبول شہادت زن

(۵۸۹) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ نے حالتِ سُکر میں دی گئی طلاق پر عورتوں کی شہادت کو جائز رکھا

در معاملہ یکے از کنایاتِ طلاق

(۵۹۰) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حضور ایک سائل عرض گذار ہوا کہ "میں نے تو اپنی بیوی کو یہ کہہ دیا ہے، کہ تیری رسّی تیری گردن پر ہے! (حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ!)، اب؟" جناب ابن مسعودؓ نے اس پر امیر المومنین عمرؓ سے تحریری فتویٰ دریافت کیا، آپ نے لکھا، کہ اُس شخص کو موسمِ حج میں میرے پاس وہاں بھیج دیجئے گا، جب وہ شخص حاضر ہوا، تو آپ نے اسے حضرت علیؓ کے پاس بھجوا دیا، امیر المومنین علی بن ابی طالب نے اُس سے فرمایا، "میں تجھے قسم دے کر دریافت کرتا ہوں، کہ اس جملہ سے تیرا منشا کیا تھا؟" سائل نے عرض کیا "میرا منشا تو طلاق ہی تھا!" یہ سنکر حضرت علیؓ نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی

یہ روایت نمبر (۶۳۲) پر بروایت امام شافعی ایک زائد جملے کے ساتھ مروی ہے

زبردستی کی طلاق کا نتیجہ! "طلاق المکرہ"

(۵۹۱) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمرؓ نے مجبور کئے گئے (زبردستی سے طلاق لینا) کی طلاق کو جائز نہیں رکھا

قرابتِ خاصہ میں جمع منکوحات

---

[1] "عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی" (تہذیب التہذیب صفحہ ۴۸، نمبر (۸۰))

(۵۹۲) بروایت ابوبکر۔۔ عہد فاروقی میں ایک شخص نے اپنی زوجہ کی موجودگی میں اس کی حقیقی ہمشیرہ کی لڑکی سے عقد کر لیا۔۔ حضرت عمر نے اس مرد کو تعزیر فرمانے کے بعد اس دوسری منکوحہ میں تفریق کرا دی

(۵۹۳) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر کے عہد میں ایک غلام نے کسی کنیز کے ساتھ ارتکاب زنا کیا، جو حاملہ ہو گئی اور دونوں نے اعتراف بھی کر لیا، امیرالمومنین نے دونوں کو جلد کی سزا دینے کے بعد فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے نکاح کر لو! مگر غلام نے انکار کر دیا

مباشرت

(۵۹۴) بروایت ابوبکر۔۔ مدینہ منورہ میں عراق کا ایک وفد اترا، اور حضرت عمر سے ملاقات کی، پہلے آپ نے ان کا وطن دریافت کیا، پھر فرمایا،

انھوں نے دریافت کیا کہ عورت کے ایام — میں مباشرت کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ فرمایا جب سے میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اس دن کے بعد آج کے سوا کسی نے مجھ سے یہ دریافت نہ کیا،

— اور رسول اللہ نے فرمایا — کہ "مافوق الازار منع نہیں!"

رضاعۃ الکبیر

(۵۹۵) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر نے فرمایا، کہ زمانۂ رضاعت کے دودھ چھوڑنے کے بعد پھر دودھ پلوانے سے حرمت قائم نہیں ہوتی

(مترجم۔ یعنی رضاعت کی مدت[1] کے بعد اگر بچے کو کسی دوسری عورت نے (یا بالغ ہی کو بھی) دودھ پلا دیا ہے، تو اس سے حرمت پیدا نہیں ہوگی

(اور حرمت یعنی وہ معاملات ہیں، جو حقیقی یا رضاعی بہن بھائیوں میں بصورت منع ازدواجیت — و — استحقاق ترکہ کے ہوتے ہیں)

---

[1] بہ اختلاف مشہور مدت رضاعت کسی کے نزدیک ۲۔سال اور کسی کے نزدیک ۲½ برس ہے تو جس مسلک پر جو شخص گامزن ہو، یہ اس مدت کے بعد کا معاملہ ہے۔ مترجم

متعہ مساوی زنا ہے

(۵۹۶) بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت عمر نے فرمایا، اگر مجھے بروقت اطلاع مل جائے کہ کسی نے متعہ کیا ہے تو میں دونوں کو رجم کر دوں۔

(۵۹۷) بروایت ابوبکر۔ ۔ سعید ابن مسیب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ عمر کو جزائے خیر دے اگر وہ متعہ سے منع نہ فرماتے، تو زنا کا بازار گرم ہو جاتا

حلالہ

(مترجم: ایک مرتبہ طلاق کامل ہو جانے کے بعد عقد ثانی کر لیا، مگر اتفاق وقت سے دوسرے شوہر نے بھی اُسے طلاق دے دی، اب یہ بی بی اُس پہلے شوہر کے عقد میں پھر آ سکتی ہے یہ تو مسنون طریقۂ تحلیل تھا۔ لیکن بنفسہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے مدنظر بہ صورت تحلیل بھی تھی کہ مبادا مطلقہ کسی سے عقد ثانی بشرطِ طلاق کرلے اور ایک خلوت کے بعد اس (دوسرے مرد) سے حسب شرط طلاق حاصل کرکے (بعد از عدت) پھر اپنے پہلے شوہر سے عقد پڑھالے، تو یہ "حلالہ" ہے، اسپر احادیثِ مرفوعہ میں بھی لعنت کی گئی ہے، اور ـــ :)

(۵۹۸) بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت عمر نے (بھی) فرمایا، کہ اگر میرے پاس حلالہ باز (مرد و عورت) لائے گئے تو میں دونوں کو رجم کرا دوں گا

آخر الاجلین

(مترجم: ۔ زنِ مطلقہ کی ایک قسم طلاق یہ ہے، کہ بی بی حمل سے ہے اور میاں نے اُسے طلاق فرما دی، یا بیوی حمل سے ہے اور اُس کا شوہر طعمۂ اجل ہو گیا (واضح رہے کہ مطلقہ کی عدت (۳) طہر ہیں، بیوہ کی عدت $\frac{(۴) \text{ ماہ}}{(۱۰) \text{ یوم}}$ اور زنِ حاملہ جب بھی حمل سے فارغ ہو جائے اسکی عدت ختم ہے)

پس اختلاف اس میں ہے، کہ زنِ حاملہ کی عدت وضع حمل سے پوری ہوگی، اگر یہ مدت طلاق کے بعد یا وفات شوہر کے بعد ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو، یا دوسری صورت میں اُسے (۳) طہر عدت مطلقہ ـــ یا $\frac{(۴) \text{ ماہ}}{(۱۰) \text{ یوم}}$ ـــ عدت بیوہ بسر کرنا ہونگے، اور اس سلسلہ

میں حضرت عمر نے دوسرے اہلِ علم سے تبادلہ خیالات کیا تھا !

(۵۹۹) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ (اس معاملہ میں) حضرت عمر نے جناب علی اور زید بن ثابت سے مشورہ کیا، تو زید نے فرمایا، کہ مجرد وضع حمل کے ساتھ ہی اسکی عدت پوری ہوگئی، مگر امیرالمومنین علی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا، کہ ایسی عورت (بیوہ) کی عدت یہی (۴) ماہ (۱۰) یوم ہی ہے، زید نے علی سے فرمایا، کہ اگر ایسی عورت کا وضع حمل (۴) ماہ (۱۰) یوم کے بعد ہوا ہو تب ؟ حضرت علی نے فرمایا، آخرالاجلین ! (یعنی دونوں عدتوں میں جو طویل المدت ہو !)

دونوں حضرات کا یہ مکالمہ سُننے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا، کہ حاملہ عورت جس وقت وضع حمل کرلے، اگرچہ اس کے شوہر کی نعش ابھی پلنگ ہی پر پڑی ہو اور بعد میں نہلے جائی گئی ہو اس عورت کی عدت پوری ہوگئی

(۶۰۰) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر اپنے والد گرامی امیرالمومنین کا یہ فتویٰ ہمیشہ بیان فرمایا کرتے کہ متوفی شوہر کی مطلقہ کی عدت وضعِ حمل تک پوری ہوجاتی ہے اگرچہ اس کے وضعِ حمل کے وقت شوہر کی نعش ابھی پلنگ ہی پر کیوں نہ رکھی ہو

زنِ نیک نہاد ــ و ــ زبان دراز کا دین میں درجہ

(۶۰۱) بروایتِ ابوبکر۔ ۔ ۔ حضرت عمر نے فرمایا، کہ

ا ۔ ایمان باللہ کے بعد مرد (یا عبد) کو جو نعمتیں میسر آسکتی ہیں، ان میں سب سے بڑی نعمت وہ نیک نہاد بیوی ہے جس کا بدل دنیا کی کوئی بھلائی اور نیکی نہیں ہوسکتی

ب ۔ (اور اس کے خلاف) اختیارِ کفر کے بعد مرد (یا عبد) کے لئے سب سے بڑا عذاب وہ بدخلق بیوی ہے جسکی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، (اسکے بعد فرمایا کہ !)

ان عورتوں کے دو طبقے ہیں

۱ ۔ ایک طبقہ اس قدر مغتنم کہ کوئی دولت ان کا بدل نہیں ہوسکتی

۲ ۔ دوسرا گروہ اس حد تک عذابِ جان کہ بے بہا سے بے بہا فدیہ دے کر بھی ان سے گلوخلاصی محال ہے

دو حقیقی بہنوں کا ایک شوہر

(۶۰۲) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ قبیلہ بنی تیم میں ایک شخص نے جاہلیت میں بیک وقت دو (۲) حقیقی بہنوں سے عقد کر رکھا تھا ــــ اور اسلام لانے کے بعد بھی اُس نے دونوں کو گھر میں بدستور رہنے دیا ــــ جب حضرت عمر نے زمامِ خلافت سنبھالی اور اس کا مقدمہ پیش ہوا، تو امیرالمومنین نے حکم دیا، کہ دونوں میں سے کسی ایک کو رکھو اور دوسری کو علیحدہ کردو، ورنہ تمہاری گردن اُڑا دوں گا

عورت کو تخییرِ طلاق کے بعد اسکی طرف سے تین اور ایک طلاق کی تاثیر

(۶۰۳) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین ــــ کے حضور ایک شخص اپنا یہ مقدمہ لایا کہ اُس نے اپنی زوجہ کو اختیار طلاق دے دیا ہے، اور اُس عورت نے خود پر (۳) طلاق کہہ دی ہیں ؟ ــــ حضرت عمر نے یہ مسئلہ عبداللہ ابن مسعود سے دریافت کیا، انہوں نے عرض کیا، کہ یہ ایک طلاق ہوگی، اور شوہر کو اب بھی رجوع کا اختیار ہے، یہ سُنکر امیرالمومنین نے فرمایا، ہاں میری بھی یہی رائے ہے

(۶۰۴) بروایت ابوبکر۔ ۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے مسئلہ دریافت کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو حق طلاق تفویض کردیا، تو اُس نے خود پر (۳) طلاق کہہ دی ہیں؟ آپ نے فرمایا، یہ تینوں تمہیں ایک ہی طلاق ہے

پھر یہ شخص امیرالمومنین عمر کے حضور یہی مسئلہ لایا تو آپ نے بھی ابن مسعود کی تصدیق فرمائی

(۶۰۵) بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت زاذان فرماتے ہیں، امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی مجلس میں کئی حضرات جمع تھے، آپ سے مسئلہ دریافت ہوا، کہ "اگر شوہر بیوی کو حق طلاق تفویض کردے ؟" آپ نے فرمایا، ایک مرتبہ امیرالمومنین عمر نے مجھ سے یہی مسئلہ معلوم کرنا چاہا، تو میں نے عرض کیا کہ

ا - اس صورت میں اگر وہ (عورت) اپنے نفس کو اختیار کرلے تو ایک طلاق مگر بائنہ (قطعی) ہوگی

ب - اور اگر وہ (عورت) اپنے شوہر کو اختیار کرے تو ایک طلاق مگر رجعی ہوگی اور

شوہر کو حق زوجیت بدستور حاصل ہوگا!

(حضرت علی فرماتے ہیں) یہ سُنکر جناب عمر نے فرمایا، اے علی! بلکہ!

ا - اگر وہ شوہر کو اختیار کرلے تو طلاق رجعی بھی نہ ہوگی، (اور وہ بدستور (بغیر شمار یک طلاق) اُس کے حق میں رہے گی)

ب - اور اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرلے تب ایک طلاق ہوگی، مگر رجعی ہوگی اور شوہر کو حق زوجیت بدستور حاصل رہے گا

(جناب علی فرماتے ہیں) ہرچند مجھے اس فتوٰی سے اختلاف تھا، مگر امیرالمومنین (عمر) کی متابعت کی پابندی سے بھی مجھے مفر نہ تھا۔ اب مجھے خلافت تفویض ہوئی اور مسائل میرے سامنے لائے گئے، تو میں نے اس مسئلہ میں اپنے اُس فتوٰی پر عمل کیا، جو عہدِ فاروقی میں میرے سامنے تھا، حضرت علی یہاں تک پہنچے تھے، کہ ایک صاحب نے عرض کیا، اے امیرالمومنین! ان مسائل میں (بھی) آپ کا حضرت عمر سے متفق الرائے ہونا بہتر ہے اختلاف فتوٰی سے! یہ سُنکر حضرت علی ہنس دیئے۔۔۔ اور فرمایا،

ہاں! امیرالمومنین (عمر) نے یہی سوال زید بن ثابت سے بھی دریافت کرایا، مگر انہوں نے یہ فرمایا، کہ

ا - اگر وہ (عورت) اپنے نفس کو اختیار کرلے، تو تین (۳) طلاق ہونگی

ب - اور اگر وہ اپنے شوہر کو اختیار کرلے تو ایک طلاق ہوگی، مگر یہ طلاق بائن سمجھیئے، اور (غیر رجعی) ہوگی

"انتِ طالقٌ" سے مراد

(۴۰۶) بروایت امام ابوحنیفہ۔۔۔ عہدِ فاروقی میں جبکہ حضرت عروہ بن مغیرہ امیر کوفہ تھے آپ کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں شوہر نے اپنی زوجہ کو " انتِ طالقٌ البتۃ " کہہ کر مصیبت میں ڈال دیا، عروہ نے یہ مسئلہ قاضی شُریح (متعینہ کوفہ) سے حل کرانا چاہا، تو قاضی صاحب نے جواب میں فرمایا، کہ

ا - اس لفظ کی تعبیر میں حضرت عمر ایک طلاق قرار دیتے ہیں اور شوہر کا اُس

عورت پر حق زوجیت تسلیم کرتے ہیں

ب ۔ لیکن حضرت علی اسی لفظ سے تین (۳) طلاق مراد لیتے ہیں

یہ سنکر عروہ نے قاضی شُریح سے عرض کیا، آپ اپنا فتوٰی ارشاد فرمائیے ؟

قاضی صاحب نے جواب دیا، میں نے دو (۲) حضرات کا فتوٰی تو آپ کو بتا دیا ہے!

مگر حضرت عروہ بدستور مصر رہے اور انہیں قسم دے کر اصرار کیا، آخر شریح نے فرمایا کہ

"۔۔۔ میں اس لفظ کا مفہوم ایک طلاق سمجھتا ہوں اور " بَتّہ " کو نیا لفظ سمجھ کر اس پر حکم لگانے میں مجھے توقف ہے"

"ہاں ! اس کے شوہر سے دریافت کیا جائے، اگر اسکی نیت اس کلمہ سے (۳) طلاق کی ہے، تو ایسا ہی تسلیم کرنا ہوگا، اور اگر اسکی نیت ایک طلاق کی تھی تو ایک مگر بائن نہیں بلکہ قابلِ رجوع طلاق سمجھی جائے گی"

بصورت تخییر زوجہ سے یہ لفظ کہنا کہ " امرکِ بیدکِ " (تجھے اپنا اختیار ہے)

(۶۰۷) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر اور جناب ابن مسعود ہر دو (۲) صحاب کا فتوٰی ہے کہ لفظ " اَمرکِ بیدکِ " ۔۔ اور ۔۔ (لفظ) " اختاری " دونوں یکساں ہیں

تجھے اپنا اختیار ہے . . . . ایضًا

سلبِ تخییر

(۶۰۸) بروایت ابوبکر . . . امیرالمؤمنین اور جناب عثمان ابن عفان دونوں کا فتوٰی ہے کہ جس مجلس میں شوہر نے زوجہ کو حقِ طلاق تفویض کیا ہے اگر اُسی مجلس میں اس (زوجہ) نے تفویض کا استعمال طلاق کی کسی صورت میں نہیں کیا، حتّٰی کہ اس کا شوہر اُس مجلس سے ہٹ گیا، تو اب اس عورت سے یہ حق تخییر سلب ہوگیا اور اس کا شوہر بدستور حقِ طلاق پر قابض رہا

(۶۰۹) بروایت ابوبکر . . حضرت عمر نے طلاق بَتّہ کو ایک ہی شمار فرمایا، اور شوہر کا حقِ زوجیت قائم رکھا

(۶۱۰) // // // // // // // // //

کنایات طلاق میں لفظ "خَلِیّہ" و "بَرِیّہ" و "بائنہ" و "حرام" وغیرہ سے مراد

(۶۱۱) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت عمر اور جناب ابن مسعود ہر دو اصحاب لفظ "خَلِیّۃ" (یکطرف شدم از من) کے معنی ایک طلاق لینے اور شوہر کا حق زوجیت بحال رکھنے

(۶۱۲) بروایت ابوبکر۔۔۔ اسی طرح یہ ہر دو حضرات لفظ "بَرِیّۃ" (از من بری شدم) میں ــــ

(۶۱۳) " " " " " " " " " "بائنۃ" میں (از من جدا شدم) ــــ

(۶۱۴) ایک صاحب نے اپنی زوجہ کو طلاق کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ تو مجھ پر حرام ہے حضرت عمر نے اس قضیہ پر فرمایا کہ اس سے حرمت واقع نہیں ہو سکتی (مرادی معنی)

(۶۱۵) بروایت ابوبکر۔۔ حضرت ابوبکر و عمر اور جناب ابن مسعود (ہر ۳ حضرات) کا فتوٰی ہے کہ شوہر کے اتنا کہنے سے عورت اسپر حرام نہیں ہو سکتی کہ "تو مجھ پر حرام ہے" البتہ شوہر پر کفارۂ یمین پڑجاتا ہے

(۶۱۶) بروایت ابوبکر۔۔۔ ایک بی بی نے اپنے شوہر سے تین مرتبہ کہا کہ آپ مجھے نجات دیجئے! نجات دیجئے! نجات دیجئے! میاں نے جواب میں فرمایا "ہاں! ہاں! ہاں!" مگر بعد میں یہ معاملہ بصورت مقدمہ حضرت عمر کے حضور آیا، تو آپ نے شوہر سے فرمایا "کیا آپ یہ چاہتے ہیں، کہ میں اُسے آپ سے علیحدہ کردوں؟ نہیں! وہ تیری زوجہ ہے! وہ تیری زوجہ ہے!"

غلام اپنی منکوحہ کی طلاق کا خود مختار ہے نہ کہ اس کا مالک

(۶۱۷) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا، طلاق کا مالک وہی شخص ہے، جو اُس عورت سے مقاربت کا مجاز ہے اور اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ جب آقا اپنے غلام کو نکاح کرنیکی اجازت بخش دے تو طلاق مالک کے اختیار میں نہ ہو گی بلکہ غلام کو اسپر اختیار ہوگا

اگر شوہر و زن دونوں میں سے ایک ہی مسلمان ہے تو تفریق واجب ہے

(۶۱۸) بروایت ابوبکر۔۔ قبیلۂ بنی تغلب کے ایک صاحب عبادہ بن نعمان نے بنو تمیم

کی ایک عورت سے عقد کرلیا، یہ دونوں غیر مسلم تھے، آخر بیبی مشرف باسلام ہوگئیں، اس اطلاع پر حضرت عمر نے معاہدۂ مذکور سے فرمایا کہ یا تو اسلام لے آیئے، ورنہ مومنہ اور غیر مسلم زن وشوہر ہوکر نہیں رہ سکتے، معاہد نے اسلام لانے سے انکار کردیا، اور امیرالمومنین نے اس زن مسلمہ کو عبادہ سے علیحدہ کردیا

اقرار زوجیت کی نفی کذب ہے

(۶۱۹) بروایت ابوبکر.. حضرت عمر فرماتے ہیں کہ شادی شدہ مرد اگر یہ کہدے کہ اسکی بیوی نہیں ہے، تو یہ بھی کذب ہے

عورت کا استحقاق رجعیت

(۶۲۰/۶۲۱) بروایت ابوبکر.. حضرت عمر اور ابوالدرداء اور معاذ ہر(۳) حضرات کا فتویٰ ہے کہ عورت ایک یا دو(۲) طلاق لینے کے بعد اپنے بقیہ حق کے بالعوض (اگر ایک طلاق ہے تو دو باقی رہ گئیں اور دو(۲) ہیں تو ایک!) پھر اپنے اسی شوہر کے پاس جاسکتی ہے

تاثیر واجب کرنے والے کلمات میں ایک طلاق بھی ہے

(۶۲۲) بروایت ابوبکر.. امیرالمومنین نے فرمایا، کہ (۴) کلمے قصداً زبان پر آئیں یا از راہ مذاق وتمسخر مگر اپنا اثر واجب کردیتے ہیں

غلام سے کہنا کہ تو آزاد ہے
بیوی سے کہنا کہ تجھے طلاق ہے
جس عورت کا جو ولی ہو، وہ اسکی بابت یہ کہدے کہ میں نے مثلاً ہندہ کا نکاح آپ سے یا آپ کے فلاں عزیز سے کردیا
کوئی نذر مان لینا

خُلع

(مترجم: طلاق کے عوض میں بیوی کی طرف سے شوہر کو کچھ مال (جسپر مرد راضی ہوسکے) دیکر طلاق حاصل کرنا خلع ہے، اور ایسی عورت کی یہ طلاق بائن (قطعی) ہے)

بدزبان بیوی سے خلع — اور خلع سلطان کے بغیر بھی جائز تھا اور اس کا معاوضہ

(۶۲۳) بروایت ابوبکر۔۔ ایک صاحب اپنی بدزبان بیوی کا مقدمہ امیرالمومنین کے حضور لائے آپ نے اس سے خلع کا حکم صادر فرما دیا

(۶۲۴) بروایت ابوبکر۔۔ میاں بیوی آپس میں خلع کرنے کے بعد امیرالمومنین کے حضور تصدیق کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا خلع کے لئے سلطان وقت کی تصدیق ضروری نہیں،

(۶۲۵) بروایت ابوبکر۔۔۔ امیرالمومنین حضرت عمر خلع کو اس قدر ناپسند فرماتے کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا، خلع میں اپنی عورت کی مینڈھیوں کے ماسوا اس کے بدن کی پوشاک تک بھی لے لیجئے

شوہر زنِ مطلقہ کے نفقہ و سکنیٰ دونوں میں کسی کا مکلف نہیں

(۶۲۶) بروایت ابوبکر ـــ امیرالمومنین نے فرمایا، کہ کسی عورت کے اس مطالبہ پر کہ اس کے نفقہ و سکنیٰ کا ذمہ دار اس کا شوہر ہے اُسے یہ حق دلانے میں ہم کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت ترک نہیں کر سکتے[۵]

اگر مطلقہ عدت میں دوسرا عقد کرے تو اسکی سزا

(۶۲۷) بروایت ابوبکر۔۔۔ امام شعبی فرماتے ہیں، حضرت عمر سے مروی ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس نے عدت ہی میں دوسرے مرد سے عقد کر لیا، تو اس پر یہ پابندیاں عائد ہونگی:

۱۔ عورت اور اس کے شوہر ثانی میں تفریق

۲۔ عورت ایک عدت شوہر اول کی پوری کرے

۳۔ 〃 〃 دوسری 〃 〃 ثانی 〃 〃 〃

۵؎ جیسا کہ فاطمہ بنت قیس کے واقعہ طلاق میں مذکور ہے کہ جب ان کے شوہر نے انہیں طلاق بھیجدی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو شوہر کے گھر سے ہٹا کر ابن ام مکتوم کے ہاں رہنے کا حکم دیا، مگر مالک مکان کے ہاں ان کے عزیز و اقارب کی آمد و رفت زیادہ رہتی۔ اس شکایت کی وجہ سے آنحضرتؐ نے (فاطمہ بنت قیس) کو وہاں سے منتقل کرا دیا۔

(سنن نسائی کتاب الطلاق باب الرخصۃ فی خروج المبتوتۃ من بیتہا فی عدتہا لسکناہا زاد المعاد صفحہ ۳۵)
(مترجم)

۴ - دوسرے شوہر سے مہر وصول کر کے بیت المال میں داخل کیا جائے

۵ - ہر دو عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے شوہر سے اس عورت کا کبھی عقد نہ ہو

۶ - شوہر اوّل اگر چاہے تو اس عورت سے عقد کر سکتا ہے

کنیز کا استبراء

(۴۲۸) بروایت ابوبکر۔ ۔ امیرالمومنین نے فرمایا، اگر آقا نے باندی سے مفاربت کرلی بعد میں آقا کا انتقال ہوگیا تب کنیز کے حمل ظاہر ہونے یا نہ ہونے کا انتظار کرنے کے بعد اُس سے عقد کیا جائے

عنّین شوہر، ایک سال تک علاج کرائے

(۴۲۹) بروایت ابوبکر۔ ۔ حضرت عمر نے عنین کو ایک سال تک معالجہ کی اجازت دی، اس کے بعد اگر وہ صحت یاب نہ ہو، تو شوہر وزن میں تفریق کا حکم صادر فرمایا

عدت میں حج کے لئے جانا منع ہے

(۴۳۰) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین نے ایسی عورتوں کو (مقام بیدا) سے واپس لوٹا دیا جو حج کے لئے جا رہی تھیں، اور ان کے شوہر ابھی ابھی انتقال کر چکے تھے (یعنی ہنوز زمانۂ عدت ختم نہ ہُوا تھا)

بیوہ اپنی عدت شوہر کے گھر میں گذارے

(۴۳۱) بروایت ابوبکر۔ ۔ ۔ امیرالمومنین عمر اور حضرت ابن مسعود (ہر دو حضرات) نے فرمایا، کہ عورت اگر شوہر کے گھر میں ہے اور وہ بیوہ ہوگئی ہے تو اپنی عدت وہ اُسی گھر میں پوری کرے

(۴۳۲) بروایت امام شافعی۔ ۔ ۔ (روایت مشتمل بر مضمون نمبر: ۵۹۱) (باضافہ این الفاظ یعنی) کہ حضرت عمر نے سائل سے فرمایا، میں تجھے اس گھر کے رب کی قسم دیتا ہوں ۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ سائل نے عرض کیا، کہ اگر آپ مجھے اس قسم کے سوا کوئی اور قسم دیتے تو بھی میں سچی بات کا اعتراف نہ کرتا

(۶۳۳) بروایت امام بیہقی ... (بحسب روایت نمبر ۶۱۲)

(۶۳۴) " " " " ... " (" " ۶۰۴)

فریب سے حاصل کردہ طلاق واقع نہیں ہوتی

(۶۳۵) امام شافعی (تعلیقاً) ---اور امام دارمی (مسنداً) روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص شہد حاصل کرنے کے لئے غار میں اُترا، اور غار کے دہانے پر اسکی بیوی شوہر کی کمر سے رسّی باندھے کھڑی تھی۔ اُس نے شوہر سے کہا، کہ یا تو مجھے (۳) طلاق دو، ورنہ میں رسّی کاٹے دیتی ہوں۔ شوہر نے اُسے خدا کا واسطہ دیا، اسلام کا وسیلہ پیش کیا، مگر وہ باز نہ آئی، اور مرد نے ڈر کر اُسے تین (۳) طلاق کہہ دیں، مرد غار سے باہر آیا، تو اُس نے اپنا مقدمہ امیرالمومنین کے حضور پیش کیا، آپ نے فرمایا، یہ کوئی طلاق نہیں، جائیے اُسے اپنے گھر میں رکھیے

شوہر کی مظلومہ بمنزلہ مطلقہ کے ہے

(۶۳۶) بروایت بیہقی... حضرت عمر نے فرمایا، کہ جو شوہر اپنی زوجہ کو گرسنہ رکھے یا اُسے باندھے رکھے یا اُسے مضروب کرتا ہے تو اُس شوہر کا حق زوجیت ختم ہوگیا۔

ایلا

ایلا[۱] عبارت از آں است کہ مرد سوگند خورد کہ جماع نہ کند با زن خود ابد، آیا مدتے کہ از چہار ماہ باشد قال اللہ تعالیٰ

والذین یؤلون من نسائھم	برائے آنانکہ قسم مے خورند از زنان خود
تربص اربعۃ اشھر فان فاؤا	بہ ترک جماع انتظار چہار ماہ است پس
فان اللہ غفور رحیم ۰	اگر رجوع کردند برآئینہ خدائے تعالیٰ آمرزگار
	مہربانست
وان عزموا الطلاق	واگر قصد مصمم کردند بر طلاق، پس برآئینہ
فان اللہ سمیع علیم ۰	خدائے تعالیٰ شنوا و دانا است
(۲۲۶ : ۲ — ۲۲۷)[۱]	

---

[۱] منقول از مصفّٰی باب الایلاء (مترجم)

(۶۳۷) بروایت امام شافعی ... امیرالمومنین نے فرمایا، کہ ایلا کے بعد اگر شوہر (۴) ماہ تک انتظار کرے، تو یہ ایک طلاق واقع ہوگی اور مرد کو عدت کے اندر رجوع کا اختیار

(۶۳۸) (مشتمل برمضمون نمبر: ۵۸۱) بروایتِ امام شافعی ... امیرالمومنین عمر نے قبیلۂ بنی زہرہ کے ایک معمر شخص سے دریافت کرایا کہ زمانۂ جاہلیت میں ناجائز اولاد کی توریث کس طرح متعین ہوتی؟ ــ مسئول نے جواب میں عرض کیا، اُس دور میں تو عجیب حالت تھی کہ نطفہ کسی کا ہے، ــ اور ــ تولید کہیں ہو رہی ہے! حضرت عمر نے فرمایا آپ نے صحیح کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے، کہ جس کے گھر میں تولید ہوتی ہے اولاد اسکی سمجھی جائے گی! (بفحوائے حدیث مرفوع "الولد للفراش")

رضاعۃ الکبیر

(۶۳۹) بروایت امام مالک و امام شافعی ... امیرالمومنین عمر کے حضور ایک شخص فریادی ہوا، کہ میں نے اپنی کنیز سے مقاربت کرلی، اور میری بیوی نے (یہ دیکھ کر) اُسے اپنا دودھ پلاکر مجھے متنبہ کیا، کہ "آپ اس باندی سے مقاربت نہ کرنا، میں نے اُسے اپنا دودھ پلادیا ہے!" ــ آپ نے فرمایا، جائیے! بیوی کو سرزنش کیجئے اور کنیز سے مقاربت! میں مضائقہ نہ سمجھئے رضاعت تو صغیر کی مُحرِم ہے (یعنی زمانۂ رضاعت میں نہ کہ دودھ چھڑانے کی مدت معینہ کے بعد: مترجم:)

باپ کی "خاص" ــ باندی سے فرزند مقاربت نہ کرے

(۶۴۰) بروایت امام مالک ... امیرالمومنین عمر نے اپنی ایک باندی اپنے فرزند کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اِسے برہنگی میں دیکھ لیا ہے تم اس سے مَس (مقاربت) نہ کرنا! ــــ اسپر امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر باپ نے کسی عورت کی شرمگاہ بھی دیکھ لی ہے تو یہ عورت اُس کے فرزندوں پر حرام ہوگی!

مگر امام شافعی اِس سے حرمت کے قائل نہیں

اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس قسم کے الفاظ جن میں کشف مراد ہو جماع کے مترادف ہیں، کیونکہ شرفا کی بولی میں جماع کی تعبیر اسی قسم کے کنایات سے ہوتی ہے

اھل کتاب کا ذبیحہ (اگر جائز ہے تو ان کی عورتوں سے نکاح بھی جائز ہے : مترجم :)

(۶۴۱) بروایت بیہقی . . . ایک عامل نے حضرت عمر کی خدمت میں عریضہ لکھا "اے امیرالمؤمنین ! اس خطہ میں ہم سے پہلے جو لوگ آباد ہیں، ان میں ایک طبقہ سامری کہلاتا ہے یہ سَبَت (اتوار) کے روز عبادت کرتے ہیں، تورات پڑھتے ہیں، اور قیامت پر ان کا ایمان ہے کیا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے ؟" آپ نے (تحریری) جواب میں فرمایا "یہ لوگ اہل کتاب ہیں اور ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے !"

مگر نصاریٔ بنو تغلب کے ذبیحہ کی ممانعت

(۶۴۲) بروایت امام شافعی . . . امیرالمومنین عمر نے فرمایا " قبیلۂ بنو تغلب کے نصاریٰ اہل کتاب ہیں ہی نہیں ، اس لئے ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال نہیں سو وہ اگر اسلام نہ لائے تو میں ان کی گردن اُڑا دوں گا

حرمتِ متعہ

(۶۴۳) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . ایک عورت جس کے والدین عجمی تھے مگر اسکی ولادت و تربیت عرب میں ہوئی تھی، ربیعہ ابن امیہ نے اس عورت سے متعہ کیا جب وہ حاملہ ہو گئی، تب خولہ بنت حکیم کو معلوم ہوا اور اس نے حضرت عمر کو تمام واقعہ کی اطلاع دی، امیرالمؤمنین سنتے ہی دولت کدہ سے باہر تشریف لے آئے غصہ میں بھرے ہوئے تھے، اور فرمایا، اگر مجھے بروقت اطلاع ہو جاتی تو میں اُسے رجم کرا دیتا

حلالہ (نمبر (۲) — اور نمبر (۱) روایت نمبر (۵۹۸) میں ہے)

(۶۴۴/۶۴۵) بروایت امام شافعی . . . ایک صاحب نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دے کر اس کا قصہ پاک کر دیا، مطلقہ کی سہیلیوں میں سے ایک دلالہ کو علم تھا، کہ مسجد نبوی کے صدر دروازے پر ایک مسکین اعرابی پڑا رہتا ہے، اس عورت نے اعرابی سے کہا، کہ اگر تم اس شرط پر ایک عورت سے نکاح کرنا چاہو کہ ایک شب بسر کرنے کے بعد اُسے طلاق دے دو، تو میں یہ انتظام کرا سکتی ہوں۔ اعرابی نے اسے تسلیم کر لیا، اور نکاح ہو گیا، لیکن اس منکوحہ نے اعرابی کو تاکید کر دی کہ صبح کے وقت یہ لوگ تجھ سے اصرار کریں گے، مگر تم مجھے طلاق نہ دینا، اور تمہاری کفالت کی میں ذمہ دار ہوں

اس وقت تم اپنا معاملہ امیرالمومنین کے حضور لے جانا، آخر یہی ہُوا کہ صبح کے وقت اُدھر وہ لوگ آگئے۔ اِدھر یہ عورت بھی پہنچ گئی۔ اس نے ان سے کہا، تم ہی لوگ اسے اپنے ہمراہ لائے تھے تم ہی اس سے طلاق مانگو! مگر اعرابی نے طلاق دینے سے انکار کر دیا، اور معاملہ حضرت عمر کے حضور پہنچا امیرالمومنین نے بھی اعرابی سے فرمایا، تم اپنی بیوی کو طلاق نہ دینا۔ اور اگر یہ لوگ تمہیں دستو نہ دیں تو تم میرے پاس آنا، اس کے بعد اس زن دلالہ کو بلا کر تعزیر کی ـــــ یہ اعرابی کبھی صبح کے وقت اور کبھی شام کے قریب ایک ریشمی چادر اوڑھ کر امیرالمومنین کے پاس آتا تو حضرت عمر اسے دیکھ کر یہ دُعا دیتے کہ

الحمد لله الذی کساک یا ذا الرقعتین حلة تغدو فیها وتروح

(اے بوسیدہ لباس پہننے والے! سب تعریف اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے ریشمی چادر پہنوا دی جس میں تو اپنی صبح بسر کرتا ہے اور اپنی شام ـــ اور اسی طرح اس پہناوے میں اپنی شام اور صبح گذارتا ہے)

احرام میں نکاح باطل ہے

(۶۴۶) بروایت امام شافعی۔۔ حضرت علی اور جناب عمر دونوں کا فتویٰ ہے، کہ محرم حالت احرام میں نہ اپنا نکاح کرے نہ کسی اور کا نکاح پڑھائے، اگر اس نے ایسا کیا تو یہ نکاح باطل ہو گا،

زن مجنونہ یا مبروصہ سے نادانستگی میں عقد و مقاربت

(۶۴۷) بروایت امام مالک و امام شافعی ۔۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا، کہ جو شخص کسی ایسی عورت سے (نادانستگی میں) نکاح کرے، جو دیوانی ہے یا اُسے برص کی بیماری ہے حتیٰ کہ اُس نے مقاربت بھی کر لی ہے (اور اب وہ اسے طلاق دینا چاہتا ہے) تو یہ شوہر اس کا پورا مہر ادا کرے مگر عورت کا ولی بھی اپنے پاس سے اُس مرد کو اُس مہر ہی کے برابر تاوان ادا کرے

تعلیم قرآنی پر وظائف ـــ شرفا و صحابہ کی معیشت کا انتظام

(۶۴۸) بروایت بیہقی۔۔ حضرت عمر نے اپنے ماتحت عمال کو فرمان بھیجا کہ لوگوں کے لئے قرآن مجید پڑھانے والے معلم مقرر کر کے بیت المال سے ان کے وظیفے مقرر کر دو

بعض عاملوں نے جواب میں عرض کیا کہ وظیفہ کے لالچ سے خواندہ و ناخواندہ ہر ایک شخص تعلیم القرآن شروع کرے گا، امیرالمومنین نے ارقام فرمایا (نہ سہی) ایسے لوگوں کے وظائف ان کی شرافت و صحبتیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے جاری کر دو!

صغیرالسن غلام کو آزاد کرنے کی بجائے اسکی بلوغت کا انتظار

(۶۴۹) بروایت امام ابوحنیفہ . . . اسود نے ایسے غلام کو آزاد کیا، جو صغیرالسن تھا، اور اس غلام میں اسود کے بھائی بھی شریک تھے، امیرالمومنین نے فرمایا کہ اسے بالغ ہونے دو، اس کے بعد باہمی مشورہ سے خواہ اُسے آزاد کر دیجئے خواہ ملکیت میں رکھیئے

جب باندی نے فریب سے خود کو حرّہ بتا کر عقد کر لیا

(۶۵۰) بروایت امام مالک . . . ایک باندی نے آزاد کو بہ فریب دے کر اُس سے عقد کر لیا کہ وہ بھی حُرّہ ہے، اور رہتے سہتے ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا، تب حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ کنیز ہے اور معاملہ حضرت عمر (یا جناب عثمان) یا دونوں میں سے کسی ایک کے حضور لایا گیا فیصلہ ارشاد ہوا کہ عورت اس بچے کے عوض میں شوہر کو ایک غلام اپنی طرف سے پیش کرے

بیوہ عورت کی قبل از وقت ولادت پر

(۶۵۱) بروایت امام مالک . . . ایک بی بی نے بیوہ ہونے سے ۴ ماہ ۱۰ یوم عدت پوری کر لینے کے بعد عقد ثانی کر لیا، مگر ہنوز ۴ ماہ ۱۰ یوم ہی منقضی ہوئے تھے، کہ اُس کے بطن سے صحیح الاعضاء بچہ تولد ہوا جس نے سب کو حیرت میں ڈال دیا، اور معاملہ امیرالمومنین حضرت عمر کے حضور پیش ہوا، آپ نے اُن معمر بی بیوں کو بلایا جو مسلمان ہو چکی تھیں اور انہوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی دیکھا تھا، اور حضرت عمر نے ان سے اس معاملہ پر رائے طلب فرمائی

ان میں سے ایک بی بی نے عرض کیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بی بی کے بطن میں پہلے شوہر سے نطفہ قرار پایا ہی تھا، کہ اُس غریب کو موت آگئی، اور یہ بدنصیب اُس پر خون کے آنسو بہانے بیٹھ گئی جس سے نطفہ بے حس ہو گیا —— اب اس نے دوسرا

عقد کر لیا! اِسے پھر راحت نصیب ہوئی اور وہی نطفہ پھر سر اُٹھا ـــ یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے اُس بی بی کی تصدیق فرمانے کے بعد شوہر اور زوجہ دونوں میں تفریق کر دی، لڑکا پہلے شوہر سے منسوب فرما دیا، اور ان سے فرمایا، امید ہے کہ تم دونوں سے مجھے اچھی اطلاع ہی پہنچے گی!

قیافہ پر نسب کا مدار

(۴۵۲) بروایت امام مالک . . حضرت عمرؓ کا معمول تھا، کہ اگر اسلام لانے کے بعد کوئی شخص اپنے عہدِ جاہلیت کی اولاد کو خود سے منسوب کرتا، تو اُس اولاد کو مدعی ہی سے منسوب کرتے

ـــ آخر آپ کے سامنے ایک لڑکے کے معاملہ میں جاہلیت کے (۲) مدعی آئے، امیرالمومنین نے قیافہ شناس سے پوچھا، تو اُس نے لڑکے کو دونوں کی اولاد بتایا، اسپر حضرت عمرؓ نے اُسے دُرّہ لگا کر ایک طرف کر دیا، اور اب غلام کی والدہ کو بلایا، اُس نے عرض کیا، کہ ان دونوں میں سے یہ صاحب (یعنی ان دونوں میں سے کسی) میرے ہاں آتے رہے، حتّٰی کہ انہوں نے گمان کر لیا کہ میں حمل سے ہوں، اور اس کے بعد آنا بند کر دیا۔ جس کے بعد مجھے ماہواری ہو گئی، اور اب یہ دوسرے صاحب آنے لگے ان سے بھی میرا ویسا ہی لگاؤ تھا، مگر میں لڑکے کو نہ خود دونوں میں کسی ایک سے منسوب نہیں کر سکتی!

یہ سُنکر قیافہ شناس نے خوشی سے تکبیر کہی ـــ اور امیرالمومنین نے لڑکے سے فرمایا، کہ تم ان دونوں میں جسے پسند کرو، اُس کے ہاں چلے جاؤ!

الولد للفراش (مولود کا نسب فراش پر منحصر ہے)

(۴۵۳) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین عمر بن الخطاب نے فرمایا، عجیب حالت ہے ان لوگوں کی، کنیزوں سے مقاربت کرتے ہوئے اندیشۂ تولید سے عزل کرتے ہیں، میرے سامنے اگر ایسا معاملہ آیا جس میں کنیز کا مالک مقاربت کا اعتراف کر لے، تو ایسی کنیز کے بچے کا نسب میں اُسکے مالک سے ملحق کر دوں گا

اب تم عزل کرو یا نہ کرو ـــــــ اس فتویٰ کا ماخذ یہ حدیث مرفوع ہے۔

وعن عائشة قالت كان عتبة بن ابي وقاص عهد الى اخيه سعد بن ابي وقاص ان ابن وليدة زمعة مني فاقبضه اليك!
فلما كان عام الفتح اخذه سعد فقال انه ابن اخي! وقال عبد بن زمعة اخي!
فتساوقا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال سعد يا رسول الله ان اخي كان عهد الي فيه وقال عبد بن زمعة اخي وابن وليدة ابي ولد على فراشه
فقال رسول الله هو لك يا عبد بن زمعة الولد للفراش وللعاهر الحجر ثم قال لسودة بنت زمعة احتجبي منه لما رأى من شبهه بعتبة فما رآها حتى لقي الله
(بخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش حرة كانت او امة)

(بروایت ام المومنین حضرت عائشہ) عتبہ نے اپنے برادر حقیقی حضرت سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی کنیز کے بطن سے جو بچہ متولد ہو، وہ میری صلب سے ہے، تم آپ قبضہ کر لینا، (اور عتبہ کا انتقال ہو گیا) (یہ واقعہ مکہ کا تھا) فتح مکہ میں حضرت سعد نے اس بچہ کو پکڑ لیا، تو زمعہ کے فرزند حقیقی جناب عبد نے ان سے واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو میرے باپ (زمعہ) کی صلب سے ہے اور میرا بھائی ہے! معاملہ رسول اللہ کے حضور پہنچا، اور دونوں نے اپنا اپنا ماجرا عرض کیا، (لڑکا تو عتبہ کے گھر میں ہوا تھا) آنحضرت صلعم نے فیصلہ فرمایا، کہ مولود کا نسب اسی باپ سے ملحق ہوگا، جس کے بستر پر اسکی ولادت ہوئی ("الولد للفراش") ہو،
اس کے بعد رسول اللہ نے عبد سے فرمایا، کہ اے عبد بن زمعہ! مولود اسی کی اولاد ہے جس کے ساتھ اسکی ماں رہن سہن رہا ہو! اور جو شخص اس (رہن سہن) سے محروم ہے، وہ اس مولود سے محروم ہے
اس کے بعد آنحضرت صلعم نے ام المومنین سودہ سے فرمایا کہ اس کی شبیہ عتبہ سے ملتی جلتی ہے تم اس سے پردہ رکھو! اس کے بعد اس نے کبھی ام المومنین کو نہ دیکھا۔

(مترجم)

احکام ریاست

(مشتمل بر (۷) روایات از نمبر (۴۵۴) سے تا ۴۶۰)

انفصال مقدمات

(۴۵۴) بروایت دارقطنی . . . امیرالمومنین عمر بن الخطاب نے حضرت ابوموسیٰ عامل بصرہ کی طرف مندرجہ ذیل تحریری فرمان بھیجا (جس میں ریاست اور انفصال مقدمات کے قوانین وضوابط درج تھے) ارقام فرمایا کہ

"انفصال مقدمات ازروئے شریعت فریضۂ محکم اور سنت واجب الاتباع ہے پس اسے ذہن نشین کر لیجئے کہ

۱۔ جب آپ کے پاس مقدمہ آئے، یونہی اس معاملہ میں آپ کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں، نفاذ حکم میں تاخیر نہ ہونا چاہیئے، اس کا بھی خیال رہے کہ ایسے موقع پر بے عمل گفتگو نفع مند نہیں ہوتی

۲۔ دورانِ سماعت میں اہل معاملہ کے ساتھ خود اور ان میں بھی باہم مواسات و سوخات قائم رکھیئے، عدل میں، اور حقوق مجلس ہر ایک پہلو سے کسی کو خود برگد کا موقعہ نہ دیجئے، مبادا کمزور طبقہ آپ کے عدل سے مایوس ہو جائے، اور آبرو مند لوگ آپ کی جانب سے ظلم کا انتظار کرنا شروع کر دیں

۳۔ دعویٰ کرنے کے بعد ثبوت دعویٰ مدعی کے ذمہ ہے، ورنہ مدعا علیہ پر قسم ہے

فریقین میں مصالحت کی کوشش

۴۔ مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے، مگر وہ صلح نہیں جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کا درجہ دے دیا جائے

نظر ثانی

۵۔ کسی مقدمہ میں آج آپ نے ایک فیصلہ فرما دیا ہے مگر کل آپ ہی کو اس فیصلہ میں غلطی کا احساس ہُوا، تو اس فیصلہ سے رجوع کر لینا آپ کے منصب کے منافی نہیں

ہمیشہ اور ہر حال میں حق کی تلاش جاری رکھئے، کیونکہ حق کو کبھی زوال نہیں اور اسکی طرف لوٹنا بہتر ہے ناحق میں پڑے رہنے سے

کتاب وسنّت اور اس کے نظائر

(۶) اگر ایسا معاملہ درپیش ہے جس کے فیصلہ میں کتاب وسنّت سے مدد نہیں مل سکتی تو اس کے نظائر و امثال کی تلاش کیجئے، اور جب ان اشباہ و نظائر پر توجہ ہو تو ان میں جو حصہ آپ کے علم میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب اور حق سے مشابہ تر ہو، اسپر اعتماد کیجئے

مدعی کی ذمّہ داری

(۷) بارِ ثبوت مدعی کے ذمہ رکھیئے۔ اگر وہ ثبوت پیش کر دے، تو اس کا حق اسے دلوائیے ورنہ مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کیجئے، یہ طریقۂ انصاف بہت بہتر اور اقرب الی الصواب ہے

قانونِ شہادت

(۸) مسلمانوں میں بھی صداقت وثقاہت کے اعتبار سے ایک دوسرے پر درجات ہیں، لیکن جن اشخاص کو اس قسم کی سزائیں مل چکی ہیں۔ ان کی شہادت ناقابلِ قبول ہے

ا۔ "مجلود"

ب۔ "شاہد کاذب" جس نے کبھی جھوٹی شہادت دی ہے

ج۔ غصبِ حقوق وغصبِ تولیت میں متہم افراد

انصاف ظاہر حال پر ہے اُسے خفایا سے تعلق نہیں

(۹) پوشیدہ امور کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے، اور برتبت صرف ظاہری بیانات وشہادت پر منحصر ہے

اہل معاملہ کو تکلیف واضطراب میں ڈالنے سے بچتے رہیئے، اور فتنہ پرداز لوگوں سے ہوشیار رہیئے، ایسے امور کی تکمیل پر اللہ تعالےٰ اجر عطا فرماتا ہے کیونکہ جو کوئی اپنے اور ذاتِ خداوندی کے درمیانی واسطہ کو خلوص نیت کے ساتھ نبھالے، اگرچہ خود اسکی

ذات کو اس میں خطرہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی ذات اور ان تمام معاملات کی حفاظت کرتا ہے جو اس کے اور عوام کے درمیان جاری ہوں، بخلاف اس شخص کے جو تصنع اور فریب سے لوگوں کو خوش رکھنے کی ایسی سعی کرتا ہے جس کی غلطی اللہ تعالیٰ پر واضح ہے آخر ایسے شخص کو خداوند عالم ذلیل و رسوا کرتا ہے

پس !

آپ خود اپنے نفس کا محاسبہ کیجئے کہ آپ کو اللہ کی طرف سے اجر و ثواب اکی رزاقیت پر کیھروسہ اور اس کے خزانہ ہائے رحمت کی کہاں تک امید ہے ——— والسلام علیک![1]"

فصل مقدمات صرف امیر کا منصب ہے

(۶۵۵) بروایت بغوی)... امیرالمومنین ؓ نے ابوموسیٰ اشعری کی طرف یہ بھی لکھا، کہ "امیر کے سوا کوئی شخص مقدمات کی سماعت نہ کرے، اس لئے کہ امیر[2] کے ساتھ سیاست کا دبدبہ بھی ہے جس کے خوف سے ظلم پیشہ اور جھوٹے گواہ لرز جاتے ہیں"

(۶۵۶) بروایت بغوی... امیرالمومنین عمر بن الخطاب نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف یہ فرمان بھیجا، "سنا گیا ہے کہ آپ مقدمات فیصل فرماتے تھے. حالانکہ آپ کو امیر نہیں بنایا گیا؟ آپ نے جواب میں لکھا "آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے" حضرت عمر نے فرمان بھیجا "آپ یہ کام اسی کے لئے رہنے دیجئے جو اس کے ضرر اور منفعت دونوں کو برداشت کر سکتا ہے" (حضرت ابن مسعود کا اس وقت منصب صرف تعلیم تھا حاشیہ دیکھئے[3])

---

[1] اصل روایت میں اس لفظ کے بعد متن ہی میں چند الفاظ و محاورات کی شرح و تفصیل ہے جسے حق الوسع ترجمہ میں محو یا گیا ہے : مترجم :

[2] اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک فصل مقدمات امرائے حکومت ہی کرتے تھے اور حضرت عمر نے بھی ابھی تک قضاۃ کا تقرر نہ فرمایا تھا، اس کا مزید ثبوت اصل عبارت میں لفظ "امیر" کا اطلاق ہے : مترجم :

[3] حضرت ابن مسعود کو امیرالمومنین عمر نے کوفہ میں عوام کی دینی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا تھا، "وسیرہ عمر الی الکوفۃ لیعلمھم امور دینہم وبعث عمارا امیرا" (اصابہ در تذکرہ ابن مسعود) تعجب ہے مولانا شبلی نے ابن مسعود کو قاضی کوفہ کس طرح لکھ دیا! (الفاروق جلد ۲ صفحہ ۱۷)

(۴۵۷) بروایت بغوی ... اور امیرالمومنین نے ابوموسیٰ کے نام فرمان میں یہ بھی لکھا "مبادا! فصل خصومات کے وقت آپ ان امور میں کسی سے متاثر ہوں یعنی غیض، غضب قلق، ایذارسانی سے ...... اور اگر عدالت میں فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہے تو اُس کو بروقت سزا دیجئے"

فیصلہ پر نظر ثانی امیر کا حق ہے

(۴۵۸) بروایت بغوی ---- اور امیرالمومنین نے حضرت ابوموسیٰ کے نام فرمان میں یہ بھی لکھا "کسی مقدمہ میں فیصلہ کے بعد اگر آپ کو پہلے فیصلہ میں غلطی نظر آئے تو اس کے بدلنے میں آپ کو ذرا تامل نہ چاہیئے، کیونکہ صداقت ایسی ابدی اور لازوال حقیقت ہے کہ اُسے کوئی شئے ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور صداقت کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے باطل پر قائم رہنے سے"

اسپر امام بغوی فرماتے ہیں یہ رجوع اس وقت کے لئے ہے جب امیر یہ سمجھے کہ اس کا سابق فیصلہ کتاب یا سنت یا اجماع کے خلاف ہے لیکن جب اس نے بایں طور فیصلہ کیا، کہ کتاب و سنت اور اجماع اس فیصلہ پر موافق و مخالف کوئی اثر نہیں ڈال سکتے یعنی اُس نے صرف اپنے اجتہاد سے وہ فیصلہ کیا تھا، اور اب اُسے پہلے فیصلہ کی غلطی اپنے دوسری مرتبہ کے اجتہاد سے معلوم ہو رہی ہے تب وہ حاکم اپنا پہلا فیصلہ نہ بدلے

حضرت عمرؓ کی مجلس مشاورت

(۴۵۹) بروایت امام بغوی ... حضرت عمر کی مجلس مشاورت میں قاری قرآن بھی تھے نوجوان بھی تھے اور بوڑھے لوگ بھی، اکثر اوقات امیرالمومنین ان لوگوں سے فرمایا کرتے کہ "نوجوانوں کو مشورہ دینے میں کبھی تامل نہ ہونا چاہیئے، کیونکہ علم و فراست کا تعلق سن و سال سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے، وہ جس کے لئے چاہتا ہے اس کا سینہ قبول علم کے لئے کھول دیتا ہے"

عہدِ رسالت اور زمانۂ مابعد کا فرق

(۶۶۱) بروایت بغوی . . . حضرت عمر نے فرمایا " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگوں پر وحی کی مدد سے بھی مواخذہ کیا جاتا تھا مگر اب ہم وحی و رسالت دونو سے محروم ہو چکے ہیں اس لئے اب عوام و خواص کے احوال ظاہر پر حکم لگایا جا سکتا ہے پس جس کسی کا کردار بہتر ہو گا وہ عدالت و سیاست سے بری رہے گا، اور وہ ہمارا معتمد ہو گا اس کے پوشیدہ امور سے ہمارا تعلق نہیں، ان کا محاسبہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے"

" البتہ جو شخص اپنے برے چلن سے ہمارے سامنے پیش ہو گا اس کے لئے ہمارے ہاں امن نہیں، وہ لاکھ کہے کہ میں حقیقت میں پاک دامن ہوں مگر ہم اسے امان نہ دیں گے

کذب شہادت ہمیشہ کے لئے مردود شہادت بنا دیتی ہے

(۶۶۲) بروایت بغوی . . . (قانون شہادت بحسب روایت نمبر (۶۵۵)

امیر المومنین حضرت عمر کی عدالت میں مغیرہ بن شعبہ پر تین اشخاص نے جھوٹی شہادت دی، اور ان ہر تینہ کو حضرت عمر نے رجوع و توبہ کے لئے آمادہ کیا (تو) (حضرات) نے تو آپ کی ہدایت پر عمل کر لیا، مگر ابوبکرہ (نفیع بن حارث) اپنی بات پر مُصر رہے، امیر المومنین نے انہیں فرمایا کہ اگر تم نے رجوع نہ کیا تو آیندہ تم سدا کے لئے ناقابل قبول شہادت قرار پاؤ گے، اور اگر آج تم اس شہادت سے رجوع کر لو، تو تم پر آیندہ کوئی جرح و قدح دربارہ قبول شہادت نہ ہوگی مگر ابوبکرہ اپنی بات پر اڑے ہی رہے، اور حضرت عمر نے ان کی شہادت کو مردود قرار دے دیا

عدالت میں قاضی کی تعریف کرنا منع ہے

(۶۶۳) بروایت امام مالک . . . امیر المومنین حضرت عمر کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا، فریقین میں ایک فریق مسلمان تھا دوسری جانب یہودی، حضرت عمر نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا، اس پر وہ کہہ اٹھا، " واللہ! آپ نے یہ فیصلہ حق کے مطابق صادر فرمایا ہے"۔ امیر المومنین نے یہودی کو درہ مارتے ہوئے پوچھا " تم نے یہ کیسے جانا کہ میرا فیصلہ حقیقت کے مطابق ہے؟" یہودی نے جواب دیا " ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ "جب بھی کوئی شخص دیانت و امانت کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہے اس

کے دائیں ایک فرشتہ اور بائیں جانب دوسرا فرشتہ موجود رہتا ہے جو حق کے لئے اس کے معاون اور غلطی سے روکے رکھنے میں اس کے مددگار ہوتے ہیں، لیکن جونہی کوئی حاکم فیصلہ کرتے ہوئے خود کو دیانت و امانت سے بچا کر حقیقت کے خلاف حکم سنانے پر عامل ہوتا ہے، یہ دونوں فرشتے اُسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں"

کذب شہادت پر امیر کو مقدمہ کی تفتیش پر ھدایت

(۶۶۴) ایضاً بسلسلہ قانون شہادت (بحسب نمبر ۶۶۰ تا ۶۵۷)

بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک عراقی حاضر ہوا کہ "میں عراق کے ایک نئے فتنے کی خبر لایا ہوں، جس میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے" امیرالمومنین نے فرمایا "وہ کیا ہے ؟" عراقی نے عرض کیا "عراق کی سرزمین میں جھوٹی شہادت عام ہوگئی ہے"! حضرت عمرؓ نے فرمایا "واقعی ؟" عراقی نے عرض کیا "اے امیرالمومنین! بیشک یہ عادت عراق میں عام ہوگئی ہے" تب امیرالمومنین نے فرمایا "اسلامی قانون میں کسی شخص کے ساتھ بے انصافی نہیں کی جا سکتی ؟"

مدعی اور متہم دونوں کی شہادت مردود ہے

(۶۶۵) بروایت امام مالک . . . حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مدعی اور متہم دونوں کی شہادت ناقابل قبول ہے

عدالتِ فاروقی کے فیصلے

جس کام میں کسی کا ضرر نہ ہو اس میں رکاوٹ ظلم ہے

(۶۶۶) بروایت امام مالک . . . حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور یحییٰ مازنی دونوں کی اراضی قریب قریب تھی مازنی کے باغیچہ میں سے عبدالرحمٰن کی ملکیت میں ایک چشمہ کی نالی ہو کر نکلتی تھی، انہوں نے چاہا کہ مازنی کے دادا کے باغیچہ میں سے نالی پاٹ کر اپنی اراضی میں اس کا رُخ بدل دیں، مگر مازنی کے دادا نے انہیں روک دیا یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا، اور امیرالمومنین نے عبدالرحمٰن کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔

ش ، ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں "حضرت عمر کا یہ فیصلہ اس علت پر مبنی تھا کہ وہ کام جس میں کسی کا ضرر نہ ہو اس میں رکاوٹ ڈالنا انصاف سے بعید ہے، اور جس میں کسی کا ضرر ہو، اس میں اسے وہ حق دلانا دانشمندی ہے"

دوگنی سزا

(۶۶۶) بروایت امام مالک . . . ایک صاحب معاملہ عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے "کہ میرے والد (حاطب) کا غلام قبیلۂ مُزینہ کی ایک اونٹنی چُرا لایا جسے مالکوں نے ذبح کر کے ختم کر دیا، اور یہ معاملہ امیرالمومنین حضرت عمر کی عدالت میں آیا، آپ نے کثیر بن الصلت کو حکم دیا، کہ "اس غلام کے ہاتھ کٹوا دیئے جائیں"، مگر پھر فرمایا "اے کثیر! ذرا توقف کرو میں اس سزا میں کچھ اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں"، اونٹ کا مالک عدالت میں حاضر تھا، حضرت عمر نے اس سے اونٹنی کی قیمت دریافت فرمائی تو اُس نے عرض کیا میں نے چار سو درہم میں خریدی تھی، امیرالمومنین نے حاطب کو حکم دیا، کہ وہ مُزنی (مالک ناقہ) کو (دُو چند) آٹھ سو درہم ادا کرے"

ش ا ہ ولی اللہ اس فیصلہ پر امام مالک کا فتویٰ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "قیمت میں یہ اضافہ مالکوں کے لئے تعزیر (سزا) تھی جس پر بہت سی مرفوع حدیثیں موجود ہیں"

امام مالک کا فتویٰ

"امام مالک فرماتے ہیں ـــــ مگر دوگنی قیمت دلوانے میں ہمارا فتویٰ نہیں ہے"

ھبہ کے مسائل

(۶۶۷) بروایت امام مالک . . . فرمایا امیرالمومنین نے!

"ـــ ان لوگوں کا عجیب عالم ہے جو زندگی میں اپنے فرزندوں کے لئے ھبہ متعین کرنے کے بعد بھی مال پر اپنا ہی قبضہ رکھتے ہیں، کہ اگر اُن کا فرزند اُن کے سامنے وفات یاب ہو جائے تو . . . کہتا کہ ... رہے کہ "میں نے اس کے لئے ھبہ کیا ہی کب تھا!" تاکہ اس

مال پر اپنا قبضہ بدستور قائم رکھیں، لیکن اگر وہ ان پر موت وارد ہونے لگے، تو انہیں یہ کہنے کا موقعہ رہے، کہ یہ تو ہم نے اپنے فرزندوں کے لئے ہبہ کر دیا ہے" (فرماتے ہیں حضرت عمرؓ) "مگر مجھے ان کے اس فریب سے غرض نہیں، میں تو فیصلہ اصل حقیقت کے مطابق کرونگا یعنی اگر کسی نے اپنے فرزند کے لئے (ہبہ) کر دیا ہے، تو مجھے قبضہ سے بحث نہیں یعنی ہبہ اس کے حقدار کو دلوا دوں گا"

(۴۶۸) بروایت امام مالک ... امیرالمؤمنین نے فرمایا

(ا) جو شخص اپنے قرابت دار کے لئے کسی ہبہ کا اعلان کرے

(ب) اور جو شخص بطور صدقہ ہبہ کا تذکرہ کرے، تو ان دونوں صورتوں میں وہ اپنے ہبوں کو اپنی طرف لوٹا نہیں سکتے

(ج) مگر جو شخص صرف بہ نیت ثواب (ہبہ) کرے، "او خود راست بر ہبہ خود رجوع کند دراں وقتے کہ راضی نباشد" (از مصفّٰی باب الرجوع فی الہبۃ والھبۃ بشرط الثواب)

(۴۶۹) بروایت امام مالک ... ایک نوعمر غسانی بلند و بالاقامت، اور مالدار جو ابھی پورا بالغ نہ ہوا تھا، اور اُس کے ورثا سب کے سب شام میں تھے یہ تنہا مدینہ منورہ میں مقیم تھا اور یہاں اسکی صرف ایک عم زاد ہمشیرہ تھیں، حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ یہ غسانی اپنے بعد اپنے مِلک کی وصیت کسی کے لئے کر سکتا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا" وہ اپنی اسی بہن کے نام وصیت کر دے[1]، اس بی بی کا نام ام عمرو بن سلیم الزرقی ہے اور اس غسانی کی ملکیت ایک وہ کنواں ہے جو بیر جُشم کے نام سے موسوم ہے جب یہ کنواں فروخت کیا گیا تو تیس (۳۰) ہزار درہم اسکی قیمت ملی

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ غسانی کے جو رشتہ دار شام میں تھے وہ بہت دُور کے رشتے دار تھے ورنہ قریب تر رشتہ دار کے ہوتے ہوئے، خواہ وہ شام میں ہو یا فلسطین میں، بعید کے لئے ثلث سے زیادہ کی وصیت نہیں ہوتی،

(حاشیہ جناب مولانا سید محمد جعفر شاہ ندوی رفیق ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

مدعا علیہ کی ملکیت بحصۂ رسدی مدعیوں کا حق ہے

(۶۷۰) بروایت امام مالک ... قبیلۂ جہینہ کا ایک شخص موسم حج میں حاجیوں سے قبل مکۂ معظمہ آکر گردونواح کی تمام سواریوں کا حق سواری خرید لیتا، جس سے حاجیوں کو اُسے بہت زیادہ کرایہ ادا کرنا پڑتا، یہ شخص مدتوں اسی طرح کرتا رہا، مگر آخر میں خود ہی مفلس ہوگیا، اور لوگوں نے اسپر اپنے اپنے قرضے کی نالشیں دائر کردیں، یہ مقدمات حضرت عمرؓ کے حضور آئے، تو آپ نے اس کا نام سُنکر فرمایا "ہاں! ہاں! اُسیفع! قبیلۂ جہنیہ کا وہ ... شخص! بڑا شاطر ہے! بظاہر یہ دکھاتا رہا، کہ دین پناہ سب سے پہلے حج کے لئے مکۂ معظمہ حاضر ہوجاتے ہیں مگر مقصد یہ تھا کہ حاجیوں پر ہاتھ صاف کریں"

امیر المومنین نے دعویٰ داروں کو حکم دیا کہ سب کے سب حج کے وقت آجائیں میں اسکی تمام مِلک بحصۂ رسدی تقسیم کردوں گا"

(مترجم! یہ روایت نمبر ۴۸۵ : ص ۱۳۵ پر "بعنوان" مالِ مفلس کی تقسیم اس کے قرض خواہوں میں" مفصّل گذر چکی ہے)

کتاب الحدود

مشتمل بر (۹) روایات از نمبر ۷۷۱ ــــ تا ــــ ۷۷۹

سزائے مرتد

(۷۷۱) بروایت امام مالک . . . حضرت ابوموسیٰ اشعری (عامل بصرہ) کا ایک قاصد امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا کہ اپنی سرزمین کا کوئی عجیب واقعہ ہو، تو سنائیے؟ ــ قاصد نے عرض کیا "اے امیرالمومنین! ابھی ابھی ایک شخص مرتد ہوگیا" قاصد یہاں تک پہنچا تھا، کہ حضرت عمرؓ نے گھبرا کر پوچھا

"تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟" قاصد نے عرض کیا "ہم نے اُس کی گردن اُڑا دی" امیرالمومنین نے بافسوس فرمایا "ارے ایسی سزا! تم نے اُسے حراست میں رکھا ہوتا! اُسے کھانا دیا ہوتا اور اُس سے توبہ کے لئے کہا ہوتا! شاید وہ پھر اسلام میں لوٹ آتا! اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا "اللھم انی لم احضر ولم آمر ولم ارض اذ بلغنی" (یا اللہ! تو گواہ رہیو! کہ نہ تو میں اس کے قتل میں شریک ہوا، نہ اُس کے قتل کا میں نے حکم دیا، اور نہ اُس کے قتل کی خبر سنکر مجھے خوشی ہوئی ہے"

زنا کی سزا

(۷۷۲) بروایت امام مالک . . . حضرت عمرؓ نے فرمایا، قرآن مجید کے حکم کے مطابق زنا پر رجم واجب ہے جبکہ!

۱ - زنا کرنے والے (مرد ہو یا عورت) شادی شدہ ہوں

۲ - ان کے خلاف شہادت مل سکے،

۳ - اور اگر عورت ہے تو اُس کا جرم زنا اُس کے حمل سے بھی ثابت ہو سکتا ہے، یا یہ کہ

۴ - (شہادت و حمل کے ماسوا) زانی یا زانیہ از خود اعتراف جرم کریں،

آیت رجم منسوخ التلاوۃ ہے

(۶۷۳) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے وفات کے موقعہ پر یہ وصیت بھی فرمائی کہ "مبادا تم لوگ رجم زانی سے دست کش ہو جاؤ، اور کوئی شخص یہ زبان درازی شروع کردے، کہ قرآن مجید میں زانی پر دو حدیں (مترجم: جلد اور رجم) تو ہیں نہیں (مترجم: یعنی مدعی کہے کہ قرآن میں زانی کے لئے صرف ایک ہی حد یعنی جلد ہے)، مگر ایسے مدعی کی بات غلط سمجھو اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ قرآن مجید میں عمر بن الخطاب نے اپنی طرف سے یہ زیادتی کر دی ہے۔ تو میں (مسند رجم ذیل منسوخ التلاوت) آیت ضرور قرآن میں داخل کر دیتا "الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ" کیونکہ ہم لوگ اوائل میں یہ آیت قرآن میں تلاوت کرتے رہے"

(۶۷۴) بروایت امام مالک . . . چنانچہ حضرت عمرؓ کے حضور ایک شامی مرد آیا، اور اس نے اپنی بیوی کے متعلق بایں الفاظ شکایت زنا کی۔ کہ "میں نے خود اسے ایک مرد کے ساتھ مبتلا دیکھا ہے" حضرت عمرؓ نے اسکی شکایت پر ابو واقد اللیثی کو اسکی بیوی کے پاس تحقیق کے لئے بھیجا۔ یہ وہاں پہنچے، تو اُس وقت اُس کے پاس اور بیبیاں بھی جمع تھیں ابو واقد نے شامی کی بیوی کو حضرت عمرؓ کا حکم سُنایا، اور کہا "صرف تمہارے شوہر کے بیان پر تم پر حد جاری نہ ہوگی" اس کے سوا بھی واقد اسے سمجھاتے رہے، کہ تم خوب سوچکر جواب دو۔ حضرت واقد کا منشا یہ تھا کہ بی بی ارتکاب زنا سے انکار کردے، مگر شامی کی بیوی نے بلا کم و کاست اپنے جُرم کا اعتراف کر لیا، جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہ اطلاع ہوئی تو آپ نے اُسے رجم کرا دیا

زنا بالجبر کی سزا بھی رجم ہی ہے؟

(۶۷۵) بروایت امام مالک . . . ایک غلام جو بیت المال کے غلاموں پر نگران تھا اُس نے ایک باندی سے زنا کیا، اس جرم پر حضرت عمرؓ نے اُسے جلد[۲] کی سزا دی، اور شہر سے بدر کر دیا۔ مگر باندی کو اس لئے سزا نہ دی، کہ غلام نے اُس سے جبراً یہ ارتکاب کیا تھا۔

غیر مدخولہ باندی کی حدِ زنا پچاس دُرّے ہے

(۶۷۶) بروایت امام مالک امیرالمومنین حضرت فاروقؓ نے عبداللہ بن عیاشؓ[۱] ربیعہ کو

---

[۱] فی الاصابۃ ابن حجر ہو عبداللہ بن ربیعۃ بالتصغیر والتثقیل السلمی نمبر ۴۷۲۷ مترجم

[۲] یہ حکم [illegible] اگر آزاد مرد ہوتا تو رجم ہوتا

حکم دیا، کہ قریش کی جن جن باندیوں نے ارتکاب زنا کیا ہے، انہیں (۵۰)۔(۵۰) کوڑے (چِلڈ) ماریں، عبداللہ نے اسی طرح تعمیل فرمان کیا،

افتراء پر حد

(۶۷۷) بروایت امام مالک . . . عبداللہ بن عامر (ابن ربیعہ العنزی) سے روایت ہے "میں نے حضرت عمر اور جناب عثمان اور دیگر کئی اصحابِ عدالت کو دیکھا کہ عام افترا پر (جو زنا کے متعلق نہ ہو) چالیس (۴۰) درّے سے زیادہ کسی کو سزا نہ دیتے تھے"

لفظ زنا کے محض تذکرہ پر حدِ قذف

(۶۷۸) بروایت امام مالک . . . ایک بی بی عمرہ بنت عبدالرحمٰن نام فرماتی ہیں "دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ دینے پر اُتر آئے، ایک نے کہا، کہ "میرے ماں اور باپ دونوں کا دامن زنا سے پاک ہے" یہ معاملہ حضرت عمر کے پاس آیا، تو آپ نے دوسرے اہل الرائے سے مشورہ طلب کیا، ایک مشیر نے عرض کیا "اے امیرالمومنین! اس نے اپنے ہی والدین کی تو تعریف کی ہے، اس میں کیا مضائقہ ہے! مگر دوسرے مشیر نے کہا۔ "نہیں صاحب! اگر اُسے اپنے ماں باپ کی تعریف ہی کرنا تھی، تو کسی اور جہت سے بھی کر سکتا تھا"، آخر حضرت عمر نے اُسے اسّی درّے سزا دی[1]

---

[1] مترجم: انسانی کردار کے باب میں اس روایت کا عنوان نہایت لطیف ہے (یہ روایت شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفّٰی شرحِ مؤطا میں نقل فرمائی ہے) در بابِ التعریض، (ج ۲ ص ۱۴۹) یعنی در باب الزامِ زنا — اور — در بارۂ تذکرۂ نفی زنا — اور — در بیان تذکرۂ زنا۔ — اور — درصورتِ ذکر زنا بر زبان بہ نیتِ طعن، مترجم عرض گذار ہے کہ بات ذرا سی تھی، کہ مردہ ماں باپ کے لئے لفظ زنا زبان پہ لانا، اگرچہ ان کی پاک دامنی ثابت کرنے کے لئے سہی، حضرت عمر بن الخطاب نے اسے بھی حدِ قذف کا مستوجب سمجھا، دوستو! یہ "اُن فوواردان بساطِ عشق" کی تہذیب تھی — یا — آج کے تمدن اور عروج یافتہ ملکوں کا یہ حال ہے کہ سننے والے کہنے والے سے زیادہ جانتے ہیں!

اور غیر مدخولہ باندی کے ساتھ زنا پر رجم

(۶۷۹) بروایت امام مالک . . . ایک صاحب اپنی بیوی کی مملوکہ باندی کو سفر میں ہمراہ لے گئے، اور اس سے مجامعت کر بیٹھے، واپسی پر ان کی اہلیہ کو معلوم ہوا، تو اس نے امیرالمومنین سے (اپنے شوہر کی) شکایت کر دی، جس پر آپ نے مرد کو طلب کر کے حدِ رجم کا فرمان صادر فرما دیا، مرد نے عرض کیا "اے امیرالمومنین! یہ جاریہ (باندی) تو میری بیوی نے مجھے ہبہ کر دی تھی" آخر بی بی طلب ہوئیں، اور انہوں نے اپنے شوہر کا دعویٰ تسلیم کر لیا (تب اس کی جان بخشی ہوئی)

حدّ السرقۃ

غیر محفوظ شے کے سرقہ پر قطع ید نہیں

(۶۸۰) (بروایت امام مالک) عبداللہ بن عمرو الحضرمی، اپنے غلام کو گرفتار کر کے امیرالمومنین فاروق اعظم کے حضور لے آئے کہ "اس غلام نے سرقہ کیا ہے، آپ اس کا ہاتھ کٹوا دیجئے"، حضرت عمر نے دریافت فرمایا کہ "اس نے کیا چرا لیا ہے؟" عرض کیا "میری بیوی کا آئینہ اس نے چرا لیا ہے جس کی قیمت ساٹھ (۶۰) درہم ہے" امیرالمومنین نے فرمایا، "اسے چھوڑ دیجئے، یہ آپ کا خادم ہے، اس نے اگر آپ کی چوری کر لی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں"ل

ل مترجم: لیکن محض خادم ہونے اور مالک کی چوری کر لینے سے حد ساقط نہیں ہو سکتی ورنہ امیرالمومنین یہ دریافت نہ فرماتے کہ "اس نے کیا چرا لیا ہے؟" اصل معاملہ مال مسروقہ کی نوعیت اور اس (مالِ مسروقہ) کے رکھنے کی حیثیت سے متعلق ہے یعنی جبکہ کوئی شئے "محرز" و "محفوظ" نہ ہو، اس کے سرقہ پر قطع ید نہیں ہو سکتی، آقا کا مال ہو یا کسی اور کا! قطع ید کا انحصار مال "محرز" پر ہے

شراب کشید شدہ پینے پر تعزیر

(۶۸۱) بروایت امام مالک ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین حضرت عمر کو ایک شخص پر شبہ گزرا کہ اس نے شراب (کشید شدہ) پی رکھی ہے (اس کے منہ سے بُو آ رہی تھی) آپ نے تحقیقات کا حکم فرمایا، تو ثابت ہوا، کہ اس نے واقعی کشید شدہ[1] شراب پی لی تھی، آپ نے شرابی کو پوری حد تعزیر لگائی

شرابی کی حد (۸۰) درے قانون قرار پائی

(۶۸۲) بروایت امام مالک ۔ ۔ ۔ امیرالمومنین عمر فاروق نے اہل الرائے سے ایک شرابی کے معاملہ میں یہ مشورہ کیا کہ اس پر کیا حد ہونا چاہیئے حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کیا "پورے اسّی درے شرابی کو لگائے جائیں کیونکہ وہ بڑا قصوروار ہے، شراب پی کر مدہوش ہو جاتا ہے بیہوشی میں اول فول بکنا شروع کر دیتا ہے، اور اس ہذیان میں پاکدامنوں پر افترا و قذف کے طومار باندھ دیتا ہے"۔ حضرت عمر نے یہ مشورہ من وعن قبول فرما کر اسے اسّی درے سزا دلوائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر نے شرابی کو (۴۰) درے حد لگائی

(۶۸۳) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ حضرت علی فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو شراب پینے پر (۴۰) درے حد لگوائی، حضرت ابوبکر نے بھی اپنے عہد میں اسی جرم پر (۴۰) درے ہی رکھے، مگر حضرت عمر نے یہ سزا دوچند یعنی (۸۰) درے کر دیئے، حضرت علی فرماتے ہیں اگرچہ (۴۰) اور (۸۰) دونوں سنت ہی ہیں۔ مگر میرے نزدیک (۴۰) درے ہی بہتر ہیں

غلام پر آزاد سے نصف سزا

(۶۸۴) بروایت امام مالک ۔ ۔ ۔ حضرت عمر جناب عثمان بن عفان اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ایسے غلام کے لیئے جو شراب پی لے، عام لوگوں (آزادوں) سے نصف حد کا حکم جاری فرمایا

---

[1] نبیذ و کشیدہ (مطبوخ) کا فرق ظاہر ہے، نبیذ ابتدائی حالت میں نشہ آور نہیں ہوتی۔ مگر یہ کشیدہ یک آتشہ ہو یا دو آتشہ ہر مرتبہ نشہ آور ہے اس لیئے حرمت میں بدنام! (مترجم)

شراب کی کس قسم پر حد ہے

(۶۸۵) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین عمر فاروق جب شام کے دورہ پر تشریف لائے، تو اہل شام نے آپ سے اپنے صوبہ میں وبائی کیفیت کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ "یہاں کی وباء میں ہمارا علاج صرف فلاں قسم کی شراب پر منحصر ہے" — یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا۔ "تم لوگ شہد استعمال کیا کرو!" شامیوں نے کہا "شہد ہمیں موافق نہیں آتا" اس موقعہ پر ایک شامی نے آگے بڑھ کر عرض کیا "اے امیرالمومنین! دیکھئے! وہ شراب یہ ہے، اور اِس میں سُکر نہیں ہے!" حضرت عمر نے فرمایا، "اسے آگ پر پکاؤ پھر اندازہ ہوگا" اور آگ پر رکھنے سے جب اس کا تہائی حصہ باقی رہ گیا۔ حضرت عمر نے انگلی سے اس کا قوام اُٹھایا تو اس میں تار بندھ گیا تھا، یہ دیکھ کر امیرالمومنین نے فرمایا "یہ تو طلاء الابل (اونٹ کی مالش کی دوا) کے مانند ہے اسے پینے میں مضائقہ نہیں"! وہاں حضرت عبادہ بن صامت (صحابی) بھی موجود تھے، انہوں نے یہ سنکر یہ سوگند حضرت عمر سے عرض کیا "کیا آپ نے ان کے لئے شراب حلال کردی؟" امیرالمومنین نے فرمایا "یا اللہ! تو گواہ رہیو! کہ میں ان کے لئے وہ شے حلال نہیں کرسکتا، جسے تونے ان پر حرام کردیا ہے نہ وہ چیز ان پر حرام کرسکتا ہوں جو تُونے ان پر حلال کر رکھی ہے۔"[1]

---

[1] مترجم: نشہ آور چیزوں کی علتِ حرمت سُکر ہے، (نام نہیں) پھر جس طرح عرب میں شتر و اسپ وغیرہ کے لا تعداد نام اور اقسام تھے، اسی طرح شراب کے بھی، تو اہل شام اس طلاء کو بھی شراب ہی سے موسوم کرتے تھے مگر امیرالمومنین کو اسم و مسمّٰی کی بجائے تاثیر و علت سے غرض تھی جسے انہوں نے اس (طِلا) سے، منفک سمجھا اور اجازت دیدی — اس معاملہ میں حضرت عبادہ بن صامت اور جناب عمر دونوں کا اختلاف واقعہ تیمم مجنبی کی طرح ہے، کہ حضرت عمر صرف وضو کے لئے تیمم کے روادار تھے، مگر حضرت عمار یاسر وضو اور جنب دونوں کے لئے تیمم جائز سمجھتے (ملاحظہ ہو حاشیہ روایت نمبر: ۶۵) پس حضرت عبادہ بن صامت کے سامنے یہ حدیث مرفوع تھی "سیشرب ناسٌ من امتی الخمر یسمّونها بغیر اسمها یرید انهم یشربون النبیذ المسکر المطبوخ ویسمونها طلاءً" — (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت عنقریب خمر کا نام بدلکر اسے پینا شروع کردیگی یعنی وہ پیئیں گے نشہ آور کشیدہ شدہ خمر جس کا نام طلاء رکھ لینگے) تو عبادہ نے محض لفظ طلاء کے مطابق سے یہ اعتراض کیا، اور حضرت عمر کے مدنظر یہ تھا کہ نام کچھ سہی، مگر اس میں سُکر کی تاثیر نہیں ہے کیونکہ یہ تو ایسا تار دار قوام بن گیا ہے جیسا شتر کو مالش کرنیوالا طلاء ہوتا ہے جس میں سُکر نہیں ہو سکتا

کتاب القصاص والدیات

مشتمل بر د

دشنام کی دیت زخم کی دیت کے مساوی ہے

(۶۸۶) بروایت امام بغوی . . . روایت کی گئی ہے، کہ حضرت ابوبکر کے سامنے دو[۲] شخصوں میں گالی گلوچ ہو گیا، مگر آپ نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا، لیکن حضرت عمر کے عہد میں یہی واقعہ پیش آیا تو آپ نے دشنام پر زخم کی دیت دلوائی

دیت میں اشرفی اور روپے میں تفریق

(۶۸۷) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر نے بستیوں کے باشندوں پر دیت میں یہ قانون مقرر فرمایا، کہ اگر وہ لوگ اشرفی کی صورت میں دیت ادا کریں تو ان کی تعداد ایک ہزار دینار ہوگی، اور اگر روپوں کی شکل میں ہو، تو وہ بارہ ہزار درہم ہونگے

قتل خطاء کی دیت

(۶۸۸) بروایت امام مالک . . . عہد فاروقی میں قبیلۂ سعد (بن لیث) کا ایک سوار اپنا گھوڑا دوڑا رہا تھا، کہ اتفاق سے قبیلۂ جُہینہ کے ایک شخص کے پاؤں کی اُنگلی پر گھوڑے کا کھر آپڑا اسکی انگلی ایسی کچلی، کہ مضروب کے بدن کا پورا خون اُسی راستے نکل گیا، اور وہ مر گیا، یہ مقدمہ امیرالمؤمنین فاروق اعظم کے پاس آیا، آپ نے پہلے قبیلۂ سعد کے چند سرکردہ اشخاص سے فرمایا "تم (۵۰) قسمیں اُٹھاؤ کہ مرحوم کی موت اِس وجہ سے نہیں ہوئی" مگر انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا، اب حضرت عمر نے مرحوم کے وارثوں سے فرمایا "تم یہ قسم کھاؤ کہ تمہارا مقتول انہی کے ضرب سے جاں بحق ہُوا ہے" مگر انہوں نے بھی قسم سے انکار کر دیا،

بالآخر فریقین کے انکارِ قسم پر امیرالمؤمنین نے مقتول کی نصفِ دیت پر فیصلہ صادر فرمایا

امام مالک و امام شافعی کا فتویٰ

حضرت عمر کے اِس اجتہاد پر امام مالک فرماتے ہیں، کہ بعد والوں میں سے کسی نے آپکے

اس اجتہاد پر عمل نہیں کیا، اور یہی امام شافعی نے فرمایا

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ عدالت کے لئے قسم میں ابتدا مدعا علیہ پر ہے، لیکن حضرت عمر فریقین پر قسم ڈالتے، حالانکہ مدعا علیہ پر قسم کا بار تو عین قیاس ہے لیکن مدعی پر قسم کا بار اصل قیاس سے قدرے یک طرف ہوتا ہے، مگر یہ حضرت عمر نے قتل کی وجہ سے کہا،

اب رہا یہ امر کہ امیر المومنین نے قبیلۂ سعد پر نصف دیت کا بار رہنے دیا، تو اس (فیصلہ نصفِ دیت) قیاس میں حضرت عمر کے سامنے اصل وہ حدیث ہے جو بغوی نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی ہے، کہ

بعث رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ
علیہ وسلم سریۃً	خثعم (قبیلہ) کی طرف بھیجا، ان لوگوں نے فوج
الی خثعم فاعتصم ناس	کو دیکھا، تو ڈر کر سجدے میں گر پڑے مسلمانوں نے
منھم بالسجود فاسرع	اسے کچھ اور سمجھا، اور انہیں قتل کرا دیا، جب
فیھم القتل فبلغ ذٰلک النبی	رسول اللہ کے سامنے واقعہ آیا تو آپ نے تمام
صلی اللہ علیہ وسلم فامر بنصف	مقتولین کی دیت نصف نصف ان کے وارثوں
العقل (الحدیث)	کو دلوائی

امام بغوی اس فیصلۂ نبوی پر فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کی دو توجیہیں ہیں

۱۔ مقتولین کے وارثوں کی اشک شوئی، (استطابۃ لانفس اھلیھم)

۲۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ زجر و توبیخ کہ وہ شبہات کے موقعوں پر اس طرح عجلت سے کام نہ لیں (" وزجراً للمسلمین فی ترک التثبت عند وقوع الشبہات ")

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں — مگر میرے نزدیک حضرت عمر کا یہ فیصلہ فریقین کو ایک دوسرے سے صلح پر مائل رکھنا تھا، جیسا کہ امیر المومنین نے حضرت ابو عبیدہ (الجراح) کو (ایک فرمان میں) تحریر فرمایا — کہ " اگر کسی مقدمہ میں صحیح فیصلہ ذہن میں نہ آئے تو فریقین کے درمیان

صلح کی کوشش زیادہ کیجئے"

ڈاڑھ، ہنسلی، اور پسلی کی دیت

(۶۸۹) بروایتِ امام مالک ... حضرت عمرؓ نے ان تینوں ہڈیوں کی دیت ایک ایک اونٹ ارشاد فرمائی،

امیرالمومنینؓ کی حرص حدیث اور شوہر کی دیت میں زوجہ کا ترکہ

(۶۹۰) بروایتِ امام مالک ... امیرالمومنین فاروق اعظمؓ نے موسم حج میں مقام منیٰ پہ اعلان فرمایا کہ مسائل دیت میں جس صاحب کو کوئی حدیث رسول معلوم ہو مجھ سے بیان فرمائے حضرت ضحاک بن سفیان الکلابی نے جواب میں کہا، ہاں صاحب! مجھے دیت کی یہ حدیث معلوم ہے

كتب الىّ رسول الله صلى الله	میری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عليه وسلم انْ ورّثت امرأة	تحریری فرمان بھیجا، کہ اشیم ضبابی کی زوجہ کو
اشيم الضبابى من دية زوجها	اسکی دیت میں سے ترکہ دلایا جائے

حضرت عمرؓ نے ضحاک سے فرمایا: آپ اپنے خیمے میں تشریف لے چلئے میں خود وہاں آتا ہوں
حضرت عمرؓ وہاں گئے اور اسی حدیث کے مطابق پیش آمدہ مقدمہ کا فیصلہ صادر فرمایا،
ابن شہاب (امام زہری) فرماتے ہیں، اشیم کا قتلِ خطا تھا عمد نہ تھا

قتل خطا کی دوسری مثال

(۶۹۱) بروایت امام مالک .... ایک شخص نے اپنے فرزند پر غصہ میں تلوار جو پھینکی تو وہ بچے کی پنڈلی پڑ جا لگی، جس سے اس قدر خون نکلا، کہ آخر وہ مر ہی گیا حضرت سُراقہ بن جعشم یہ معاملہ امیرالمومنین فاروقؓ کی خدمت میں لے آئے، آپ نے فرمایا، وہ قاتل سے کہیں، کہ ایک سو بیس (۱۲۰) اونٹ لے کر مقام قدید پر میرا انتظار کریں (قدید مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے) حضرت عمرؓ وہاں تشریف لائے، تو فرمایا، مقتول کا بھائی حاضر ہو! جب وہ حاضر ہوا، تو ان میں سے ایک سو اونٹ اس کے حوالے کر دیئے، اور فرمایا، کہ مقتول کا باپ جو اپنے بیٹے کا قاتل ہے اس کے لئے بیٹے کے ترکہ میں سے کچھ نہ ملے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ قاتل کو مقتول کے ترکہ میں سے کچھ نہ دیا جائے،[1]"

---

[1] مترجم: حالانکہ یہ تعداد (ایک سو شتر) تو قتل عمد کی دیت تھی اور قتل خطا تھا، یہ بھی تضعیف توہی ہے

غفلت میں قتل کرنے کی سزا میں زیادتی

(۶۹۲) بروایت امام مالک .... اہل صنعاء کے پانچ (یا سات) اشخاص نے ایک شخص کو اسکی غفلت میں قتل کر دیا اور حضرت عمر نے سب کو قتل کی سزا دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اگر تمام اہل صنعا۔ اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کی سزا دیتا

(۶۹۳) دبروایت بیہقی .... امیرالمومنین فاروق اعظم نے ایک عورت کے قتل کرنے پر تین اشخاص کو موت کی سزا (از روئے قصاص) دلوائی

ورثائے مقتول سے سفارش

(۶۹۴) بروایت امام شافعی .... قبیلۂ بکر کے ایک شخص نے اہل جیرہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا، حضرت عمر نے فیصلہ فرمایا، کہ اصل قاتل جیرہ والوں کے سپرد کر دیا جائے، وہ اسکے ساتھ جیسا سلوک چاہیں کریں۔ اور حوالگی کے بعد جیرہ کے حُنین نامی شخص نے قاتل کو قتل کر دیا اس کے فوراً بعد اچانک حضرت عمر کا دوسرا فرمان اہل جیرہ کو ملا کہ اگر قاتل کی جان ابھی تک محفوظ ہے، تو اُسے قتل نہ کیا جائے، ان لوگوں نے اس فرمان (ثانی) پر یہ اندازہ لگایا، کہ امیرالمومنین کا منشا قاتل سے دیت لے کر اُسے رہا کرنے کا تھا

حضرت عمر کے اس فیصلہ پر امام شافعی اور امام محمد کا مناظرہ

سوال از امام شافعی، اگر حضرت عمر حکم صادر فرماتے، کہ اِسے قتل کر دو، اور قاتل کو مجرد اسی حکم پر قتل کر دیا جاتا، اور حضرت عمر اپنے اس فتویٰ سے رجوع نہ فرماتے، تو کیا حضرت عمر کا یہ فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مقابلہ میں حجت ہو سکتا ہے؟

جواب۔ امام محمد، حضرت عمر کا فتویٰ رسول اللہ کی حدیث کے بالمقابل حجت نہیں ہو سکتا

سوال۔ امام شافعی، (بالفرض) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ پر ایسا منقول نہ ہوتا، جو اسپر حجت ہو سکتا، بلکہ صرف حضرت عمر ہی کا فتویٰ ہوتا اور حضرت عمر کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے کسی فتویٰ سے رجوع نہیں کر سکتے مگر

حدیث کی وجہ سے جو انہیں اپنے فتوٰی کے بدلنی ہو، آپ رجوع کر لیتے ہیں پس حضرت عمر کا اپنے سابق فتوٰی سے حدیث کی بنا پر یہ رجوع بہت مناسب ہے اس سے کہ وہ حدیث کے مقابل اپنے فتوٰی پر قائم رہیں، حالانکہ وہ اپنے فتوٰی پر بھی قائم رہنے کے مجاز تھے، پس آپ بھی (خطاب بہ امام محمد) اپنے فتوٰی سے رجوع کر لیجئے

جواب امام محمد، شاید حضرت عمر نے وہ دوسرا حکم اس لئے بھیجا ہو، کہ کسی طرح مقتول کے وارث قصاص کی بجائے دیت پر راضی ہو جائیں

سوال۔ امام شافعی، یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ حضرت عمر نے قاتل کے قصاص کا جو حکم دیا، تو اس سے ان کا منشا قاتل کو محض خوف دلانا ہو

(مترجم: تاکہ وہ دیت ادا کرنے پر آمادہ ہو جا)

جواب۔ امام محمد، حدیث میں تو یہ منقول نہیں (کہ قاتل کو قصاص کا خوف دلا کر دیت ادا کرنے پر آمادہ کیا جائے)

سوال امام شافعی، آپ جو یہ فرماتے ہیں تو یہ بھی حدیث میں نہیں ہے

قتل غلام پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے

(۶۹۵) بروایت امام بیہقی ... ہمارے سامنے یہ روایت بیان کی گئی ہے، کہ عبادہ بن صامت نے اپنے غلام کو قتل کر دیا، اور مقدمہ حضرت عمر کے حضور آیا، تو آپ نے اہل الرائے کی مجلس میں اسے پیش فرما دیا جس پر زید بن ثابت نے مشورہ دیا، کہ "امیر المومنین کیا آپ غلام کے عوض میں اپنے بھائی (عبادہ ـــ) پر قصاص جاری فرمائیں گے"؟ حضرت عمر نے اس مشورہ پر اتفاق کرتے ہوئے بجائے قصاص کے دیت پر فیصلہ صادر فرمایا

امام بیہقی یہ بھی فرماتے ہیں ... "و رُوِینا فی هذا القصة" یعنی اس واقعہ کے

لہ سنن بیہقی کی دونوں روایتیں بصیغہ مجہول (کہ برائے تمریض آتا ہے) منقول ہیں محدثین کے ہاں ایسی روایت میں تقریبا ضعف ہوتا ہے (مترجم)

متعلق ہمارے سامنے یہ روایت بھی دوہرائی گئی، کہ ابوعبیدۃ بن الجراح نے بھی امیرالمومنین سے کہا، کہ اگر عبادہ اپنے کسی غلام کو قتل کر دے تو کیا آپ غلام کے عوض بن عبادہ کو قتل کرا دیں گے! یہ سُنکر حضرت عمر خاموش ہو گئے

(۶۹۶) بروایت امام شافعی —— (منقطعاً[1]) و بروایت امام بیہقی (موصولاً[2])

. . . . حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں خلفائے کرام غلام کے قتل میں آزاد پر قصاص جاری نہ فرماتے (بلکہ صرف دیت پر اکتفا کرتے، مترجم :)

(۶۹۷) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر اور جناب علی دونوں (حضرات) غلام کے قتل پر آزاد کے ذمہ غلام کی پوری قیمت دیت میں ڈالتے (جس قیمت میں وہ خریدا گیا یا فی الوقت اس کی جس قدر قیمت ہو سکتی)

(۶۹۸) بروایت بیہقی . . . واقعہ مُدلجی میں حضرت عمر نے فیصلہ صادر فرمایا، کہ

لولا انی سمعت رسول	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حدیث نہ سُنی ہوتی، کہ "باپ کے ہاتھ سے
یقول لا یقاد الاب	اگر بیٹا قتل ہو جائے، تو باپ پر قصاص نہ
من ابنہ لقتلتہ	ہوگا" تو میں مدلجی پر قصاص جاری کر دیتا

پس اس مقدمہ میں امیرالمومنین نے دیت پر فیصلہ فرمایا، جو اس (مقتول بیٹے) کے وُرثاء کو دی گئی، اور باپ کو اپنے بیٹے کے ترکہ سے کچھ نہ دیا گیا (ملاحظہ ہو روایت نمبر ۶۹۱ کہ یہ روایت اسی واقعہ کے متعلق ہے، مترجم)

باپ بیٹے کو قتل کرے تو اس پر قصاص نہیں بلکہ صرف دیت ہے

(۶۹۹) بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین فاروق اعظم نے فرمایا، کہ باپ کے قتل سے اس کے بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں ہے (یعنی صرف دیت ہے مترجم)

شوہر بیوی کو قتل کرے تو اس پر قصاص ہے

(۷۰۰) بروایت بیہقی . . . امام بخاری ایک ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں، حضرت عمر کا فتویٰ ہے کہ میاں بیوی کے معاملہ میں شوہر پر قصاص واجب ہے، قتل عمد اور اعضائے جسد

---

[1] روایت منقطع اور موصول — منقطع وہ روایت ہے جس میں کہیں ایک راوی کا نام ذکر میں نہ آئے
[2] حدیث موصول یا متصل اسے کہتے ہیں جس کی سند مسلسل ہو (مترجم)

میں ہر ایک کے بالعوض جبکہ عمد پایا جائے

ایک غلام دوسرے غلام کو قتل کرے تو اس پر قصاص ہے

(۷۰۱) بروایت بیہقی . . . غلام کے ذمہ ایک دوسرے کے قتل بالعمد یا عضائے جسد میں زخم بالعمد پر قصاص واجب ہے،

عصا سے قتل ہونے پر

(۷۰۲) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر نے فرمایا، عصا سے قتل پر قصاص اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ اس کی ضرب سے مضروب جان بر نہ ہو سکے

خلفائے راشدین نے خود پر قصاص دینے سے احتراز نہیں کیا

(۷۰۳) بروایت بیہقی . . . خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی) ہر چہار اپنی ذات سے قصاص دینے پر آمادہ رہتے حالانکہ وہ امرائے وقت تھے لیکن لوگ ان سے احتراماً قصاص نہ لیتے

(مبادا اس کا یہ مطلب سمجھ لیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک نے ایسا اقدام کیا ہے، حاشا ﷲ! مترجم

حضرت عمر نے عہدِ رسالت کی دیت میں بہ تغیر فتویٰ جنس کی تبدیلی فرمادی

(۷۰۴) بروایت امام شافعی . . . ابن شہاب و مکحول اور عطاء (تابعی) فرماتے ہیں، ہم نے ایسے حضرات کو دیکھا جو* آزاد مسلم کی دیت یک صد شتر بتلاتے لیکن حضرت عمر نے اس میں حسب ذیل تبدیلی فرمادی ——

اعرابی پر جن کا سرمایہ مویشی ہیں، نقد و زر نہیں بلکہ (انہیں نقد جنس کی تکلیف سے معذور رکھا گیا)

آزاد مرد مسلم کی دیت !	یک صد شتر
آزاد مسلمہ ״ ״ !	نصف

بستیوں میں رہنے والوں پر جن کا سرمایہ نقد و زر ہے (مویشی نہیں)

آزاد مرد مسلم کی دیت !	(بصورتِ دینار (طلائی)	یک ہزار
	دیا ״ درہم (نقرئی)	بارہ ہزار
آزاد مسلمہ عورت کی دیت !		نصف (از تذکرۃ الصدر)

* عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں

اعرابی پر جس کا سرمایہ نقد و زر نہیں (بلکہ مویشی ہے یعنی!)

آزاد مسلمہ عورت کی دیت! (۵۰) شتر

اور فرمایا کہ ان لوگوں کو سیم و زر دیت میں دینے کا مکلف نہ کیا جائے

(۷۰۵) بروایت امام شافعی.... (عن امام محمد بن الحسن) امیر المومنین.. نے دیت کی تعیین اس طرح فرمائی

نقد و زر	مسلم مرد آزاد کی دیت جن کے پاس چاندی کے سکے ہوں	دس ہزار درہم (10000)
	" " " " " " " سونے " " "	ایک ہزار درہم
مویشی	" " " " " " " " گائے ہوں	دو صد
	" " " " " " " " شتر "	یک صد
	" " " " " " " " بکری "	یک ہزار
پارچات	" " " " " " " " حُلّہ " (یعنی چادر و تہبند بستر)	دو صد

(مترجم: یعنی ان اموال میں جو شے جس کے پاس ہو، اُسے دوسری جنس کا مکلف نہ کیا جائے)

اختلاف صاحبین!

امام محمد فرماتے ہیں ہم تو حسب موقعہ ان تمام اقسام دیت پر عمل پیرا ہیں

لیکن امام ابو حنیفہ ان میں سے صرف (۳) قسموں پر فتوٰی دیتے ہیں

(۱) شتر (۲) درہم (۳) دینار

اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے نقود کی دیت میں فرمایا، کہ اگر دینار ہوں، تو مرد مسلم کی دیت! یک ہزار (1000)، اگر درہم نقرئی ہوں تو دس ہزار (10000)

(۷۰۶) بروایت امام ابو حنیفہ.... امیر المومنین نے بصورت مویشی دیت کی تعیین بایں ترتیب مقرر فرمائی

! گائے دو صد (200)، اونٹ یک صد (100)، بکری دو ہزار (2000)

امام محمد بن الحسن یہ روایت بیان کرنے کے بعد کہ ——— حضرت عمر نے مرد مسلم آزاد کی دیت

چاندی کے بارہ ہزار درہم مقرر کی " فرماتے ہیں

" اگرچہ اہلِ مدینہ سچ فرماتے ہیں مگر اس معاملہ میں حضرت عمر کی تعیینِ دیت
کو اہلِ مدینہ سے ہم (اہلِ عراق) کہیں زیادہ سمجھتے ہیں، کہ آپ نے چاندی کے
سکے مقرر کرنے میں کس چیز کو مدنظر رکھا، حضرت عمر نے جو بارہ (۱۲۰۰۰) ہزار درہم مقرر کئے

تو ان کا وزن چھ (۶) ہے'

امام محمد بن الحسن یہ بھی فرماتے ہیں، کہ دیت جب شتر کی صورت میں ہو تو دیت کے اونٹوں
کی قیمت اوسط فی راس (۱۲۰) درہم بسکہ ۶/۱۰ ہوگی

(مترجم: یعنی اس علت پر حضرت عمر نے شہریوں پر یک صد شتر کی بجائے (۱۲) سو
درہم نقرئی مقرر فرمائے، جو کہ ہوتے ہیں یک صد شتر کی قیمت میں مساوی دہ ہزار درہم)

امام شافعی فرماتے ہیں، کہ میں نے امام محمد بن الحسن سے دریافت کیا، کیا آپ تسلیم
کرتے ہیں کہ دیت بصورت نقد ۱۲ ہزار درہم نقرئی ہی ہے؟ جبکہ درہم کا وزن ۶/۱۰ ہو؟

امام محمد : میں اسے تسلیم نہیں کرتا

امام شافعی : کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اِس معاملہ میں اہلِ حجاز کی نسبت آپ کو زیادہ
علم ہے کیونکہ آپ حضرت عمر کی مقرر کردہ دیت سے اتفاق نہیں کرتے ؟

امام محمد : اہلِ حجاز کی رائے اس معاملہ میں پسندیدہ نہیں !

امام شافعی : آپ کوئی ایسی روایت بتائیے، جو رقم دیت کی تعیین میں اصل کی حیثیت
رکھتی ہو، کیونکہ آپ کے نزدیک تو حضرت عمر سے جن لوگوں نے یہ روایت کی ہے
وہ اس روایت کے منشاء کو نہیں سمجھتے !

اگر قتلِ عمد میں دیت جبکہ مقتول کا ایک وارث اپنا حق معاف کر دے

(۷۰۸) بروایت امام شافعی .... امیر المومنین فاروق اعظم کے سامنے قتلِ عمد کا ایک مجرم
پیش ہوا، آپ نے تحقیق کے بعد اسکے قتل پر صاد فرمایا ۔۔ تب مقتول کے وارثوں
میں سے ایک صاحب نے عرض کیا، کہ میں حق مقتول میں سے اپنا حصہ قاتل کو معاف کرتا ہوں
مگر حضرت عمر نے اِسے قابلِ اعتنار نہ سمجھتے ہوئے مجرم کی سزائے موت بحال ہی رکھی

حضرت عبداللہ بن مسعود وہاں تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا، کہ قاتل کا نفس مقتول کے تمام وارثوں کے اختیار میں ہے۔ اب اگر ایک شخص اپنا حق معاف کرتا ہے، اور دوسرے معاف نہیں کرتے، تو ان کی رضا کے بغیر یہ محال ہے

(مترجم! معلوم ہوتا ہے، کہ وارثوں میں سے ایک شخص کے قصاص معاف کرنے سے مجرم کا قتل مشکل ہو جاتا ہے)

امیرالمومنین نے ابن مسعود سے فرمایا، پھر کیا فیصلہ دیا جائے؟ انہوں نے فرمایا، قاتل سے مقتول کے وارثوں کو دیت دلوائی جائے، اور معاف کنندہ کی دیت اس میں سے وضع کر لی جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا "مجھے اس سے اتفاق ہے"

(۷۰۹) بروایت بیہقی ۔ ۔ ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو ہم بستر دیکھا اپنی بیوی کو قتل کر دیا، یہ مقدمہ امیرالمومنین فاروق اعظم کے حضور آیا، اتنے ہی میں اس عورت کا ایک بھائی حاضر ہوا، اور اُس نے غیرت کھا کر عرض کیا کہ "میں ایسی بہن کا قصاص اور دیت دونوں میں سے کسی کے قبول کرنے کا روادار نہیں ہوں، میرا حصہ قاتل کے لئے صدقہ ہے" اس پر امیرالمومنین نے بقیہ وارثوں کو دیت دلوا دی، (اور اس کے بھائی کا حصہ وضع کر دیا) اور قاتل کو رہا کر دیا

(۷۱۰) بروایت بیہقی ۔ ۔ ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے بھائی کو قتل کر دیا، مقتول کی وارث ہی اکیلی بہن تھی، اس نے امیرالمومنین فاروق اعظم کی عدالت میں بیان دیا، کہ میں نے اپنے بھائی کا خون معاف کیا، اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ "قاتل قتل سے بری ہو گیا"۔

(مترجم: اور اسی طرح دیت سے بھی کیونکہ وارث نے خون ہی معاف کر دیا تھا)

نابالغ کے ہاتھ سے قتلِ عمد بھی قتلِ خطا ہے

(۷۱۱) بروایتِ بیہقی ۔ ۔ ۔ حضرت عمر سے مروی ہے، کہ نابالغ بچے کے ہاتھ سے قتلِ عمد بھی قتلِ خطا ہی ہے،

(مترجم! یعنی اس پر قصاص جاری نہیں ہو سکتا، لیکن اس پر دیت جو عاید ہو گی تو کیا اس کی کچھ ملکیت ہے جس سے وہ یا اس کے ولی ادا کر سکیں؟)

سزا میں کسی عامل کی بھی رعایت نہیں

(۱۲) بروایت بیہقی . . . امیرالمومنین فاروق اعظم نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا،

"اے مسلمانو! میں نے اپنے عمال (حکومت) کو یہ اختیار نہیں دیا، کہ وہ بلاوجہ تمہارے خون حلال کرلیں، اور تمہارے اموال اپنے قبضے میں لے لیں، جس شخص کو میرے مقرر کردہ حکام میں سے کسی پر ایسی شکایت ہو، وہ بلاخطر میرے آگے پیش کرے تاکہ میں اپنے عامل سے قصاص لوں"

اس پر حضرت عمرو بن العاص جو کہ خود عامل مصر تھے، عرض گزار ہوئے

"اے امیرالمومنین اگر کوئی عامل انتقاماً ایسا کرے، تو آپ اسپر بھی قصاص لیجئے گا؟"

امیرالمومنین نے فرمایا" سوگند بخدا! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور ایسے عامل سے قصاص لوں گا" "وقد رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقتص من نفسہ"

(میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنی ذات سے قصاص دیا)

ہڈیوں میں دانت کے سوا کسی ہڈی کا قصاص نہیں

(۱۳) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر نے فرمایا، کہ میں دانت کے سوا کسی ہڈی پر قصاص نہ لوں گا[1]

مجرم قصاص میں مرجائے تو اسکی دیت یا قصاص دونوں ساقط ہیں

(۱۴) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر اور جناب علی دونوں کا اجتہاد یہ ہے کہ جو مجرم کسی قصاص (بجز قتل) میں جان سے مرجائے اس کا قصاص اور دیت دونوں ساقط ہیں

قصاص ودیت کی نوعیت مقام ووقت پر

(۱۵) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر نے فیصلہ فرمایا، کہ جو شخص ان تینوں

---

[1] مترجم: مگر روایت نمبر ([illegible]) میں ڈاڑھ، ہنسلی اور پسلی تینوں ہڈیوں کی دیت میں جو امیرالمومنین کا یہ ارشاد نقل ہے کہ ان میں دیت ہے تو اسکی "توفیق" یوں ہوسکتی ہے، کہ دانت میں قصاص بھی ہے، اور دیت بھی، مگر دوسرے استخوان پر قصاص نہیں صرف دیت ہے، اور حضرت عمر کا یہ اجتہاد آپ نزدیک نکتہ کے قابل ہے ورنہ ہنسلی کے عوض قصاص تو قتل کا

یں سے کسی ایک میں قتل کیا جائے، اور اسکی دیت پر فیصلہ ہو، تو ایک پوری دیت کے ساتھ ایک ثلث (تہائی) دیت کا اضافہ مقتول کے وارثوں کو اور دلایا جائے گا یعنی جبکہ

۱ - مقتول مُحرِم ہو (در عہد حج)

۲ - یہ قتل حرم میں ہو

۳ - مقتول کو کسی حُرمت[1] والے مہینہ میں قتل کیا جائے

غیر واضح چوٹ پر دیت

امام شافعی فرماتے ہیں، یہ روایت ہم نے امام مالک کے درس میں پڑھی کہ۔
" آئمہ قدیم و جدید میں سے ہم کسی کا فتویٰ اسپر نہیں پاتے کہ ایسی چوٹ جو مضروب کے جسم پر واضح طور سے نہ دیکھی جا سکے اسپر کوئی دیت مقرر کی گئی ہو، بجز حضرت عمر اور جناب عثمان کے کہ انہوں نے اسپر دیت لازم فرما دی، اور وہ بھی سیاسی مصالح کی وجہ سے" (۱۰۴)

(حاشیہ: [illegible] (مترجم))

ڈاڑھ اور سامنے کے دو دانتوں کی دیت میں تساوی

(۱۰۶) بروایت بیہقی . . . . امیرالمومنین فاروق اعظم نے فرمایا، کہ ڈاڑھ اور سامنے کے دو دانتوں کی دیت مساوی ہے مگر پہلے آپ کا فتویٰ ان دونوں قسموں میں تساوی کا نہ تھا

ہاتھ کی انگلیوں میں دیت

(۱۰۷) بروایت بیہقی . . . . حضرت عمر پہلے تو ہاتھ کی انگلیوں کی دیت میں تفاضل کے قائل تھے۔ اور اسی پر فتویٰ دیتے، مگر جب آپ کو آل عمرو بن حزم کے پاس اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریری وثیقہ ملا، جس میں ہر ایک انگلی کی دیت دس دس اونٹ تھی، تو امیرالمومنین نے اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع فرما لیا

امام شافعی فرماتے ہیں، کہ محدثین نے آل عمرو بن حزم کے اس وثیقہ کی سند سے پہلے تو انکار کیا، مگر بعد میں اسے تسلیم کر لیا

---

[1] حرمت والے مہینے یہ (۴) ہیں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، اور اسپر ابھی اور چند مقامات و اوقات متفرع ہو سکتے ہیں، مثلاً مساجد، (مترجم)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

" میں کہتا ہوں مسئلہ (دیات) میں اصل یہی وثیقہ عمرو بن حزم ہے جسے حضرت عمر نے تسلیم کیا، اور اسپر فتویٰ دیا "

عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے

(۷۱۸) بروایت امام شافعی ... حضرت عمر اور جناب علی ابن ابی طالب دونوں کا اسپر فتویٰ ہے، کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف[1] ہے

مجوسی کی دیت اور یہودی ونصرانی کی دیت میں تفاوت

(۷۱۹) بروایت امام شافعی ... حضرت عمر نے یہودی اور نصرانی دونوں کی دیت (۴) ہزار درہم، اور مجوسی کی دیت (۸) سو درہم پر فیصلہ صادر فرمایا ۔

غلام کی دیت اسکی قیمت خریداری کے مساوی ہے

(۷۲۰) بروایت امام شافعی ... حضرت عمر اور جناب علی ہر دو سے روایت ہے: کہ غلام کی دیت اسکی، اصل قیمت کے مساوی ہے

(یعنی جس قیمت میں وہ خریدا گیا، اتنی قیمت، اور اگر وہ خانہ زاد غلام ہے، تو عُرف و صفات کے مطابق اسکی قیمت کا اندازہ کیا جائے ۔ : مترجم :)

(۷۲۱) بروایت بیہقی .... امیرالمومنین عمر نے حضرت صفیہ (بنت عبدالمطلب کہ جناب زبیر بن العوام کی والدۂ ماجدہ ــــ اور امیرالمومنین علی بن ابی طالب ابن عبدالمطلب کی پھوپھی ہیں) کے غلاموں کے مقدمہ میں فیصلہ فرمایا، کہ ان غلاموں کے ترکہ میں حضرت زبیر شریک ہیں۔ مگر ان کی دیت کی ادائیگی صرف حضرت علی کے ذمہ ہے

(مترجم یعنی دیت کی ادائیگی کا ننہیال والوں پر بار نہیں یہ صرف مجرم کے عصبات ہی ادا کرینگے)

---

[1] موجودہ دور کے مصلحین اُمت جو عورتوں کو ہر بات میں مردوں کے دوش بدوش رکھنا چاہتے ہیں، اسپر بہت گھبرائیں گے، کہ آخر عورت کی دیت نصف ہونا چہ معنی؟ میں کہتا ہوں، قرآن دیکھئے، جس میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی شہادت کے مساوی ہے! اب شوق سے جو چاہیئے فرمایئے ! (مترجم)

دیت کی ادائیگی باقساط

(۷۲۲) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر نے دیت کی ادائیگی یکمشت کی بجائے تین سال پر باقساط تقسیم فرمادی

جنین کی دیت

(۷۲۳) بروایت امام شافعی . . . ملاحظہ ہو حدیث حمل بن مالک النابغہ نمبر: ۷:

(۷۲۴) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر ایک عورت پر چلائے، وہ اس قدر ڈری، کہ دہشت سے اس کا حمل ساقط ہوگیا، اسپر حضرت عمر نے بیت المال سے ایک غلام آزاد کردیا

ایک غلام کی قیمت

(۷۲۵) بروایت بیہقی . . . حضرت عمر نے ایک صحیح الاعضا غلام کی قیمت (۵۰) دینار مقرر کیئے

غیر معلوم قاتل کا طریق فیصلہ

(۷۲۶) بروایت امام شافعی . . . عہد حضرت عمر میں ایک مقتول کی نعش موضع خیران اور وداعہ کے درمیان پائی گئی، امیرالمومنین نے حکم دیا، کہ دونوں مقامات کا فاصلہ دیکھا جائے جس موضع کا فاصلہ نعش کے محل وقوع سے قریب ہو اس قریہ کے (۵۰) مرد میرے سامنے مکہ معظمہ میں پیش کئے جائیں، یہاں امیرالمومنین نے انہیں حکم دیا، کہ بیت اللہ کے مقام حجر (حطیم کعبہ) میں کھڑے ہوکر سب لوگ نوبت بہ نوبت یہ قسم دیں، کہ "ہم میں سے کسی نے یہ قتل نہیں کیا" انھوں نے تعمیل کی مگر اسپر بھی حضرت عمر نے اُن پر دیت ادا کرنے کا بار ڈال دیا

اسپر اہل قبیلہ نے عرض کیا، کہ "نہ تو ہماری قسم کا اعتبار کیا گیا، اور نہ ہمارے مول ہی محفوظ رہ سکے؟" — حضرت عمر نے فرمایا "میرا فیصلہ یہی ہے!" (۷۲۷) (بروایت امام شافعی) امیرالمومنین نے اُن سے یہ بھی فرمایا کہ "تمہاری قسم نے تمہیں قصاص سے بچا لیا، اور دیت کا مطلب یہ ہے، کہ مردِ مسلم کا قتل رائگان ("باطل") نہیں جا سکتا"

امام شافعی یہ روایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں، کہ "یہ روایت باعتبار سند ضعیف ہے، جس میں ایک راوی حارث بن اعور ہے اور وہ کذاب ہے"۔

امام شافعی یہ بھی فرماتے ہیں، کہ "جن سے نے موضع خیران اور موضع وداعة کے دشمن سفر کئے، اور بعض ان لوگوں سے حضرت عمر کے عہد کے اس واقعہ کا حال دریافت کیا، مگر انہوں نے یہی جواب دیا، کہ ہماری بستی میں یہ حادثہ ہوا ہی نہیں،

امام شافعی فرماتے ہیں" حالانکہ اہلِ عرب واقعات کے یاد رکھنے میں نہایت قوی الحافظہ ہیں" (مترجم: بایں ہمہ حضرت عمر کا فیصلہ دار پراثر انداز ہے، جیسا کہ فرمایا " حقنت ایمانکم دماء کم ولا یبطل دم امرء مسلم)

مقتول کی دیت میں ورثاء کا ترکہ

(۲۸) بروایت امام شافعی .... امیرالمومنین دیت کو مقتول کے ورثاء میں تقسیم کرتے ہوئے زوجۂ مقتول کو محروم رکھتے، مگر جب آپ کو ضحاک بن سفیان کی یہ روایت ملی، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشیم ضبائی کی زوجہ کو اشیم کی دیت سے ترکہ دیا تو امیرالمومنین نے اپنے سابقہ فیصلوں سے رجوع فرمالیا

جادوگر واجب القتل ہے

(۲۹) بروایت امام شافعی .... ایک صاحب بجالۃ نامی فرماتے ہیں، امیرالمومنین فاروق اعظم نے تحریری فرمان صادر فرمایا، کہ جادوگر مرد اور عورت جہاں بھی پائے جائیں انہیں قتل کر دیا جائے،

بجالۃ (ممدوح) فرماتے ہیں " ہم لوگوں نے اس فرمان کے مطابق تین جادوگروں کو قتل کیا"

باب تقسیم اموال

از اقسام مال غنیمت و اموال فے و صدقات

منجانب امام وقت (ریاست)

مشتمل بر (۸) روایات از نمبر (۷۳۰) — تا — (۷۳۷)

تمام شرکائے جنگ غنیمت کے مستحق ہیں

(۷۳۰) بروایت امام شافعی .... اہل کوفہ نے اپنے امیر کی معیت میں اہل بصرہ کی اعانت کی جس میں بصرہ والوں کو فتح ہوئی، امیرالمومنین فاروق اعظم نے تحریری فرمان بھیجا، کہ اموال غنیمت کے حقدار وہ تمام اہل لشکر ہیں جو اس لڑائی میں شریک تھے

(مترجم: چونکہ موجودہ دور میں تمام عسکری تنخواہ دار ہیں، بدیں وجہ اسلامی قانون کے مطابق ان کا ایسے اموال میں کوئی حصہ نہ ہوگا یہ حصہ اسی حالت میں ہو سکتا ہے جبکہ لشکری تنخواہ دار نہ ہوں)

وہ بھی شرکائے جنگ ہیں، جو کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے مگر اپنے شہداء کی تدفین تک آ پہنچے

اور حضرت سعد بن ابی وقاص (سپہ سالار لشکر) کی طرف سے امیرالمومنین فاروق اعظم نے تحریری فرمان بھیجا، کہ غنیمت میں ہر اس لشکری کو شریک کرو، جو شہداء کی تدفین سے قبل وہاں پہنچ گیا ہو،

امام شافعی نے اس روایت کی تضعیف بھی فرمائی ہے (لیکن یہ مضمون دوسرے شواہد سے ثابت ہے، مترجم:)

(۷۳۱) بروایت امام شافعی و امام بخاری (وغیرہ) حضرت عباس (بن عبدالمطلب) اور جناب علی (بن ابی طالب) دونوں حضرات امیرالمومنین عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اموال

یتو نضیر جنہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فَے (غنیمت نہیں) ہونے کی وجہ سے اپنے لئے خاص فرما رکھا تھا، دونوں اصحاب (حضرت عباس وعلی) رسول اللہ کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے ان اموال کے لئے اپنا مطالبہ پیش کریں،

امیرالمومنین نے ان کا سوال سُنکر فرمایا ''یہ وہ اموال ہیں، جو جنگ کے بغیر (بصورت فَے) حاصل ہوئے، اور جو اموال اس طرح حاصل ہوں وہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے اور آنحضرتؐ نے ایسا ہی عمل فرمایا، ان کی آمدنی میں سے (یعنی اراضی و باغات کی آمدنی) رسول خدا اپنے تمام اہل وعیال کو سال بھر کا نفقہ عنایت فرماتے، اس کے بعد جو کچھ پس انداز ہوتا، اس سے اسلحہ اور دوسرے سامان حرب کا اندوختہ فرماتے، تاکہ (بروقت) جہاد فی سبیل اللہ میں کام آئیں، یہ حدیث طویل ہے،

(اور بخاری کتاب الجہاد باب فرض الخُمس میں منقول ہے، اگر اصل ماخذ (بخاری) میں یہ مکمل پڑھ لیا جائے تو گونہ طمانیت حاصل ہوگی! فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ، مترجم:)

سلبِ قتیل میں تخمیس

(مترجم: صورت مسئلہ یہ ہے، کہ جنگ میں غیر مسلم مقتول کا جو سامان (اسلحہ وغیرہ) قاتل کا حق ہے اس میں امام کا خمس (۱/۵) ہے یا نہیں؟ روایت متذکرۃ الصدر میں غنیمت و فَے ہر دو قسم چونکہ مقابل لشکر کا سامان ہے اور اس میں رسولؐ اور اس کے نائب کا خمس (۱/۵) بھی ہے، بدیں وجہ اس میں ذیل کی بحث آگئی)

امام شافعی فرماتے ہیں ''میرے پاس ایک صاحب آئے اور سلبِ قتیل میں اُنہوں نے مجھ سے یہ معارضہ کیا، کہ

امیرالمومنین عمر نے فرمایا، کہ ''ہم سلبِ قتیل میں خمس نہیں لیتے'' مگر جب براء بن عازب (صحابی) کو بیش قیمت (سلبِ قتیل) حاصل ہوا، تو حضرت عمر نے اس میں سے ۱/۵ (خمس) لے لیا؟''

امام شافعی کا جواب! (جو دو وجوہ پر مشتمل ہے، فرمایا)

۱۔ حضرت عمر کا سلب . . . براء بن عازب میں سے خمس لینا ہماری اسلم روایات

سے نہیں،

۲۔ اور اگر اسے تسلیم کر ہی لیا جائے، تو ظاہر ہے، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) سے تو یہی ثابت ہے، کہ آپ نے سلبِ قتیل سے کبھی خمس نہیں لیا، جسکی بنا پر ہمارے لئے ترکِ عمل جائز نہیں ـــــ اور یہ بھی ثابت ہے، کہ رسول اللہ نے بیش قیمت اور کم قیمت سلب میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص (صحابی) نے بھی سلبِ قتیل کا فیصلہ قاتل ہی کے حق میں دیا اگر وہ بیش قیمت ہی کیوں نہ ہو

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں ــ میں کہتا ہوں، اس روایت کا مفاد یہ ہے: کہ سلبِ قتیل خمس سے مستثنٰی ہے لیکن جبکہ وہ بیش قیمت ہو تب اسپر بھی خمس عائد ہو سکتا ہے مگر اس معاملہ میں حضرت عمرؓ کا یہ استثنا کہ آپ نے براء بن عازب کے حاصل کردہ سلبِ قتیل میں سے اس کا خمس (⅕) لے لیا، تو یہ حضرت عمرؓ کا اجتہاد ہے[1]"

---

[1] مترجم: مسئلہ ثانی الباب میں حضرت عمرؓ کا دوسرے مسائل میں تغیرِ فتویٰ کو مدِ نظر رکھا جائے تو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے حضرت عمرؓ کا براء ابن عازب کے حاصل کردہ سلب میں بدیں وجہ تخمیس روا رکھنا کہ یہ سامان بیش قیمت ہے، اور سنت نبیؐ سے اس کے خلاف یہ منقول ہونا، کہ سلبِ قتیل خمس سے بری ہے، بظاہر نازک مرحلہ سہی، مگر مصالح مکان و زمان کا جو دستور قرآن مجید سے لے کر اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا آرہا ہے، اس کے ہوتے ہوئے اس میں کوئی اشکال نہیں،

قرآن مجید سے: مثلاً قرآن کریم میں پانی سے وضو کا وجوب مگر بعض عوارض میں تیمم کی رعایت اسی طرح صوم رمضان میں بعض تکالیف پر قضاء لے (روزہ)

حدیث سے: اموال حنین کی تقسیم میں بعض افراد غزوہ کو بعض پر ترجیح

اجتہادات فاروقی سے: (۱) تطلیقات ثلاثہ کا طلاق بائن قرار دینا (۲) ایک مشترکہ قصور پر دو سزائیں (ا) سارق کا قطع ید (ب) اور مال مسروقہ کی دو چند قیمت (روایت نمبر ۲۶۶) (ج) دستشام پر زخم کی دیت (روایت نمبر ۲۸)

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، اس روایت سے یہ مستفاد ہوتا ہے، کہ سلب پر تخمیس نہیں، اور یہ صرف قاتل کا حق ہے، مگر جب وہ سلب، معمول عام سے زیادہ بیش قیمت ہو، تب خمس امام بھی جائز ہے ـــــ اب رہی یہ بحث کہ آخر اس میں استغناء کیوں تسلیم کرلیا جائے۔ تو یہ حضرت عمرؓ کے مختارات سے ہے۔ واللہ اعلم

مال غنیمت میں سوار (عسکری) اور پیادہ سپاہی کا حصہ

(۳۱۷) بروایت امام محمد بن الحسن (صاحب امام ابوحنیفہ و صاحب کتاب الموطا) ... حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت منذر بن ابو حمصہ کو جیش مصر پر سپہ سالار بنا کر بھیجا، فتح کے بعد انہوں نے غنیمت میں جس قدر مال حاصل کیا، اسکی تقسیم میں سوار (سپاہی) کو دو حصے اور پیادہ (عسکری) کو ایک حصہ (تقسیم میں) دے کر حضرت عمرؓ کو اطلاع کر دی، جس پر امیر المومنین نے بھی ان کی تقسیم پر اظہار رضامندی فرمایا

مسئلہ زیر بحث میں آئمۂ احناف کا اختلاف اجتہاد

امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں، میں اور ابو یوسف تو اسی پر فتویٰ دیتے ہیں، مگر امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں، کہ "ہم اجتہاد عمرؓ سے اخذ نہیں کرتے بلکہ سوار (عسکری) کے (۳) حصہ پر ہمارا فتویٰ ہے، بایں وجہ کہ ایک حصہ سوار کا، اور دو حصے اس کے گھوڑے کا حصہ

لیکن بعد میں بروایت امام ابو یوسفؒ امام ابوحنیفہ نے حضرت عمرؓ ہی کے اجتہاد پر صاد فرمادیا، جس سے سوار کا ایک حصہ، اور سواری کا ایک حصہ تسلیم کرلیا ـــــ اس کے بعد قاضی ابو یوسف نے فرمایا،

اور ایسی احادیث بکثرت پائی جاتی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سوار کے دو حصے اور پیادہ سپاہی کا ایک حصہ ہے، یہ روایات موثق ہیں، اور (بقول قاضی ابو یوسف) عامہ (احناف کے سوا دوسرے اہل مسالک) کا عمل بھی انہی پر ہے

تقسیم غنائم در عہد رسالت مآب و زمانہ ہائے خلفائے اربعہ

(۳۲۷) بروایت قاضی ابو یوسف .... عہد رسول اللہ اور خلفائے اربعہ کے زمانوں میں غنائم کی تقسیم بایں صورت تھی، کہ اموال کے پانچ حصے کئے جاتے، جو حسب ذیل طریق سے

تقسیم کئے جاتے

بعہد رسالتؐ	حصۂ اوّل	حصۂ دوم	حصۂ سوئم	حصۂ چہارم	حصۂ پنجم
بزمانۂ ابوبکرؓ	اللہ و اُسکے رسولؐ کیلئے	قرابتداران رسولؐ کیلئے	یتامیٰ کے لیے	مساکین کے لئے	مسافروں کے لئے
" عمرؓ	ــــــ	ــــــ [1]	"	"	"
" عثمانؓ	ــــــ	ــــــ	"	"	"
" علیؓ	ــــــ	ــــــ	"	"	"

خمس رسولِ اھلِ بیت کے لئے

(۳۳۳) بروایت امام قاضی ابویوسف . . . حضرت عبداللہ بن عباس (الہاشمی) فرماتے ہیں امیرالمومنین عمر فاروق نے مجھے فرمایا، کہ تم اپنے حصہ کے خمس سے اپنے خاندان کی بیواؤں کے عقد اور قرضداروں کا قرض ادا کرلیا کرو، مگر میں نے حضرت عمر سے کہا، کہ آپ یہ حصہ مسلّم ہمیں دے دیا کیجیے (ہم جیسے چاہیں اسے صرف کریں) مگر نہ انہوں نے یہ منظور کیا نہ ہم ہی نے ان کا مشورہ تسلیم کیا

ذوی القربیٰ کا حصہ عہد حضرت علی میں

(۳۳۴) بروایت قاضی ابویوسف . . . امام ابوجعفر (امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی) کی خدمت میں ایک صاحب محمد ابن اسحاق نے عرض کیا، کہ "حضرت علی کی اپنے عہد میں خمسِ اہلِ بیت پر کیا رائے تھی؟" انہوں نے فرمایا "حضرت علی کی رائے یہی تھی کہ خمسِ اہل بیت خود انہی کو دیا جائے ولیکن آپ کو حضرت ابوبکر و عمر کی مخالفت کرنا ناپسند تھی۔"

عہد عمر میں ذوی القربیٰ کا حصہ اہل بیت کو دیا جانا

(۳۳۵) بروایت قاضی ابویوسف . . . حضرت علی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یا رسول اللہ اہل بیت کے خمس کی تولیت ابھی سے مجھے تفویض فرما دیجئے تاکہ جناب کے بعد کوئی اس معاملہ میں ہم سے تنازع نہ کر بیٹھے" رسول اللہ نے اسپر صاد فرما کر مجھے اس کی

---

[1] مترجم: لیکن روایت نمبر (۳۳۵) میں منقول ہے کہ قرابتداران رسولؐ کا حصہ حضرت عمر نے جناب علی کو دینا شروع کر دیا۔

تقسیم پر متعین فرما دیا، اسی طرح ابوبکر نے میری تو بیت قائم رکھی، اور اسی طرح عمر نے، مگر حضرت عمر کی زندگی کے آخری سال میں ایک مرتبہ بے شمار مال آیا، تو آپ نے بحسب دستور ہمارے حصّہ کا خمس علیحدہ رکھوا کر مجھے طلب فرمایا کہ میں اُسے اُٹھوا لوں، مگر میں نے عرض کیا، کہ "اس سال اہل بیت کو تو مال کی ضرورت نہیں۔ اور مسلمان ضرورت مند ہیں۔ اس لئے آپ یہ مال انہی کو تقسیم فرما دیجئے (اور ویسے ہی ہُوا) مگر دوسرے روز عباس بن عبدالمطلب نے مجھے فرمایا، کہ "اے علی! کل تم نے ہمیں اُس شئے سے محروم کر دیا ہے، جو اب ہمیں قیامت تک نہ ملے گی"۔ حضرت علی فرماتے ہیں، کہ "واقعی حضرت عمر کے بعد پھر کسی نے ہمیں خمس نہیں دیا"۔

(مترجم: اور یہ اشارہ فقط حضرت عثمان کے عہد خلافت کی طرف ہے)

(۲۳۶) بروایت قاضی ابو یوسف۔۔۔ ایک شخص جن کا نام نجدہ ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس کی طرف لکھا، کہ "اموالِ غنیمت میں "ذوی القربیٰ" سے کیا مطلب ہے؟" ـــ ابن عباس نے (نجدہ حروری کو) جواب میں فرمایا، "ذوی القربیٰ ہم ہی لوگ ہیں اور حضرت عمر نے اپنے عہد امارت میں مجھے فرمایا، کہ "میں تمہارے حصّہ خمس میں سے تمہاری بیواؤں کا عقد، قرضداروں کا قرض اور ضرورت مندوں کو ان کے کام کے لئے خادم دلا دیا کروں تمہیں منظور ہے"؟ مگر میں نے اسے نامنظور کر دیا"۔

عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ اموی نے سہم رسول اور سہم ذوالقربیٰ بنو ہاشم کے لئے متعین کر دیئے

(۲۳۷) بروایت قاضی ابو یوسف۔۔۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ اموی نے اپنے عہد میں سہم رسول اور سہم ذوالقربیٰ دونوں بنو ہاشم کے لئے معین کر دیئے۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ اور اکثر فقہا نے فرمایا، کہ یہ دونوں حصّے (سہم رسول وسہم ذوالقربیٰ) بھی، امام وقت کو اُسی طرح تقسیم کرنے چاہئیں جس طرح حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے تقسیم کئے (مترجم: یعنی بنو ہاشم کو نہ دینے چاہئیں: ملاحظہ ہو روایت نمبر: ۲۳۲)۔

امام شافعی کا دلچسپ معارضہ

اس پر امام شافعی فرماتے ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے قرابت داروں کا خمس میں کوئی حصہ نہیں اُس روایت کی بنا پر جو ابنِ عُیینہ سے کی گئی ہے یعنی

محمد بن اسحاق راوی ہیں، کہ میں نے امام محمد باقر (ابوجعفر) بن علی بن الحسین بن علی سے دریافت کیا

کہ حضرت علی نے خمس میں سہم ذوالقربیٰ پر کیا طریقہ اختیار فرمایا، امام محمد باقر نے فرمایا کہ آپ بھی حضرت

ابوبکر و عمر کے مسلک ہی پر رہے، کیونکہ حضرت علی شیخین کے خلاف کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔"

ابنِ عُیینہ کی روایت پر امامِ شافعی کا اعتراض

(شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ باسہم ذوالقربیٰ بالاجماع ساقط ہو چکا ہے!)

امام شافعی فرماتے ہیں " میں اس کا یہ جواب دوں گا

کیا آپ کو یہ علم ہے، کہ حضرت ابوبکر نے بھی غنیمت حُر، و عَبد دونوں میں برابر تقسیم فرمائی؟

تو اس شخص نے بھی میرے قول کی تصدیق کی

پھر میں نے کہا، کیا آپ کو یہ بھی علم ہے کہ حضرت عمر نے اپنے دور میں نہ صرف عَبد کو حقِ غنیمت سے محروم فرما دیا، بلکہ آزاد لوگوں میں بھی مساوات نہ رہنے دی یعنی کسی کو کم اور کسی کو زیادہ حصہ دیا؟

اور یہی غنیمت حضرت علی نے اپنے عہد میں تو ام پر مساویانہ طریق سے تقسیم فرمائی؟ معترض نے جواب میں کہا، بے شک ایسے ہی ہوا"

امام شافعی فرماتے ہیں

اور یہ کہوں گا " آپ کو یہ بھی علم ہے، حضرت عمر کا فتویٰ تھا کہ امہات الاولاد کو فروخت نہ کیا جائے، (مترجم: یعنی غلام عورت جو صاحبِ اولاد ہے، اُسے بیچ دینا اور اس کے بچے کو پاس رکھ لینا) مگر حضرت علی کا فتویٰ اس کے خلاف تھا؟ (مترجم: یعنی حضرت علی کنیز اور بچے میں باہم تفریق جائز سمجھتے) معترض نے اسے بھی تسلیم کر لیا،

امام شافعی فرماتے ہیں، پھر میں معترض سے یہ کہوں گا!

"آپ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں، کہ جد کے ترکہ کے معاملہ میں حضرت علی نے جناب ابوبکر کے خلاف فتویٰ دیا؟

اس کے بعد امام شافعی نے اپنے سلسلہ سے یہی روایت ان لفظوں میں معترض کے لئے بیان کی

" اخبرنا عن جعفر بن ... امام شافعی فرماتے ہیں مجھ سے امام جعفر صادق نے

محمد عن ابیه ان حسنًا
وحسینًا وابن عباس
وعبد الله بن جعفر
سألوا علیًّا نصیبهم
من الخُمس فقال هو
لکم حق ولکنی محارب
معاویة فان شئتم ترکتم
حقکم فیه۲

روایت کی، اپنے والد گرامی امام محمد باقر سے، آپ
نے اپنے والد عالی قدر جناب امام علی بن الحسینؑ
کہ حسن اور حُسین اور ابن عباس و عبداللہ بن
جعفر سب نے مل کر حضرت علی سے عرض کیا، کہ خُمس میں
ہمارا حصہ ہمیں عنایت فرمایا جائے، حضرت علی نے
جواب دیا بے شک تم اس کے مستحق ہو، مگر میں عنقریب
معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کو ہوں، اگر تمہیں گوارا
ہو، تو اس سال اپنا اپنا حصہ نہ لو

امام شافعی فرماتے ہیں، جب اس روایت کا تذکرہ میں نے عبدالعزیز بن محمد[1] سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ "ہاں! ہاں! امام جعفر صادق نے اسی طرح یہ روایت بیان فرمائی ہے"،

اس کے بعد امام شافعی اپنے معترض کے لئے فرماتے ہیں "پس آپ ہی فرمایئے کہ امام جعفر صادق راویوں میں اعرف اور اوثق ہیں یا ابن اسحاق؟" معترض کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا، کہ ابن اسحاق کے مقابلہ میں امام جعفر اوثق و اعرف ہیں!

اس پر امام شافعی نے اسی مسئلہ میں ایک دوسری روایت بسلسلہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کی (عبدالرحمن فرماتے ہیں) "میں حضرت علی کی خدمت میں احجار زیت کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا۔ "آپ پر میرے ماں اور باپ نثار! ابوبکر نے اہل بیت کے حقِ خُمس میں آپ لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟"

حضرت علی نے فرمایا، "ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ! ان کے عہد میں مال غنیمت آیا ہی نہیں، اور اس کے سوا اہل بیت کے جو حقوق تھے اُنہیں وہ پوری طرح ادا فرماتے رہے"

اُسی طرح عمر نے ہمارے دوسرے حصوں کے ساتھ غنائم میں اہل بیت کی حوائج میں کبھی کوتاہی

---

[1] عبدالعزیز بن محمد امام شافعی کے اُستاد اور امام جعفر صادق بن امام محمد باقر کے شاگرد ہیں (تہذیب التہذیب ج ۶ نمبر ۶۷۷) : مترجم:

نہ فرمائی ـــ حتیٰ کہ سنوس اور اہواز (یا اہواز و فارس) سے جس وقت اموالِ غنیمت آئے تو میں بھی حاضر ہوا، عمر نے مجھے فرمایا، اے علی! تمام مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، اور اس وقت مسلمان بڑی مصیبت میں ہیں، اگر آپ اس وقت گوارا کر سکیں، کہ اپنا حصہ نہ لیں تو میں اُسے بھی مسلمانوں پر ہی تقسیم کر دوں اور جب پھر مال آئے تو میں آج کا حصہ بھی آپ کو ادا کر دوں"

حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی وہاں آگئے تھے، انہوں نے حضرت عمر کے جواب میں فرمایا "آپ کو ہمارے حق پر طمع نہ کرنا چاہیئے!"

"اس پر حضرت علی نے اپنے عم بزرگوار حضرت عباس سے فرمایا: "آپ ایسا نہ کہیئے بلکہ اہلِ بیت سے زیادہ کس پر یہ حق عائد ہوتا ہے، کہ وہ امیرالمومنین (حضرت عمر) کے فرمان کی تعمیل اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرے!" (حضرت علی فرماتے ہیں) مگر اسی سال حضرت عمر کا انتقال ہوگیا اور اس دوران میں کہیں سے مالِ غنیمت بھی نہ آیا جو ہمیں دیا جاتا"

امام شافعی فرماتے ہیں

"اور یہی روایت مطر (نام راوی) وغیرہ سے اس طرح منقول ہے "امیرالمومنین نے حضرت علی سے فرمایا، بے شک خُمس آپ کا حق ہے، مگر میرے علم کے مطابق اگر یہ مال زیادہ ہو تو پورا مال نہ لیا جائے بلکہ کم! (اور اس میں سے کچھ حصہ مسلمانوں کی معونت کے لئے رہے : مترجم:) اس لئے اگر آپ کو آج یہ صورت گوارا ہو تو میں مناسب حصہ (خمس میں سے) حوالہ کر دوں؟" ـــ حضرت علی نے فرمایا کہ ہمیں یہ منظور نہیں"، اور حضرت عمر نے پورا حصہ (خمس) دینے سے انکار کر دیا"

امام شافعی نے یہی روایت (نجدہ حروری کی مرویہ، بیہقی کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے

"اگر ایسا معترض یہ کہے کہ شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر) سے متفقہ فتویٰ نہ ہوتے ہوئے کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ "ذوی القربیٰ (قرابت دارانِ نبی)" کا حصہ بھی اوروں میں تقسیم کر دیا جائے؟"

میں (امام شافعی) جواب دوں گا، کہ یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کا اپنا دامن علم سے خالی ہو۔ (مترجم: امام شافعی کا منشا یہ ہے کہ ان ہر دو حضرات (ابوبکر و عمر) نے سہم ذوی القربیٰ ان کے حوالے کیا) ـــ حتیٰ کہ حضرت عمر کے زمانہ میں غنیمت میں بہت زیادہ اموال آنا شروع ہوگئے" ـــ البتہ (بقول شافعی)

اختلاف اس میں ہے کہ مسدود ح کے عہد میں تکثیر اموال ہو گئی، تب !

—— امام شافعی: (معترض سے فرماتے ہیں: اے معترض سے آپ کی مراد امام محمد بن الحسن صاحب امام ابو حنیفہ ہیں: جیسا کہ کتاب الاُم میں مرقوم ہے) آپ نے دیکھ لیا ہے کہ علمائے گذشتہ او رحال دونوں طبقوں کا یہی مذہب ہے کہ جب کوئی حکم قرآن میں منصوصاً مذکور ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس حکم کی وضاحت اپنے قول یا عمل سے فرمادی ہو، تو کیا ایسے حکم کے بعد ہم مستغنی نہیں ؟ کہ کسی اور سے اسکے متعلق سوال نہ کریں ؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کا اتباع اہلِ علم پر واجب فرما دیا ہے ؟ —— پس اس کے سوا اس (معترض) کے لئے اور چارہ کیا ہے، کہ وہ ہمارے جواب پر اظہار تسلیم فرمائے۔

و ایضاً از امام شافعی: (اس کے بعد میں یہ کہوں گا، کہ جب سہم ذوی القربیٰ قرآن مجید کی دو آیتوں سے ثابت ہے جنکی وضاحت رسول اللہ نے بھی اپنے ارشاد و عمل دونوں سے اس طرح فرمادی ہے کہ دنیا کا کوئی اور معاملہ اس سے زیادہ "اثبت" نہیں، اور جس (ثبوت) کا وجود ان (۲) وجوہ سے ثابت ہوتا ہے

اولاً - ان ثقہ راویوں کی روایات سے جن میں !

۱- ان کے مرویات متصل السند ہیں (منقطع نہیں)

۲- ان راویوں کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہونے کی بنا پر !

(مترجم: اور اسی شق پر مسئلہ ما بہ النزاع کا تعلق ہے)

مثلاً ان میں زہری ہیں، (محمد بن مسلم . . . . ابن الشہاب) کہ رسول اللہ کے ننھیال سے ہیں

ابن المسیب (سعید) ہیں، کہ آنحضرت صلعم کے والد کے ننھیالی ہیں

جبیر ابن مطعم ہیں، کہ ددھیالی ناطے سے نبیؐ پاک کے ابن عم ہوتے ہیں (تہذیب التہذیب)

(مترجم: یعنی جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی: جن کا قریہ (نسل وجاہت کے ساتھ) باب روایت میں بھی برتر ہے)

ثانیاً —— ان رواۃ (نمبر ۱ و ۲ و ۳) کے ماسوا وہ حضرات بھی یہ روایت بیان فرماتے ہیں

جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص شرف قرابت حاصل ہے یعنی حضرت علی (ملاحظہ ہو

یہی روایت نمبر ۳/۔) کے شروع میں لکیر شدہ الفاظ ۔۔۔ محمد بن اسحاق راوی ہیں کہ میں نے

امام محمد باقر (ابو جعفر) بن علی بن حسین بن علی سے دریافت کیا کہ حضرت علی نے خمس میں سہم ذوی القربیٰ

پر کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ امام محمد باقر نے فرمایا، کہ آپ بھی حضرت ابو بکر و عمر کے مسلک پر رہے

کیونکہ حضرت علی شیخین کا خلاف کرنے کو ناپسند فرماتے تھے"

"پس جب حضرت علی ہی نے یہ فرما دیا کہ ۔ مجھے عمر اور عثمان دونوں نے اپنے اپنے عہد میں

سہم ذوی القربیٰ دینے سے انکار کر دیا[۵]، درآنحالیکہ حضرت علی اور بنو عباس قرابت میں یکساں ہیں

اور عمر و عثمان دونوں نے بنو عباس کو ان کا سہم دے دیا ۔ اور اگر معترض اسے بھی تسلیم کرلے، تب

بھی میں کہوں گا، کہ!

"پس قرابت رسول میں وہی لوگ شامل ہیں، جنہیں بنو عبد المطلب ہونے کا فخر ہے، اور ان سب

کو شیخین نے سہم الرسول سے حصہ دیا،"

امام شافعی فرماتے ہیں، سنت جب بھی قرآن کی تشبیت کرے گی۔ ان دونوں میں کبھی باہم معارضہ

نہ ہوگا[۱]

ش ۱ ہ ولی اللہ فرماتے ہیں یہ ہیں فریقین کے دلائل جن پر غور ضروری ہے

لیکن میرے (شاہ صاحب) نزدیک اس تعارض کی توجیہہ یہ ہے، کہ

ا ۔ حضرت عمر کے نزدیک سہم ذوی القربیٰ مسلّم ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے بعد بھی اس کا دیا جانا ثابت ہے۔ مگر حضرت عمر اس سہم کو پُورا (خمس الخمس) پورا ادا

کرنا یا نہ کرنا امام وقت کے مصالح اجتہاد پر منحصر سمجھتے تھے، جیسا کہ قاضی ابو یوسف

نے (اسی روایت نمبر: ۷/۳،۷ ۔ میں) فرمایا، اور بیہقی وغیرہ نے اسے ابن عباس

سے روایت کیا،

ب ۔ اور یہ کہ!

امام شافعی کے پاس خود کوئی ایسی صریح حدیث نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ

[۱] ان لکیر شدہ الفاظ پر بعض لفظ کتاب الام سے مقابلہ کرنے پر اضافہ کئے گئے (مترجم)

[۵] [illegible]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے اربعہ نے یہ سہم انہیں (ذوی القربیٰ کو) پورا عنایت فرمایا ہو،

ج۔ اور یہ کہ !

قاضی ابو یوسف کے ہاں بھی کوئی ایسی نص صریح موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حضرت ابو بکر و عمر نے یہ سہم (ذوی القربیٰ) پورا ساقط کر دیا ہو ـــ کیونکہ ابو یوسف کی روایت (نمبر ۳۷) میں کلبی ـــ (محمد بن سائب) اہل الحدیث کے نزدیک بغیر شک و شبہ ضعیف ہے

اور ان دونوں روایتوں میں تطبیق یوں کی جا سکتی ہے، کہ اپنی اپنی جگہ یہ دونوں امر صحیح ہیں

ا ۔ ذوی القربیٰ کا سہم ہونا

ب ۔ مگر مسلمانوں کی ضرورت کے وقت ذوی القربیٰ سے تحریک کرنا کہ وہ اس سہم سے دست بردار ہو جائیں "

عراق کی مفتوحہ اراضی پر منع تقسیم

(۳۸) بروایت قاضی ابو یوسف ۔ ۔ ۔ عراق کی مفتوحہ اراضی کی تقسیم کے متعلق امیر المؤمنین فاروق اعظم نے حضرت سعد بن ابی وقاص عامل عراق کی طرف مندرجہ ذیل تحریری فرمان لکھا

"اے سعد بن ابی وقاص !

آپ کا خط اس بارے میں پہنچا، کہ مسلمان آپ سے عراق کی غنیمت تقسیم کر دینے کے خواہشمند ہیں ! پس جس وقت آپ کو میرا خط ملے، آپ تمام اموال منقولہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیجئے،

اراضی اور نہریں سرکاری تحویل میں

"مگر زمینیں اور نہریں تقسیم نہ کیجئے بلکہ انہیں عاملوں میں رہنے دیجئے، تاکہ وہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے بھی حضرات کا عطیہ ہو سکیں، کیونکہ آج اگر یہ غیر منقولہ (اراضی اور نہریں) بھی تقسیم کر دیئے گئے تو آیندہ آنے والی قوم کے لئے کچھ باقی نہ رہے گا"

تبلیغ اسلام

"اے سعد!

میں یہ حکم دے چکا ہوں، کہ جس غیر مسلم سے ملاقات کا موقع ملے، اُسے اسلام
کی دعوت دیجئے"

تازہ واردان اسلام کا حصہ

"اور میں آپ سے یہ بھی کہہ چکا ہوں، کہ ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے بغیر جو شخص اسلام
لے آئے۔ اُسے بھی ہمارے ہاں وہی حقوق حاصل ہیں جو دوسرے مسلمانوں کو ہیں لیکن
اموالِ غنیمت میں سے انہیں بھی حصہ دیجئے، اور اسلام کے جو حقوق پہلوں کے ذمہ
ہیں وہی ان نو واردان کے اوپر بھی عائد ہیں"

"لیکن جن حضرات نے ہمارے ساتھ اِدھر جنگ کی، مگر اُدھر انہیں شکست ہو گئی اور
وہ مسلمان ہو گئے، ان کے اسلام میں تو شبہ نہیں مگر اس موقعہ (جہاد) پر جو اموال
مسلمانوں کو حاصل ہوا ہو، اُس میں ایسے مسلمان حضرات کا حصہ نہ ہو گا۔"

"اے سعد! یہ میرا حکم ہے اور عہد ہے آپ کے لئے"

لیکن اس فرمان سے قبل حضرت عمرؓ نے مجمع عام میں بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ کیا

(۳۹) بروایت ابو یوسف ۔۔۔۔ امیر المومنین عمر فاروق کے پاس جب سعد بن ابی وقاص
(عامل عراق) کا وفد حاضر ہوا، تو آپ نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجلس مشاورت
میں فرمایا، کہ

"اے مسلمانو اب حکومت کے شعبے متعین کئے جائیں!" کیونکہ حضرت عمرؓ اب تک اموالِ غنیمت
شرکائے جہاد میں ہر کہ و مہ کے لئے مساوی تقسیم پر متفق تھے، مگر (ان) فتوحاتِ عراق پر جب
مسلمانوں کے ہاتھ اموالِ غنیمت بکثرت ــ آ گئے۔ تو آپ نے اپنے سابقہ اندازِ تقسیم بر بمصلحت
وقت تبدیلی کرتے ہوئے تساوی کی بجائے تفاضل کا ارادہ کر لیا ــ اور صحابہ کرام نے بھی
بخوشی و مجموعی امیر المومنین کی رائے سے اتفاق کر لیا

مگر امیر المومنین نے فتح (عراق) میں اراضی کی تقسیم میں جب مشاورت فرمائی تو صحابہ کرام نے

رضی اللہ عنہم اس نے بھی تقسیم ہی کر دینے کا مشورہ دیا

مگر امیر المومنین اس پر متفق نہ تھے، فرمایا

فکیف بمن یاتی من المسلمین — آخر ان مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا، جو ہمارے بعد آئینگے

فیجدون الارض بعلوجہا — وہ دیکھیں گے، کہ تمام اراضی اور ممالک مفتوحہ

قد قُسمت ووُرِثت عن الآباء — تقسیم کئے جا چکے ہیں

وخیرت ما ھٰذا برائی — پس میری رائے اراضی کی تقسیم پر نہیں

منع تقسیم اراضی پر ابن عوف کا اعتراض

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کھڑے ہوئے، اور فرمایا

" کیا یہ اراضی اور ان کے غیر مسلم مالک اللہ نے ہمیں فتح میں نہیں دیئے ؟"

امیر المومنین نے فرمایا،

"اے عبدالرحمٰن بات یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں، مگر میری رائے ان اراضی کی تقسیم سے متفق نہیں (کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں) اب میرے بعد کوئی ایسا شہر فتح نہ ہوگا جس سے مسلمانوں کو اتنا نفع حاصل ہو۔ جتنا اب تک ہو چکا ہے — بلکہ آئندہ فتح ہونیوالے علاقے مسلمانوں پر اور بھی بار ثابت ہونگے"

"پس اگر شام و عراق کی اراضی اور باشندے موجودہ مسلمانوں پر تقسیم کر دیئے گئے تو آئندہ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لئے کہاں سے مال آئے گا ؟ اور آج کے بعد فتح ہونے والے شہروں سے بیواؤں کی کفالت کیونکر کی جا سکے گی ؟"

اس موقعہ پر شام و عراق کے مجاہدین پھر مصر ہوئے کہ انہیں یہ اراضی اور ان کے باشندے بصورت غلام تقسیم کر ہی دیئے جائیں بلکہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا۔

کہ " ولا تقف ما آفاء اللہ علینا باسیافنا علی قوم لم یحضروا ولم یشہدوا ولابناء ھم لم یحضروا" (اے امیر المومنین ہماری تلواروں کے ذریعے جو مال اللہ نے ہمیں عنایت فرمایا ہے، آپ کو اسکی حوالگی میں توقف نہ برتنا چاہیئے، ان لوگوں کی بھلائی کے لئے جو اس وقت موجود ہی نہیں نہ ان لوگوں کی اولاد کے لئے جو آئندہ آنے والی ہے !)

(کتاب الخراج)

امیرالمومنین نے فرمایا

۔۔"میری تو یہی رائے ہے جو میں پیش کرچکا ہوں"

اس موقعہ پر امیرالمومنین سے درخواست کی گئی کہ "پھر آپ مہاجرین اولین سے مشورہ فرمالیجئے"، اور یہ حضرات تشریف لے آئے، مگر ان میں بھی دو (۲) رائے ہوگئیں

تقسیم پر	منع تقسیم پر
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف	حضرت عثمان و علی اور طلحہ و امیرالمومنین

لیکن اب بھی کوئی فیصلہ نہ ہوسکا، آخر یہ طے ہوا کہ انصار مدینہ میں سے دس معتبر اور اشراف (حضرات) کو طلب کیا جائے

پس قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے پانچ، پانچ بزرگوں کو بلایا گیا (اور امیرالمومنین نے مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی)

بعد ثنائے باری تعالیٰ:

۔۔"میں نے آپ حضرات کو اس لئے زحمت دی ہے تاکہ آپ لوگ، اس امانت کی ادائیگی میں میری اعانت فرمائیں، جو آپ لوگوں کی اصلاح کے لئے میں نے اپنے سر ڈال رکھی ہے آخر میں بھی تو آپ حضرات کی طرح جماعت کا ایک فرد ہوں"

"بے شک! آپ حضرات حق پر ہیں، اور حق کا اعتراف فرماتے ہیں، نہ مجھے اس کا ملال ہے کہ زیر بحث تجویز میں کون میرا مخالف ہے، نہ اس پر فخر کہ کس کس نے میری موافقت فرمائی نہ میرا یہ اصرار کہ آپ حضرات بلاوجہ میری رائے پر صاد فرمادیں بلکہ آپ کے سامنے اللہ کی کتاب موجود ہے جو ناطق بالحق ہے، سوگند بخدا! اس معاملہ میں میرا کوئی ذاتی مفاد نہیں بلکہ مقصد حق کی طرف رجوع کرنا ہے"

امیرالمومنین نے یہاں تک فرمایا تھا، کہ آوازیں آنے لگیں، ۔۔"اے امیرالمومنین! ہمیں تسلیم ہے، کہ آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں، وہ بالکل مناسب ہے" مگر حضرت عمر نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا

۔۔ آپ حضرات نے یہ بھی سنا جو ذرا دیر پہلے بعض دوستوں نے فرمایا، کہ میں ان کا حق

ان کے حقوق پر تصرف کر رہا ہوں، حالانکہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں، کہ کسی پر ظلم کروں اور اس کے حق میں دست اندازی کروں، سوگند بخدا! اگر میں نے ایسا کیا ہے تو بدبختی ہوں!"

"بلکہ منع تقسیم (اراضی) میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اب ارض کسریٰ (از ایران تا بہ عراق و شام) میں کوئی ایسی جگہ نہیں رہی جسے ہمیں فتح کرنا ہو! اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کہاں تک اعتراف کیجئے، جس نے ہمیں ان کی زمین، ان کے باشندوں سمیت ہمارے قبضہ میں کردی"

"اس فتح کا مال منقولہ میں نے خمس نکال کر باہمی میں تقسیم کر دیا ہے اور اس خمس کو بھی اس کے مصرف پر خرچ کر دیا ہے"

عراق کی اراضی اور غیر مسلم باشندے تقسیم نکرنا ریاست کا استحکام ہے

مگر میں مناسب سمجھتا ہوں، کہ ان علاقوں کی اراضی وہاں کے آتش پرست باشندوں ہی کے پاس (بدستور) رہنے دی جائے، جس میں مسلمانوں کے کئی فائدے ہیں،

ا۔ اراضی پر خراج (لگان) وصول ہوگا

ب۔ غیر مسلم رعایا سے جزیہ " "

اور یہ دونوں قسم کے محاصل!

ا۔ جنگوں کے کام آئیں گے

ب۔ بیت المال میں جمع ہونے سے موجودہ مسلمانوں کی اولاد کی معونت ان سے ہو سکے گی

ج۔ آئندہ بعد مسلمانوں کو جو ضرورتیں درپیش ہونگی، ان میں مدد حاصل ہوگی۔

امیر المومنین نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا، کہ

"موجودہ مفتوحہ شہروں کی دشمنوں کی حفاظت کے لئے فوجی چوکیوں کی ضرورت ہے یہ شام کا وسیع علاقہ ہے، یہ جزیرہ ہے کوفہ ہے، مصر ہے، جن کے تحفظ کے لئے ہر مقام میں فوجی چھاؤنی قائم کرتا ہوں جن پر روپیہ پانی کی طرح خرچ ہوتا ہے، آج اگر یہ

اراضی (عراق) اور اس کے غیر مسلم باشندوں کو (غلام بنا کر) آپس میں تقسیم کر لیا گیا، تو یہ مصارف کہاں سے پورے کئے جائیں گے"!

منظوری

یہ سُن کر حاضرین پکار اٹھے، بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں کہ اگر مفتوحہ علاقوں کے لئے چھاونی قائم نہ کی گئیں تو ان کے مغرور کافر باشندے پھر جمع ہو کر انہیں ہم سے واپس لینے کی کوشش کرینگے! اے امیرالمومنین! ہمیں آپ کی رائے سے اتفاق ہے

اراضی کی پیمائش

امیرالمومنین نے فرمایا،

آپ لوگ مجھ سے متفق ہو گئے ہیں تو ایک کسی ایسے صاحب کا انتخاب کیجیئے، جو صلاحیت کے ساتھ اراضی کی پیمائش کے طریقہ میں بھی ماہر ہو اور جو غیر مسلم مالکان و جزیہ مقرر کرنے میں انصاف کی حدوں سے نہ گزر جائے"

—— اور حاضرین نے حضرت عثمان بن حنیف کا نام پیش کرتے ہوئے عرض کیا، اے امیرالمومنین! یہ عثمان —— مرد دانا اور پرانے تجربہ کار ہیں، یہ اس سے زیادہ مشکل کام بھی سرانجام دے سکتے ہیں، آخر امیرالمومنین نے ان کو عراق کی گرداوری پر نامزد فرماتے ہوئے تاکید فرمائی، کہ اراضی کی مساحت کیجیئے[۱]

---

[۱] قاضی ابویوسف (صاحب روایت نمبر ۳ء ۷) نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے اس تحقیق و صحت کے ساتھ پیمائش کی، جس طرح قیمتی کپڑا ناپا جاتا ہے، حضرت عمر نے پیمائش کا پیمانہ خود اپنے دست مبارک سے تیار کر کے دیا، کئی مہینہ تک بڑے اہتمام اور جانچ کے ساتھ پیمائش کا کام جاری رہا، کل رقبہ طول میں (۳۷۵) اور عرض میں (۲۴۰) یعنی کل تکسر (۳۰۰۰۰) میل مکسر ٹھہرا، اور پہاڑ، صحرا اور نہروں کو چھوڑ کر قابل زراعت زمین (۳) کروڑ (۶۰) لاکھ جریب ٹھہری، خاندان شاہی کی جاگیر، آتش کدوں کے اوقاف! لاوارثوں، مفروروں، اور باغیوں کی جائداد، وہ زمین جو سڑکوں کی تیاری اور درستی اور

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۵۶)

ضمیمہ: حوالہ صفحہ ۱۵۵

ڈاک کے مصارف کے لئے مخصوص تھیں، دریا، بُرد، جنگل ان تمام زمینوں کو حضرت عمر نے خالصہ قرار دیکر ان کی آمدنی جسکی تعداد سالانہ (۷۰) لاکھ تھی رفاہ عام کے کاموں کے لئے وقف مخصوص کر دی، کبھی کبھی کسی شخص کو اسلامی کوششوں کے صلے میں جاگیر عطا کی جاتی، تو ایسی زمینوں سے کی جاتی لیکن یہ زمین کسی حال میں خراج یا عشر سے مستثنیٰ نہیں ہوتی تھیں باقی زمین قبضہ داروں کو دے دی گئی اور حسب ذیل لگان مقرر کیا گیا

(۱) گیہوں	فی جریب	۲، درہم سالانہ	(۵) انگور	فی جریب ۱۰، درہم سالانہ
(۲) جو	〃	یک 〃 〃	(۶) نخلستان	〃 〃 〃 〃
(۳) نیشکر	〃	۵ 〃 〃	(۷) تِل	〃 ۸ 〃 〃
(۴) روئی	〃	۱۰ 〃 〃	(۸) ترکاری	〃 ۳ 〃 〃

بعض بعض جگہ زمین کی لیاقت کے اعتبار سے اس شرح میں تفاوت بھی ہوا

گیہوں فی جریب ۴، درہم سالانہ

جو 〃 〃 ۲ 〃 〃

افتادہ زمین بشرطیکہ قابل زراعت ہو (۲) جریب پر ایک درہم مقرر ہوا

اسی طرح کل عراق کا خراج ۰۰۰۰ (۸) کروڑ (۶۰) لاکھ ٹھہرا

چونکہ پیمائش کے جتنم مختلف لیاقت کے تھے، اس لئے تشخیص جمع میں بھی فرق رہا، تاہم جہاں جس قدر جمع مقرر کی گئی اس سے زیادہ مالکان اراضی کے لئے چھوڑ دیا گیا،

حضرت عمر کو ذمی رعایا کا اس قدر خیال تھا، کہ دونوں افسروں کو بلا کر کہا، کہ تم نے تشخیص جمع میں سختی تو نہیں کی، عثمان نے کہا، کہ نہیں بلکہ اسی قدر اور گنجائش ہے۔"

(مترجم: دوسرے صاحب کا نام حضرت حذیفۃ الیمانی ہے، اور دونوں اکابر صحابہ سے ہیں)

(الفاروق مولانا شبلی درعنوان
"عراق کا بندوبست")

حضرت عمر کی وفات سے ایک سال قبل عراق کا لگان

آپ کی وفات سے ایک سال قبل سواد (عراق) کے یک سالہ لگان کی رقم حسب ذیل تھی،

ایک لاکھ ———— درہم

اور اُس وقت درہم کا نرخ ! ———— مساوی یک درہم اور ۲½ دانق (کیونکہ اُس درہم کا وزن ایک مثقال تھا)[1]

(۳۴۰) بروایت ابو یوسف .... اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مؤمنین سب نے متفق ہو کر امیرالمومنین عمر فاروق سے استدعا کی، کہ آپ ملک شام کی اراضی و مملوک کی تقسیم اسی طرح فرما دیں، جس طرح رسول اللہ نے خیبر کی اراضی و باغات تقسیم فرما دیئے تھے، اور اس مطالبہ میں حضرت زبیر (بن العوام) و جناب بلال بن رباح ان لوگوں کے پیش پیش تھے حضرت عمر نے (ان سے) فرمایا، اگر میں آپ لوگوں کی خواہش پر یہ سرزمین اور اس کے باشندے (بحسب روایت نمبر: ۳۹-:) تقسیم کر دوں تو اس کا مطلب یہ ہے، کہ میں اپنے بعد میں آنے والے طبقۂ (مسلمین) کے لئے کوئی شے باقی نہ رہنے دوں! اس موقعہ پر امیرالمومنین نے یہ دُعا کی "یا اللہ مجھے بلال اور اُس کے ہم نواؤں کے فتنہ سے محفوظ رکھیو!" اور امیرالمومنین نے شام کے ذمی طبقہ کو اُن کے مقام پر اُسی طرح آباد رہنے دیا، جو مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتے رہے،

اس واقعہ کے بعد عمواس (خطۂ شام) میں طاعون پھیل گئی (جس میں بے شمار مسلمان

---

[1] (مترجم: وزن فی دانق (یا فی دانگ) ———— مساوی تقریباً (۷) رتی
" " مثقال " (۴) ماشہ (۴) "

. . . .

پس ۲½ دانق کا وزن . . . . " (۱۹) رتی یعنی (۱: ۲ : ماشہ)
یک درہم بوزن مثقال . . . . . . " (۴) ماشہ (۴) رتی)

• میزان فی درہم . . . . (۶) ماشہ (۳) رتی
(مستفاد از کتاب اوزان الاقاویل فی اصح الموازین والمکاییل مؤلفہ مفتی محمد شفیع دارالعلوم دیوبندی)

ضمنہ اہل بخرنہ) تو مسلمانوں کو خیال گذرا، کہ ہم پر یہ دن حضرت عمر کی اُس — بددُعا کا نتیجہ ہے

(۱۴۷) بروایت ابویوسف . . . . (روایت نمبر ۱۴۰ کے بعد!) . . . . . . الغرض اسی

تنازع میں دو (یا تین) دن گذر گئے، آخری روز امیرالمومنین نے فرمایا

"اے مسلمانو! مجھے قرآن مجید میں سے اپنے اس خیال کی دلیل مل گئی ہے (کہ جو مال فی الوقت

مسلمانوں کا حصہ ہے اس میں سے بعد میں آنے والوں کو بھی مدنظر رکھا جائے: مترجم:)

مستحقینِ فَے کے طبقاً عن طبق (۴۲) مورد ہیں

موردِ اول صرف رسول اللہ صلعم ہیں، فرمایا،

"وما أفاء الله على رسوله منهم	تمہاری ترک و تاز کے بغیر اللہ تعالیٰ نے جو
فما أوجفتم عليه من خيل ولا	اموال اپنے رسول کو عنایت فرمائے تو اللہ نے
ركاب ولكن الله يسلط رسله	اپنے رسولوں میں سے جس کے لئے چاہا اسے ان
على من يشاء والله على كل	اموال پر مسلط فرما دیا، اور اللہ تعالیٰ ہر شے
قدير (۵۹ : ۶)	پر قادر ہے"

اس موقعہ پر امیرالمومنین نے بنونضیر کا واقعہ بیان فرمایا، کہ کس طرح انہوں نے یہ مصیبت

از خود اپنے سر مول لی، اور فرمایا، کہ یہ آیت ہر ایسی مفتوحہ بستی پر ہے، جو اسی طرح مسلمانوں کے

قبضہ میں آئے،"

پھر فرمایا!

موردِ دوم، بشمولیت مہاجرین

"لیکن! اللہ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، کہ ایسے اموال میں رسول ہی کا حقہ ہوگا

بلکہ ان اموال میں مہاجرین کو بھی حصہ دار بنایا گیا، جنہوں نے عہدِ رسالت میں شرف ہجرت

حاصل کیا"

اور یہ اموال اِن لوگوں کے لئے بھی ہیں

وہ آیت ——!

"وما أفاء الله على رسوله	"اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو اموالِ کفار

من اهل القرٰی فللّٰه	ترک وتازکے صدقہ میں عنایت فرماتے ہیں
وللرسول ولذی القربٰی	ان میں مندرجہ ذیل حصہ دار ہیں (۱) اللہ اور
والیتامٰی والمساکین	اس کا رسول (۲) ذوی القربٰی (۳) یتیم
وابن السبیل اکیلا	(۴) مسکین (۵) مسافرانِ بے زادِ راہ، یہ تقسیم
یکون دُولة بین	اس وجہ سے ہے، کہ مبادا دولت صرف مالداروں
الاغنیاءِ منکم وما	ہی کے درمیان نہ گھومتی رہے"
اٰتاکم الرسول فخذوہ	(اور اے مسلمانو!) رسول جو کچھ تمہیں دے
وما نھاکم عنه فانتھوا	اُسے قبول کرلو اور جس سے وہ ہاتھ روک لے
واتقوا اللّٰه ان اللّٰه	اُس سے تم بھی ہٹ جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو
شدید العقاب" (۵۹:۷)	واقعی اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے

اور ذرا توقف کے بعد امیرالمومنین نے یہ آیت تلاوت فرمائی

"للفقراءِ المھاجرین	(اموال مذکورۃ الصدر) ان ضرورت مند مہاجرین
الذین اخرجوا من	(مکہ) کے لئے بھی ہیں، جو اپنے گھروں سے نکال
دیارھم واموالھم	دیئے گئے، اور ان کے اموال ضبط کر لئے گئے
یبتغون فضلاً من	ان لوگوں کی ہجرت کا مقصد فضلِ خداوندی کی
اللّٰه و رضوانًا وینصرون	تلاش اور اسکی رضامندی کی جستجو ہے اور ان کا
اللّٰه ورسوله اولٰئك	چلن اللہ اور اس کے رسول کی اعانت ہے، یہ
ھم الصادقون" (۵۹:۸)	(مہاجرین) اپنے معاملات میں سدا کے صادق ہیں

مورد سوم شمولیت انصار

اس کے بعد امیرالمومنین نے فرمایا

"لیکن خداوند عالم نے اِعطائے غنائم میں صرف مہاجرینِ اوّلین ہی تک تحدید پر اکتفا نہیں رکھا، بلکہ اہلِ مدینہ (انصار) کو بھی انہی مستحقین میں شامل فرما دیا"

اور اس پر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَالذین تبوّوا الدّار
والایمان من قبلہم
یحبّون من ھاجر
الیھم ولا یجدون
فی صدورھم حاجۃ
مما اوتوا ویؤثرون
علی انفسہم ولو کان بہم
خصاصۃ ومن یوق
شح نفسہ فاولٰئک ھم
المفلحونؕ (۵۹ : ۹)

("اور یہ اموال غنیمت ان لوگوں کے لئے بھی ہیں)
جو ان مہاجرین سے بھی پہلے ایمان لائے، اور اپنے
گھروں ہی میں بستے رہے (اہل مدینہ) (پھر) انہوں
نے محبت نباہی ان لوگوں کے ساتھ جو ہجرت کرکے
ان کے ہاں آپہنچے — اور انہوں نے کبھی اس پر
اپنے دلوں میں کسک پیدا نہیں ہونے دی کہ ان
مہاجرین کی اعانت مالی کیوں کی جاتی ہے، بلکہ (موقعہ
آپڑنے پر) وہ بطیبِ نفس خود پر مہاجرین کو ترجیح
دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود کتنے ہی زبوں حال کیوں نہ ہوں
اور جو شخص بخلِ نفس سے بچا لیا گیا وہی لوگ فلاح یاب ہوگئے

یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد امیرالمومنین نے فرمایا کہ—

"— اس آیۂ میں صرف انصار ہی کی طرف سے مہاجرین (اوّلین) کی معونت اور غنائم میں سے ان کی اعانت کے متعلق خاص حکم ہے"

مورد چہارم : والذین جاؤا من بعدھم

لیکن اللہ تعالیٰ نے اعطائے غنائم میں صرف مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ ہی پر حصر نہیں رکھا، بلکہ ان دونوں کے بعد آنے والوں کا حصہ بھی ان اموال میں نظرانداز نہ ہونے دیا یعنی ان فاتحین سواد عراق کے حاصل کردہ غنائم میں — "والذین جاؤا من بعدھم — " (۵۹ : ۸) کا حصہ بھی ہے"

اور امیرالمومنین نے یہ آیت شامل فرمائی

وَالذین جاؤا من
بعدھم یقولون
ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الذین

(اور یہ اموال غنیمت ان لوگوں کے لئے بھی ہیں)
جو لوگ ان (موجودہ مسلمانوں : بوقت نزول آیۂ)
کے بعد آئے، جو زبانِ قال سے باین طور کہتے ہیں کہ
اے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرمائیو، اور ان

سبقونا بالایمان	لوگوں کے گناہ بھی جو ہم سے پہلے دنیا میں آئے اور حالتِ
ولا تجعل فی قلوبنا	ایمان میں یہاں سے سفرِ آخرت اختیار کر گئے،
غلا للذین اٰمنوا	خداوندا! مبادا ہمارے قلوب میں سابق مومنین
ربنا انک روفٌ	کے متعلق ذرہ برابر کینہ ابھرنے پائے، اے اللہ العالمین
رحیم (۵۹: ۱۰)	تو بڑا رؤف و رحیم ہے!"

(آخری فیصلہ)

آیت (مذکورہ) تلاوت کرنے کے بعد امیرالمومنین نے آخری فیصلہ ان الفاظ میں ارشاد فرمایا

"فکانت ھذہ عامۃ	"پس (اس آیہ کے مطابق) ان اموال (غنائم)
لمن جاء بعدھم	میں ان لوگوں کا حصہ بھی ہے، جو آج کے بعد آنے
فقد صار ھذا الفئ	والے ہیں، اور حقیقت یہی ہے، لہذا کوئی وجہ نہیں
بین ھولاء جمیعًا	کہ ہم یہ اموال موجودین ہی میں تقسیم کرکے انہیں
فکیف نقسمہ لھولاء	ختم کردیں، اور بعد میں آنے والوں کو ان میں سے
وندع من تخلف بغیر قسم"	کچھ نہ ملے۔"

امام زہری (راوی اثر) فرماتے ہیں، بالآخر حضرت عمر نے سوادِ عراق کی اراضی اور وہاں کے غیر مسلم باشندوں پر کوئی تقسیم عائد نہ فرمائی، بلکہ اراضی پر لگان ——— اور باشندوں (جو غیر مسلم تھے) پر جزیہ عائد فرما دیا

(قاضی ابو یوسف کی رائے)

فرماتے ہیں

"حضرت عمر نے سواد عراق کی اراضی اور غیر مسلم رعایا کی منع تقسیم میں قرآن مجید سے جو استدلال فرمایا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بروقت معونت اور اس میں تمام — مسلمانوں کی بھلائی مضمر تھی، کیونکہ اس زمین پر لگان اور باشندوں پر ٹیکس مسلمانوں کے لئے استقراری منافع تھا، اگر امیرالمومنین یہ انتظام نہ فرماتے، تو ظاہر ہے کہ یہ تمام اموال

(اراضی ورعایا) فاتحین کے درمیان تقسیم ہو کر ختم ہو جاتے جس کے نتیجہ میں نہ تو اُس وقت کے مفتوحہ علاقوں کی سرحدیں محفوظ ہو سکتیں، نہ اسلامی لشکری کو جہاد کے لئے طیار کیا جاسکتا، حتیٰ کہ اگر ان شہروں کے شکست خوردہ مغرور (کافر) دوبارہ اپنے علاقوں پر حملہ آور ہوتے، تو مسلمانوں کی طرف سے ان کی مدافعت کی کوئی تدبیر نہ بن پاتی —— یہ حضرت عمرؓ ہی کی خیر طلبی کا ثمر ہے، اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا بڑا قدردان ہے (مفہوم عبارت قاضی ابو یوسف)

(امام شافعی کا فتویٰ)

فرماتے ہیں

مندرجہ ذیل (۳) قسم کے مفتوحہ علاقے ("الدور والارضون") تمام مسلمانوں کے لئے وقف ہیں

"وقفٌ للمسلمین"

۱۔ مفتوحہ علاقے اور ان کا غلہ (بیت المال میں) جمع کیا جائے

"یُستغلُ غلتھا" [۱]

۲۔ جو علاقہ ان کے مشرک باشندے از خود چھوڑ کر وہاں سے نکل جائیں

("ماترکہ من بلاد اھل الشرک ھٰکذا")

---

[۱] مترجم: رسالہ "در مذہب فاروق اعظم" مولف (امام ولی اللہ دہلوی) نے مختلف ماخذ سے مرتب فرمایا ہے، از انجملہ "کتاب الام" ہے جس کے مرویات آپ نے "الشافعی" سے نقل فرمائی ہیں راقم مترجم کو سب سے پہلے اسی روایت میں تشابہ ہوا، جو اصل کتاب الام پر رسالہ عرض کرنے سے واقعی متشابہ ہی نکلا! مثلاً یہی الفاظ "یُستغل غلتہا فی کل عام" ہیں مگر کتاب الام میں: "تُستغل و یقسم الامام غلتہا فی کل عام" ہیں، اسپر یہ شبہ تقویت حاصل کرتا گیا، کہ مبادا اور روایات میں بھی اسی قسم کی تصحیف ہو، تب بعض اور شبہات پر کتاب الام کو دیکھنا پڑا —— کاش! کسی طرح پوری —— کتاب اپنے اپنے ماخذ پر عرض کی جاسکتی، لیکن ع کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی!

۳۔ فاتحین کی رضا سے اپنے حصہ سے دست بردار شدہ املاک جیسا کہ (فتح حنین میں) قبیلہ ہوازنؓ کے اسیروں سے فاتحین نے دست برداری دے دی

("او شئ استطاب النفس من ظہر علیہ بخیل ورکاب فترکوہ")

فرماتے ہیں: (امام شافعی) (مذکورۃ الصدر دفعہ (۳) کی تائید میں)

"جیسا کہ حضرت جریر بن عبداللہ (البجلی صحابی) کی روایت میں ہے، کہ "حضرت عمر نے مجھے سوادِ عراق میں سے جو علاقہ دیا تھا، بعد میں اس کا معاوضہ (قیمت) دے کر مجھ سے واپس لے لیا"، تو جریر ۔۔۔ کی یہ روایت اسی (مذکورۃ الصدر روایت) کے مشابہ ہے جس میں امیرالمومنین نے فرمایا، کہ ۔۔۔ اگر میں تقسیم کنندگان کے سامنے جوابدہ نہ ہوتا، تو میں تقسیم کردہ اراضی کسی سے واپس نہ لیتا" ۔۔۔ اور ۔۔۔ "ممکن ہے، کہ حضرت عمر نے صلح اور جنگ دونوں صورتوں سے حاصل کردہ علاقے پہلے تقسیم فرما دیئے ہوں، مگر بعد میں!

ا۔ صلح سے حاصل کردہ (علاقے) ۔۔۔ (مسلمانوں سے) بلامعاوضہ واپس لے لیے ہوں

ب۔ اور جنگ سے فتح کردہ ۔۔۔ (مسلمانوں سے) معاوضہ دے کر لوٹا لیے ہوں"

شاہ ولی اللہ کی رائے

"ممالک عراق پر فارس اور روم کے جو بادشاہ مسلط تھے، وہ یہاں کے باشندوں سے زمین کا لگان وصول کرتے تھے، مگر ان باشندوں کا سواد (ملک عراق و شام) کی اراضی پر جدی قبضہ تھا،

لہ تفصیل میں حکایت: زاد المعاد (ابن القیم) جلد اول "فصل وقدم وفد هوازن على رسول الله صلى الله عليه وسلم . . . . وسألوه ان يمن عليهم بالسبي والاموال فقال ان معي من ترون وان احب الحديث إلى اصدقه" الخ

"(فتح حنین کے بعد اس نواح کے مفتوحین میں سے قبیلہ ہوازن کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے درخواست کی، کہ ہمارے اسیر اور اموال واگزار فرما دیجئے آنحضرت نے فرمایا، تم دیکھ رہے ہو، کہ میرے ہمراہ اور لوگ بھی ہیں (میں ان سے مشاورۃ کے بعد کچھ کر سکوں گا) اور میرے نزدیک سب سے بہتر چیز صداقت ہے۔ (مترجم)

اس وجہ سے یہ اراضی ان باشندوں کی "موروثی" ہو چکی تھی

لیکن جب مسلمانوں نے فارس و روم کے بادشاہوں کو یہاں سے بھگا دیا، تو اب ان علاقوں کی رعایا کے دو گروہ ہو گئے

ا۔ ایک گروہ جس نے اپنے بادشاہ کی مرضی کے خلاف مسلمانوں سے صلح کر لی	یہ طبقہ اپنی اراضی پر بدستور قابض رکھا گیا اور ان سے معمولی لگان لیا گیا
ب۔ دوسرا گروہ جس نے اپنے اپنے بادشاہوں کی حمایت میں مسلمانوں سے جنگ لڑی	اس طبقہ کی اراضی حضرت عمرؓ نے ضبط کر کے مسلمان فاتحین میں تقسیم کر دی"

"حضرت عمرؓ نے اس موقعہ پر اسی مناسبت کی وجہ سے آیۂ فے تلاوت فرمائی

لیکن اہالیانِ سواد ـــ میں ایسے باشندے کم تھے جو اپنے بادشاہوں کی حمایت میں مسلمان حملہ آوروں کے بالمقابل مقابلہ کے لئے نکلے ـــ مگر جن باشندوں نے یہ ارتکاب کیا ان کی اراضی غنیمت کے حدود میں آجانے کی وجہ سے پہلے تو تقسیم کر دی گئی لیکن بعد میں حضرت عمرؓ کو خیال گذرا کہ یہ اراضی آنے والے مسلمانوں کے منافع کی غرض سے وقف کر دینا چاہیئے"

(اور یہاں لفظ وقف ان معنوں میں نہیں کہ وہ پھر کبھی بھی واگذار نہ ہو سکے جیسا کہ "وقف" مصطلحہ کا مسئلہ ہے۔ مترجم)

[1] تو حضرت عمرؓ نے ان مسلمانوں سے (جن کو اولاً یہ اراضی تقسیم کر دی گئی تھی) فرمایا کہ وہ اپنا اپنا حصہ واپس کر دیں جسے بعض نے ناپسند کیا، اور ایسے اشخاص کو معاوضہ دے کر وہ اراضی ان سے واگذار کرائی گئی"

(شاہ صاحب فرماتے ہیں) " اگر قاضی ابو یوسف کی توجیہ تسلیم کر لی جائے، تو اس کے مطابق جیسی سواد عراق و شام کو مالِ غنیمت کی بجائے فے تسلیم کرتے ہوئے ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرامؓ نے اجماع اور حدیث نبویؐ کے مطابق اس علاقہ کی اراضی کو آیۂ " واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل" (۸:۴۱

---

[1] مترجم: راقم نہیں سمجھ سکا کہ شاہ صاحب کا مفہوم کونسی حدیث سے ہے۔

[2] اے مسلمانو! تم جان لو کہ جو کچھ تمہیں غنیمت میں حاصل ہوا، اس کے حصہ دار یہ افراد ہیں۔ رسول اللہ، ذوی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین، مسافر۔ (مترجم)

کے عموم سے خاص کر لیا، کیونکہ قاضی ابو یوسف کے (مذکورہ) بیان (ترجمہ ۱۴۱ — تا — صفحہ ۲۸۶) تا — ۱۴۲) کا تقاضا فارس اور روم کے مقبوضہ علاقوں پر مسلمانوں کے تسلط سے ذہنی طور سے متبادر ہو سکتا ہے"

(امام شافعی کی رائے عام مفتوحوں کے متعلق)

[illegible]

ا - جو علاقے مسلمانوں نے کسی لڑائی کے بغیر حاصل کئے (من غیر ایجاف خیل ولا رکاب) تو یہ علاقے وقف ہیں، اور ان کی آمدنی مسلمانوں کی ضروریات کے لئے جمع ہوگی، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل املاک اسی ضرورت کے لئے وقف فرما دیں

ا - خیبر کا نصف حصہ جو لڑائی کے بغیر فتح ہوا

ب - بنو نضیر (یہود مدینہ) کی تمام املاک اور

ج - فدک . . . .

ب - مگر جو علاقے لڑائی سے فتح ہوئے، وہ غانمین کے درمیان تقسیم ہونگے جیسے! خیبر کا دوسرا نصف حصہ جو طاقت سے فتح ہوا تھا، (اور اسے رسول اللہ صلعم نے تقسیم فرما دیا)

(شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں) ہمارے بیان امام مالک و امام شافعی ہر دو حضرات کی اس ظاہر روایت (در نمبر ۱۴۷) پر ہے کہ

(۱۴۷) بروایت امام شافعی . . . .

[illegible]

قال عمر لولا آخر	حضرت عمر نے فرمایا، کہ اگر مجھے بعد میں آنے والے
المسلمین ما فتحت	مسلمانوں کی ضروریات کا احساس نہ ہوتا
مدینۃ الا قسمتہا	تو میں ہر مفتوحہ شہر کو اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح
کما قسم رسول اللہ	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم
صلی اللہ علیہ وسلم خیبر.	فرما دیا،

لہ مترجم! ان اصول پر تقسیم کا اصل مدار امام وقت کے مصالح پر ہے، جس میں حکمت

(بقیہ صفحہ ۲۶۶)

تحت السیاد منع تقسیم مکہ معظمہ ہے، حالانکہ یہ بھی حملے کے بعد فتح ہوا، اگرچہ مقاتلہ نہیں ہوا، جس میں علماء کے تین اقوال ہیں

اوّل
۱۔ مکہ معظمہ لڑائی سے نہیں بلکہ صلح سے حاصل ہوا، اس لئے تقسیم عائد نہ کی گئی،
۲۔ مکہ معظمہ دار النسک اور محل عبادت ہے، اس لئے " " " "

دوم
امام وقت مختار ہے اراضی مفتوحہ کی تقسیم میں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی اراضی منقسم فرما دی اور مکہ معظمہ پر تقسیم عائد نہ ہونے دی،

سوم
تقسیم اموال منقولہ کی ہو سکتی ہے، مگر غیر منقولہ تقسیم سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ سابقہ امتوں پر مفتوحہ علاقوں کی اراضی تقسیم نہ ہوتی تھی، اور منقولہ اموال اُن پر حلال ہی نہ تھے، جن پر وہ بغیر تقسیم متصرف بعض ہو جاتے، جیسا کہ:

بنی اسرائیل کے فتح مصر پر ارشاد (قرآنی) ہے،

(یعنی جب!)

اراضی بستیاں اور انسان ناقابل تقسیم ہیں

واذ قال موسیٰ لقومه	حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا، اے میری
یا قوم اذکروا نعمة الله	قوم! اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو، جس نے تم
علیکم اذ جعل فیکم انبیاء	میں سے کسی کو نبوت کا خلعت اور کسی کو تخت
وجعلکم ملوکاً و اٰتٰکم مالم	بادشاہی عطا فرمایا، حتیٰ کہ تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا
یؤت احداً من العالمین	میں کسی اور کو نہ مل سکا،
یا قوم ادخلوا الارض المقدسة	اور اے میری قوم! اب تم اس ارض مقدس
التی کتب الله لکم	میں داخل ہو جاؤ جو تمہارے لئے اللہ نے مقدر فرما
. . . (۵ : ۲۱)	رکھی ہے

(اس آیۂ مبارکہ میں مرکز استدلال لکیر شدہ حصہ ہے (یعنی حصہ وار تقسیم نہیں ہوتی)

اور اسی طرح سورۂ شعراء میں فرعونیوں سے نہ صرف شہروں بلکہ اراضی و افراد کے متعلق فرمایا،

وکذلك اورثنٰها ۔	اور اسی طرح ہم نے فرعونیوں کی اراضی، انکی بستیوں
بنی اسرائیل ۔	اور افراد ہر شے کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا

شرح مزید دریں مسئلہ — !

ع ہنوز چاہیئے وسعت میرے بیاں کے لئے !

— امام ابن القیم فرماتے ہیں —

— وکذٰلك جری فی فتوح مصر	— اور یہی دستور (منع تقسیم اراضی) مفتوحۂ مصر و
والعراق وارض فارس و سائر	عراق و سرزمین فارس بلکہ ان تمام ممالک میں قائم رہا جو
البلاد التی فتحت عنوۃ لم یقسم	جنگ سے حاصل ہوئے، کہ خلفائے راشدین میں سے
منها الخلفاء الراشدین قریة واحدة	کسی نے ایک بستی تک کی اراضی بھی منقسم نہ فرمائی
ولا یصح ان یقال انه	— اور یہ بھی غلط ہے، کہ حضرت عمر نے فاتحین (عراق)
استطاب نفوسهم و	کی رضا سے وہاں کی اراضی و رعایا کو تقسیم نہ فرمایا
وقفها برضاهم فانهم	نہیں! نہیں! وہ لوگ (مدعیان حقوق) تو اپنے مؤقف
قد نازعوه فی ذٰلك	سے تنازع تک کرنے سے باز نہ آئے، لیکن حضرت عمر
وهو یابی علیهم	نہ صرف انکار پر مصر تھے (بلکہ) انکے لئے بددعا تک کی
ودعا علی بلال و	(اور اسی بددعا کے نتیجہ میں عمواس میں طاعون پھیل گئی
اصحابه رضی الله عنهم.	جیسا کہ روایت نمبر (۲۰۷) میں گذرا ہے؟)
— وکان الذی راه وفعله	— میں (ابن القیم) کہتا ہوں، حضرت عمر نے اس معاملہ
عین الصواب و محض	میں جو انداز اختیار فرمایا، اس میں وہ عین صواب پر
التوفیق اذ لو قسمت	تھے، اور ان کا یہ اقدام توفیق خداوندی پر تھا ورنہ تو
لتوارثها ورثة اولئك	معاملہ حد نازک ہوگئی تھی) آہ! اگر یہ سرزمین اور
واقاربهم فکانت القریة	باشندے منقسم ہو جاتے تو غضب ہو جاتا، آخر
والبلد تصیر الی امرأة	وارثوں میں منتقل ہوتے ہوتے ایسے مواقع آجاتے کہ ایک
واحدة او صبی صغیر	پوری بستی پر یا تو کوئی بیوہ قابض رہ جاتی یا ایک طفل
وللمقاتلة لاشی بایدیهم فکان	یتیم جو مقاتلہ و جنگ میں مسلمانوں کی کوئی نصرت نہ
ذٰلك اعظم الفساد واکبره	کرسکتے، یہ صورت حال مسلمانوں کیلئے کتنی نقصان دہ تھی!

[illegible]

اردو	عربی
اور حضرت عمر رضی اللہ کے پیش نظر یہی خطرہ تھا جو انہوں نے عراق کو تقسیم نہ کیا، اور اللہ نے انکی ہمت بند کر دی کہ جسے آپ صرف جہاد کے لئے وقف فرما دیں حتیٰ کہ دنیا کا آخری مسلمان بھی جہاد کے وقت اسی عراق کے وقف سے اسلحہ ورسد حاصل کر سکے، پس حضرت عمر کی اصابت رائے اور آپ کی برکت سے اسلام اور اہل اسلام پر عمل کرنے والے مستفیض ہوئے	وهذا هو الذي خاف عمر رضي الله عنه منه فوفقه الله سبحانه لترك قسمة الارض وجعلها وقفا على المقاتلة تجري عليهم فيها حتى يغزو منها آخر المسلمين وظهرت بركة رأيه ويمنه على الاسلام واهله
۔ امیر المومنین کی اس رائے سے تمام ائمہ نے اتفاق فرمایا ہے البتہ اس رائے کی کیفیت میں اختلاف ہے۔	۔ ووافقه جمهور الائمة واختلفوا في كيفية ابقائها بلا قسمة
۱۔ امام احمد رحمہ اللہ کے اکثر فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک امام مصالح وقت کی بنا پر مختار ہے، نہ کہ اپنے نفس کی مشیت کی وجہ سے	۱۔ فظاهر مذهب الامام احمد رحمه الله واكثر نصوصه على ان الامام مخير فيها تخيير مصلحة لا تخيير شهوة
۱۔ اگر وہ جنگ سے حاصل کردہ غیر منقولہ اموال کو وقف للمسلمین کر دے	۱۔ فان كان الاصلح للمسلمين قسمها
۲۔ اسے بھی اختیار ہے اگر مصلحت تقسیم میں دیکھے تو تقسیم کر دے، اور اگر مصلحت وقف بیت المال میں ہے تو ایسا کرے	۲۔ وان كان الاصلح ان يقفها على جماعتهم وقفها
۳۔ اور امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ ایسی مفتوحہ اراضی میں سے جتنا حصہ چاہے تقسیم کر دے، اور جس قدر چاہے اس میں سے وقف کر دے۔	۳۔ وان كان الاصلح قسمة البعض ووقف البعض

[illegible]

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل الاقسام الثلاثة	کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان تینوں طریقوں پر عمل فرمایا، (یعنی :)
۲ فانه قسم ارض قريظة والنضير	۲ بنو قریظہ و بنو نضیر کی املاک تقسیم فرمادی، مگر
وترك قسمة مكة	مکہ کی پوری بستی اور اراضی اور باشندوں پر تقسیم جائد نہ فرمائی
۳ - وقسم بعض خيبر	۳۔ خیبر کا ایک حصہ تقسیم فرمادیا، اور دوسرا حصہ وقف رکھا
وترك بعضها لما ينوبه من مصالح المسلمين	تاکہ یہ نسلاً بعد نسلٍ مسلمانوں کے جماعتی مصالح کے کام آسکے۔
ب - وعن احمد رحمه الله رواية ثانية	ب امام احمد رحمہ اللہ کا دوسرا فتویٰ :
انها تصير وقفا بنفس الظهور والاستيلاء عليها	مفتوحہ سرزمین امام وقت کے اس غور و فکر سے قبل کہ اُسے وقف رکھا جائے یا نہ بلکہ غلبہ کے
من غير ان ينشىء الامام وقفا	وقت تقسیم کی جاسکتی ہے
وهو مذهب امام مالك رحمه الله	اور امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے
وعنه رواية ثالثة	امام احمد کا تیسرا فتویٰ !
ج انه يقسمها بين الفاتحين كما يقسم بينهم المنقول	ج ۔ مفتوحہ سرزمین فاتحین میں تقسیم کی جائے، البتہ اگر وہ از خود اس سے دستبردار ہوجائیں تو وقف
إلا ان يتركوا حقوقهم منها	رہے،
وهو مذهب امام الشافعي رحمه الله	(اور امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے)
د وقال ابو حنيفة رحمه الله	د ۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ
الامام مخير بين القسمة	امام مختار رہے کہ
وبين ان يقر اربابها فيها بالخراج وبين ان يجليهم ويتفذ اليها قوما آخرين يضرب عليهم الخراج	(۱) ایسی سرزمین پر تقسیم عائد فرماتے ہوئے ! (۲) وہاں کی زمین وقف اور باشندوں کو اسے برقرار رکھ کر ان پر لگان و جزیہ عائد کر دے (۳) ان باشندوں کو جلا وطن کر کے کسی اور قوم کو وہاں آباد کار بنا دے اور اُن سے لگانِ اراضی وصول کیا کرے۔

[illegible] دیکھئے صفحہ ۳۴۹

ولیس ھذا الذی فعل عمر رضی
اللہ عنہ یخالف القرآن فان
الارض لیست داخلۃ فی الغنائم التی
امر اللہ بتخمیسہا وقسمہا ولہذا
قال عمر انہا غیر المال و
یدل علیہ ان اباحۃ الغنائم
لم تکن بغیر ھذہ الامۃ بل ھو من
خصائصہا کما قال صلی اللہ علیہ وسلم
فی الحدیث المتفق علیہ "واحلت لی
الغنائم ولم تحل لاحد قبلی"
وقد احل اللہ سبحانہ الارض
التی کانت بایدی الکفار
لمن قبلنا من اتباع الرسل
اذا استولوا علیہا عنوۃ
کما احلہا لقوم
موسٰی فلہذا قال
موسٰی لقومہ یا
قوم ادخلوا الارض
المقدسۃ التی
کتب اللہ لکم ولا ترتدوا
علی ادبارکم فتنقلبوا
خاسرین" (۵ : ۲۲)
فموسٰی وقومہ قاتلوا

(ابن القیم کی آخری رائے)

حضرت عمرؓ نے سواد عراق پر جو فیصلہ صادر فرمایا، یہ
قرآن مجید کے خلاف نہ تھا، کیونکہ زمین ان غنائم
میں محسوب نہیں، جو عنداللہ قابل تقسیم ہوں
اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ " اراضی اموال
منقسمہ سے نہیں" ("انہا غیر الاموال") ــــ اور
غنیمت صرف امت محمدیہ کے لئے حلال ہے، جیسا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "متفق علیہ"
حدیث ہے کہ "غنیمت جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال
نہ تھی، وہ میری امت کے لئے حلال ہو گئی"۔

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی سرزمین ہم سے پہلے
ان لوگوں کے لئے حلال کر دی جو رسول کے متبع ہوئے
جبکہ اُن میں سے ایک قوم مقاتلہ کے بعد اس سرزمین
پر قابض ہوئی،

جیسا کہ بنی اسرائیل کا واقعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا " جب ـــ ! حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے
کہا کہ اے میری قوم ! تم اُس ارض مقدس میں (ارض
مقدس یعنی بیت المقدس یا کوہ طور اور اسکی وادیاں یا ملک
شام ـــ (ملخص از تفسیر کبیر) ـــ مترجم) داخل
ہو جاؤ، جس کا وعدہ اللہ نے تمہارے ساتھ کر رکھا ہے
ـــ اور دیکھو ! مبادا تم دشمنوں سے ڈر کر پھر لوٹ
جاؤ ! اسی حالت میں تم سراسر نقصان میں رہوگے،
پس ! حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کے ساتھ

(بقیہ بر صفحہ ۲۷۱)

(۲۴۲) بروایت امام شافعی . . . حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں ، امیرالمومنین نے فرمایا "اگر میں تقسیم کنندہ ہونے کی وجہ سے باز پرس کا مکلف نہ ہوتا . تو تقسیم شدہ اموال میں کوئی تبدیلی نہ کرتا"[1]

الکفار واستولوا	مل کر کفار سے مقاتلہ کیا ، اور جب ان کی بستیوں
علی دیارھم واموالھم	اور ان کے اموال پر قابض ہو گئے تو منقولہ مال
فجمعوا الغنائم ثم	انہوں نے ایک جا کر کے رکھ دیا تاکہ اسے آگ
فنزلت النار من السماء	چاٹ لے (اور اس وقت تک یہی سنت تھی)
فاکلتها وسکنوا	شعلۂ نار آیا جو اس مال کو چاٹ گیا ۔
الارض والبلاد	مگر غیر منقولہ اراضی اور بستیاں ! ان پر حرام
ولم تحرم علیھم فعلم	نہ تھیں (اور وہ ان میں آباد ہو گئے)
انها لیست من الغنائم	اس آیت سے معلوم ہوا ، کہ غیر منقولہ املاک
وانما للہ یورثها من	واموال غنیمت ہی نہیں ! بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی
یشاء (زاد المعاد جلد اول فصل	ودیعت ہے ، کہ جسے وہ چاہتا ہے اُسے اُس کا
وفیها البیان الصریح فی ذکر	وارث (نہ کہ مالک) بنا دیتا ہے ،
سریۃ خالد بن الولید الی بنی جذیمۃ)	(از زاد المعاد ــــ ابن القیم . . . .)

---

[1] حضرت جریر بن عبداللہ صحابی ہیں ، قبیلہ بجیلہ کے فرد ہیں یعنی بجلی ! اور اس روایت (۲۴۲) کی تفصیل امام ابن حزم نے لکھی ہے "کانت بجیلۃ ربع الناس یوم القادسیۃ فجعل لھم عمر ربع السواد فاخذ واسنتین ، او ثلاثا . فوفد عمار بن یاسر الی عمر بن الخطاب ومعہ جریر بن عبداللہ ، فقال عمر : یا جریر لولا انی قاسم مسئول لکنتم علی ما جعل لکم وارٰی الناس قد کثروا فاریٰ ان ترده علیہ" ففعل جریر ذلک" (المحلی جلد سابع مسئلہ نمبر ۹۵۸ پر ۳۴۴) ـــ (غزوہ قادسیہ میں صرف قبیلہ بجیلہ کے افراد تمام لشکر کا ۱/۴ حصہ تھے ، بدیں وجہ اس قبیلہ کے لوگوں کو عراق کی مفتوحہ اراضی کا ۱/۴ ـــ ملا جس پر وہ (۲) یا (۳) سال تک قابض رہے ؛ اسی اثنا میں حضرت عمار بن یاسر اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی امیرالمومنین کے حضور وفد کی صورت میں حاضر ہوئے اس موقعہ پر حضرت عمر نے جناب جریر سے فرمایا " اگر میں تقسیم کنندہ ہونے کی وجہ سے باز پرس کا مکلف نہ ہوتا تو تقسیم شدہ اموال میں کوئی تبدیلی نہ کرتا ــــ اے جریر ! اب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے ، میری رائے یہ ہے کہ آپ یہ اراضی (کا ۱/۴ حصہ) واپس فرما دیں ! اور حضرت جریر نے بخوشی واپس دے دی ! (مترجم)

— امام شافعی فرماتے ہیں، حضرت عمر کی یہ روایت مشتمل ہے اُن اموال پر جو مقاتلہ حاصل ہوئے (یعنی غنیمت) کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی اموال (غنائم) تقسیم فرمائے، جو لڑائی سے دستیاب ہوئے (جیسا کہ ۲۴۵ سے ظاہر ہے) "خیبر کا دوسرا نصف حصہ گند۔"

مصالح زمان و مکان سے تغییر فتویٰ

(ایضاً، امام شافعی) لیکن حضرت عمر اور جمہور صحابہ نے مصالح زمان و مکان کے مطابق ان اموال کو (جنہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غنیمت ہونے کی وجہ سے قابلِ تقسیم قرار دیا تھا) فوجی چھاونیوں، اسلحہ جات اور سامانِ رسد کے لئے "خزانہ" کرنا شروع کر دیا ("فہذہ الروایۃ یتعین حملہا علی الفتوح عنوۃ وجعلہ خزانۃً للغزاۃ عُدّۃً للسلاح والکراع")

(اموال غنائم میں ہر مسلم کا حق ہے)

(۲۴۳) بروایت امام شافعی ... امیر المومنین نے فرمایا "ان اموال (مراد از غنائم شے) میں ہر ایک (مسلمان) کا حق ہے اگر چہ میں ہر فردِ امت تک اس میں پہنچا سکوں یا نہ پہنچا سکوں — بجز غلام اور باندیوں کے"!

(مترجم: غلام — اس لئے محروم سمجھے گئے کہ انکی ملک ان کے مالکوں کا مال ہے)

(۲۴۴) بروایت امام شافعی . . . حضرت عمر نے فرمایا، "اگر میں کچھ دن اور زندہ رہا تو موضع حمیر کے عسلہ سرو کے چرواہے تک ان اموالِ (غنائم سے) میں اپنا حق لینے کے لئے میرے پاس آئیں گے۔

امام شافعی اس (نمبر ۲۴۴) کی شرح میں فرماتے ہیں، حضرت عمر کے اس قول کا مفہوم یہ ہے کہ اموال فئے و صدقات میں تمام اہلِ غزوہ (شرکائے جنگ) کا حق ہے۔ لیکن مجھے (امام شافعی کو) اہلِ علم سے یہ فتویٰ "حفظ" ہے کہ ... اعراب کو اموال فئے میں سے کچھ نہ دیا جائے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، "تقسیم اموال (غنائم) میں (بحالت سابقہ)"

---

[1] حِمیر: بروزن درہم موضعے است قرب صنعاء یمن (از منتہی الارب)

[2] عسلہ: عسلۂ حمیر (مذکور) } (مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر . . . . اور حضرت عمر،

مگر میرے (شاہ صاحب کے) نزدیک اس اختلاف (عمل) کی وجہ یہ ہے، کہ

ا - آنحضرت صلعم اور عہد صدیقی میں ان اموال کی قلت تھی، بدیں وجہ یہ ایک معین طبقے تک محدود رکھے جاتے،

ب - حضرت عمر کے زمانہ میں ان اموال کی کثرت ہوگی، بایں سبب مستحقین کی تحدید ختم کرکے عوام میں تقسیم منہ وری کی گئی

اسی بنا ر { وجہ ب } کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمر نے مستحقین میں تمام مسلمانوں کے شامل ہونے کے لئے اس آیۂ (فَے) کی تلاوت فرمائی

(مترجم: یعنی بحسب عنوان " مورد چہارم والذین جاؤا من بعد هم " درشرح روایت نمبر: ۱۷۱: بر صفحہ) ———

ولیکن پھر بھی تقسیم کے وقت تقدیم استحقاق کا خیال رکھنا ضروری ہے —

اموالِ مسلمین پر امام وقت کا تفوق والیٔ یتیم کا سا ہے

(۵۷۵) بروایت بیہقی . . . . امیرالمومنین نے فرمایا، کہ اموال مسلمین پر میرا تفوق اتنا ہی ہے جس طرح یتیم کے مال پر اُس کے ولی کا، کہ اگر مجھے اپنے لئے ضرورت درپیش نہ ہو تو میں اس مال میں بے مستغنی ہوں، اور اگر میں مجبور ہو جاؤں تو بقدر ضرورت اس میں سے خود پر صرف کر لوں: (اس سے زیادہ نہیں)

(۵۷۶) بروایت امام شافعی . . . حضرت عمر سے بیت المال کی ایک باندی کے متعلق عرض کیا گیا، تو فرمایا کہ " یہ چیز میرے لئے کیونکر حلال ہوسکتی ہے (اے دوستو!) میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں، کہ بیت المال پر میرا استحقاق یہ چیزیں ہیں

۱ - ایک چادر سردی سے بچنے کے لیے،

۲ - " " گرمی سے حفاظت کے لئے

۳ - " " حج و عمرہ کے احرام کے لئے۔

۴ - عام قریش (نہ ان کے اغنیا) کے مطابق اپنا اور اپنے اہل وعیال کا قوت،

۵ - اور جب عام تقسیم ہو، اور میں بھی اس زمرہ میں آسکوں تو بحصہ رسد!

اموالِ منقولہ کی تقسیم میں استعجال

(۷۴) بروایت امام شعبی . . . جب (مدینہ منورہ میں) سواد عراق سے اموالِ منقولہ پہنچا، تو خزانہ دار نے حضرت عمر سے عرض کیا، اگر ارشاد ہو، تو میں اسے خزانہ میں جمع کردوں؟ فرمایا "ربِ کعبہ! میں ہرگز ایسے جمع نہ ہونے دوں گا، بلکہ تقسیم کرکے رہوں گا" ۔ اور حکم دیا، کہ "یہ مال مسجد میں رکھ کر چمڑے سے ڈھانک دیا جائے" شب بھر مہاجر و انصار اس پر چوکیداری کرتے رہے،

صبح ہوئی اور امیرالمومنین - تشریف لائے، اسی وقت حضرت عباس بن عبدالمطلب سو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوئے) داخل مسجد ہوئے، جب انبار سے پردہ ہٹایا گیا، تو دیکھنے والے حیران تھے، انہوں نے اس سے قبل یہ چیزیں دیکھی ہی نہ تھیں، اس میں سونے کی بنی ہوئی چیزیں تھیں، یاقوت تھے، زبرجد اور موتی تھے، کہ ان کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں اور یہ منظر ہر ایک کو لبھا رہا تھا ۔۔ مگر حضرت عمر ایک طرف کھڑے ہوئے آنسو بہا رہے تھے، عباس (یا ابن عوف) نے امیرالمومنین سے عرض کیا،

"اے امیرالمومنین! یہ وقت رونے کا ہے یا شکر و مسرت کا؟"

فرمایا! "واللہ! اس وقت آپ کی اور میری حالت مختلف ہے - میں اس لئے روتا ہوں کہ جب بھی کسی قوم میں یہ دولت اس فراوانی سے آئی، وہ آپس میں ایک دوسرے کی دشمن بن گئی" ۔ اور اس کے بعد حضرت عمر نے رو بقبلہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا عرض کی

اللّٰھم انی اعوذ بک ان اکون مستدرجاً فانی اسمعک

خداوندا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں خود کو ہلاکت کی طرف لے جاؤں

تقول "سنستدرجھم من حیث لا یعلمون" (۶۸ : ۴۴)

میں نے سن لیا ہے (قرآن مجید کی اس آیت کو) کہ "ہم جلدی ہی انکو اس ہلاکت کی طرف لے جائیں گے جس کے تصور سے بھی وہ ناواقف ہیں

(ابتدائے تقسیم)

اب تقسیم شروع ہوئی، ۔۔۔ پہلے آپ نے از خود حضرت سراقہ بن جعشم کو بلایا، وہ حاضر کئے

گئے، انہیں شہنشاہ کسریٰ کے کنگن عطا فرما کر ارشاد ہوا، ابھی پہنچو! سراقہ کی کلائیاں بڑی نازک اور بالوں سے گُتھی ہوئی تھیں، پھر فرمایا اے سراقہ! تکبیر بلند کرو! اور انہوں نے بآواز بلند اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا اے سُراقہ! یہ بھی کہو، "الحمد للہ الذی سلبهما من کسریٰ بن ھرمز والبسهما سراقۃ بن جعشم اعرابیا من بنی مدلج (قابلِ ستائش ہے وہ رب العالمین جس نے یہ کنگن شہنشاہ کسریٰ بن ہرمز کے ہاتھوں سے اتروا کر قبیلہ بنی مدلج کے بدو سراقہ کو پہنوا دیئے) ——— اور حضرت سراقہ ——— انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے جامے میں پھولے نہ سماتے

اس کے بعد امیرالمومنین نے سپہ سالار فاتح عراق حضرت سعد ——— کی تعریف میں فرمایا "کس قدر امین ہے وہ شخص جو انہیں یوں محفوظ یہاں تک لے آیا!" اسپر حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا "اے امیرالمومنین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، کہ ایسے امانت دار اسی وقت تک اپنے فرض امانت کا پاس رکھیں گے جب تک آپ بحیثیت امیر دیانتداری کے ساتھ ان کے حقوق ادا فرماتے رہیں گے، اگر آپ ان میں خورد برد شروع کر دینگے تو وہ بھی ان میں تصرف سے باز نہ رہیں گے!" یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا "بے شک! آپ نے صحیح فرمایا اور تمام اموال تقسیم فرما کر لوگوں کو رخصت کیا،

امام شافعی یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، شہنشاہ کسریٰ کے یہ کنگن امیرالمومنین کے سُراقہ ——— کو عطا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جب کہ آنحضرت صلعم نے سُراقہ ——— کی کلائی پر نظر ڈالتے ہوئے اُن سے فرمایا، " اے سُراقہ! وہ وقت آج بھی میرے سامنے ہے، کہ تم نے ان کلائیوں میں کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں،" ؎

؎ مترجم: اس پیشین گوئی کا محل فتح مکہ کی عفو عام کا وہ دربار ہے جبکہ حضرت سُراقہ اپنے نام کا معافی نامہ لے کر حاضر ہوئے، اور نبی الرحمۃ نے انہیں دیکھ کر فرمایا، "ہاں! سُراقہ" یوم وفاء و امانۃ!" تم گھبراؤ نہیں، یہ تو ایفائے عہد و ادائے امانت کا دن ہے

اموال المسلمین میں مصیبت زدہ طبقہ کی معونت

(۷۴۸) بروایت امام شافعی . . . (ایک قحط زدہ علاقہ کا پورا قافلہ مدینہ منورہ میں آٹھہرا جن کی معونت امیرالمومنین عمر فاروق اس وقت تک فرماتے رہے جب تک کہ اُن کے علاقہ سے مینہ برسنے کی خبر نہ آئی — اب وہ لوگ اپنے وطن جانے لگے، تو امیرالمومنین انہیں رخصت کرنے کے لئے سواری پر بیٹھ کر تشریف لائے، یہ لوگ اپنا اپنا سامان بارکش جانوروں پر لاد رہے تھے، حضرت عمر کی آنکھوں میں پانی بھر آیا، یہ دیکھ کر اہل قافلہ میں سے بنی محارب (بن حفصہ) کے ایک صاحب نے آپ سے عرض کیا — "اہلِ قافلہ کو آپ سے کوئی شکایت نہیں! آخر آپ کسی باندی کے بطن سے تو نہ تھے؟" امیرالمومنین نے فرمایا، آپ نے ایسا کیوں کہا، آپ لوگوں پر جو کچھ میں نے خرچ کیا ہے، یہ مال میرا یا میرے باپ خطاب کا نہ تھا، بلکہ اللہ عزوجل کا مال تھا![1]"

مستقل وظیفہ خواروں کا مسجل

(۷۴۹) بروایت امام شافعی . . . . (آخر) امیرالمومنین — نے ایک ایسا مسجل مدون کیا، جس میں ان حضرات کے نام درج کرنا تھے، جن کے نام بیت المال سے مستقل مالی وظائف جاری رہنے چاہئیں اور اس کے لئے بھی آپ نے اپنے ارباب شوریٰ سے مشورہ طلب فرمایا کہ اس مسجل کی ابتدا اُن حضرات کے نام سے ہو، عرض ہُوا، پہلے تو اپنے قرابت داروں کے نام ترتیب رشتہ کے لحاظ سے لکھوایئے، یہ سُنکر امیرالمومنین نے فرمایا، "اگر یہی ترتیب ہے، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے شروع کرنا چاہیئے"[2]

(۷۵۰) بروایت امام شافعی . . . (یعنی باضافہ نمبر ۷۴۹) — اور آپ نے بنو ہاشم سے ابتدا فرمائی!

---

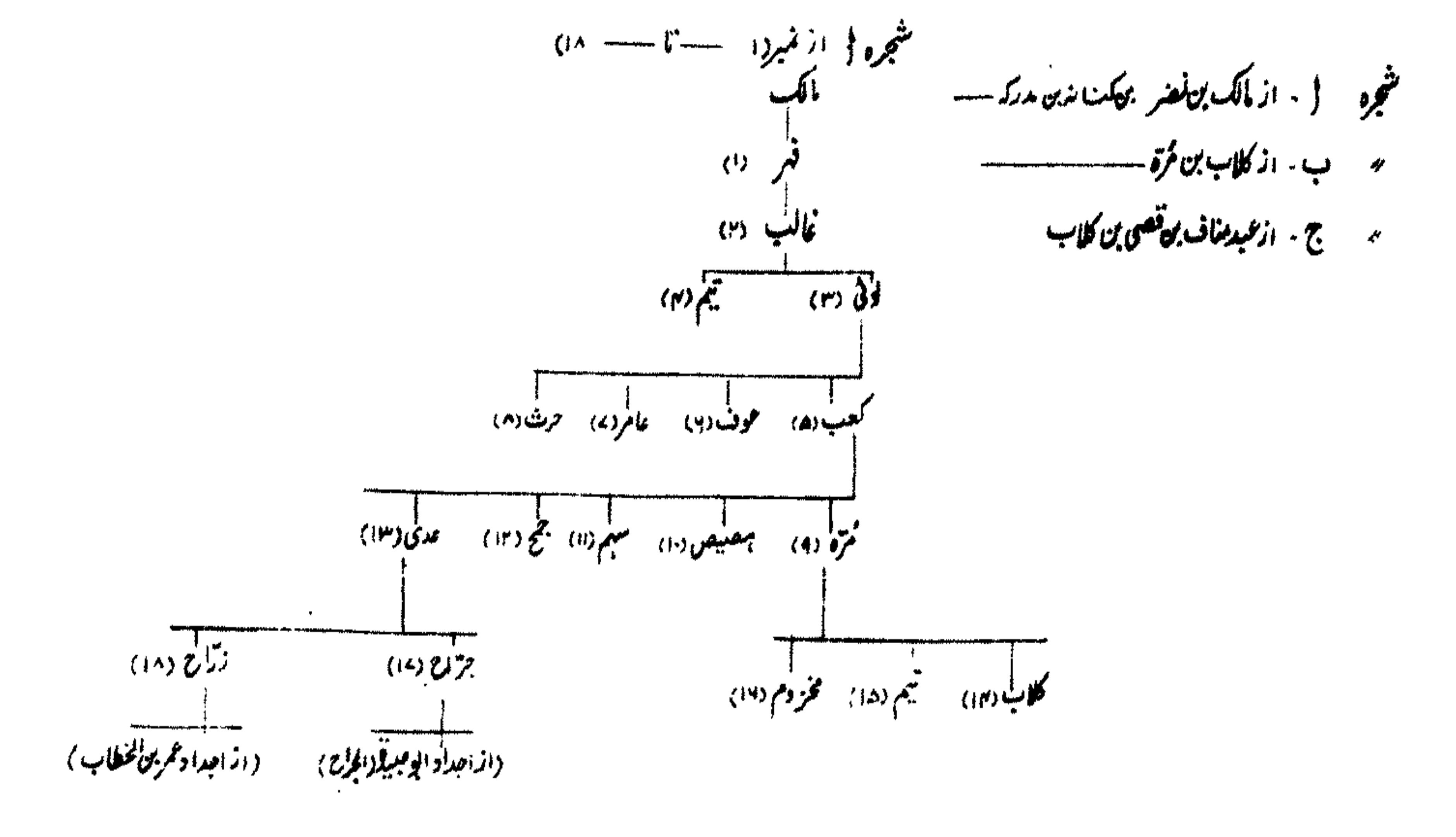
[1] اس مسئلہ میں امام شافعی نے یہ بحث کی ہے، کہ — جن لوگوں پر صدقہ حلال ہے اُن پر اموال فے میں سے خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے لئے کتاب الاُم جلد چہارم باب "اعطاء النساء والذریۃ" (ص ۱۵۴ ج ۴) دیکھنا چاہیئے (مترجم) [2] حضرت عمر کی قرابت داران رسول سے اس حد تک جذبہ محبت کے شارح ہے کہ

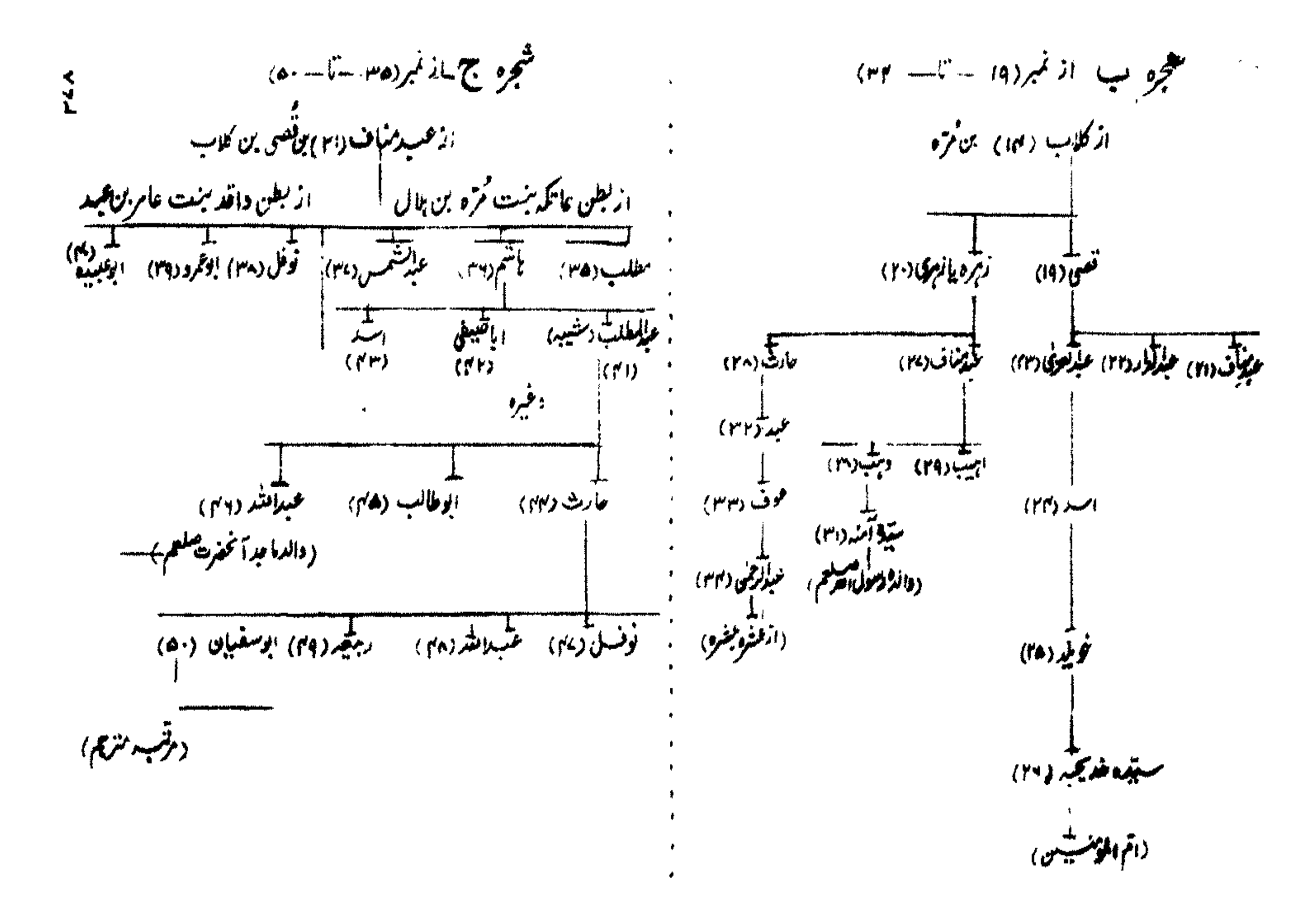
ہر بات میں انہیں کی خوشی کا رہا خیال	ہر کام سے غرض ہے انہیں کی رضا مجھے
ہر نغمے نے انہیں کی طلب کا دیا پیام	ہر ساز نے انہیں کی سنائی صدا مجھے

بایں ہمہ — مگر

معلوم سب ہے پوچھتے ہو پھر بھی مدعا
اب تم سے دل کی بات کہیں کیا زباں سے ہم! (مترجم)

شجرہ ا ۔ از مالک بن نضر بن کنانہ بن مدرکہ ——
" ب ۔ از کلاب بن مرۃ ——
" ج ۔ از عبد مناف بن قصی بن کلاب





شجرہ ب از نمبر (۱۹ — تا — ۳۴)
از کلاب (۱۴) بن مرہ
قصی (۱۹)
زہرہ یا زہری (۲۰)
عبد مناف (۲۱)
عبد الدار (۲۲)
عبد العزی (۲۳)
عبد مناف (۲۷)
حارث (۲۸)
اسد (۲۴)
اہیب (۲۹)
وہب (۳۰)
عبد (۳۲)
عوف (۳۳)
سیدہ آمنہ (۳۱)
(والدہ رسول اللہ صلعم)
عبد الرحمن (۳۴)
(از عشرہ مبشرہ)
خویلد (۲۵)
سیدہ خدیجہ (۲۶)
(ام المومنین)
شجرہ ج از نمبر (۳۵ — تا — ۵۰)
از عبد مناف (۲۱) بن قصی بن کلاب
از بطن عاتکہ بنت مرہ بن ہلال
از بطن واقد بنت عامر بن عبد
مطلب (۳۵)
ہاشم (۳۶)
عبد الشمس (۳۷)
نوفل (۳۸)
ابو عمرو (۳۹)
ابو عبیدہ (۴۰)
عبد المطلب (شیبہ) (۴۱)
ابا صیفی (۴۲)
اسد (۴۳)
وغیرہ
حارث (۴۴)
ابو طالب (۴۵)
عبد اللہ (۴۶)
(والد ماجد آنحضرت صلعم)
نوفل (۴۷)
عبد اللہ (۴۸)
ربیعہ (۴۹)
ابو سفیان (۵۰)
(مرتبہ مترجم)

افرادِ وظائف در شجرہ جات (ا ۔ ب ۔ ج)

حرف	نام	نمبر
ا	اباصیفی	۴۲
	ابوسفیان	۵۰
	ابوطالب	۴۵
	ابوعُبیدہ	۴۰
	ابوعمرو	۳۹
	اسد (بن عبدالعزیٰ)	۲۴
	اسد (بن ہاشم)	۴۳
	سیّدہ آمنہ	۳۱
	آہیب	۲۹
ت	تیم (بن غالب)	۴
	تیم (بن مُرّہ)	۱۵
ج	جرّاح	۱۷
	جمح	۱۲
ح	حارث (بن زہرہ)	۲۸
	حارث (بن عبدالمطلب)	۴۴
	حرث	۸
خ	سیّدہ خدیجہ (ام المومنین)	۳۶
	خویلد	۲۵
ر	ربیعہ	۴۹
ز	رزّاح	۱۸
	زہرہ	۲۰
س	سہم	۱۱
ع	عامر	۷
	عبد	۳۲
	عبداللہ (والد رسول اللہ صلعم)	۴۶
	عبداللہ (بن حارث)	۴۸
	عبدالرحمٰن (بن عوف)	۳۴
	عبدالدار	۲۲
	عبدالشمس	۳۷
	عبدالمطلب	۴۱
	عبدالعزیٰ	۲۳
	عبدمناف (بن قصی)	۲۱
	عبدمناف (بن زہرہ)	۲۷
	عدی	۱۳
	عوف (بن لوئی)	۶
	عوف (بن عبد)	۳۳
غ	غالب	۲
ف	فہر	۱
ق	قُصی	۱۹
ک	کعب	۵
	کلاب	۱۴
ل	لوئی	۳
م	مخزوم	۱۶
	مُرّہ	۹
	مطلب	۳۵
ن	نوفل (بن عبدمناف)	۳۸
	نوفل (بن حارث)	۴۷
و	وہیب	۳۰
ہ	ہاشم	۳۶
	ہصیص	۱۰

(مرتبہ مترجم)

(۵۱ ۷) بروایت امام شافعی . . . جب حضرت عمر نے وظائف کا مسجل (رجسٹر) مدون فرمانے کا حکم دیا۔ تو محرر سے فرمایا، کہ "سرلوح ہاشمی حضرات کے نام لکھیئے، کیونکہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حق تقدم بخشا اور اس وقت میں بھی حاضر تھا" البتہ ہاشمی (نمبر ۳۶) اور مطلبی (نمبر ۳۶) میں سن کے اعتبار سے تقدم تاخر فرمایا، پس امیرالمومنین نے ابتدا ہاشمی اہل وظائف سے کی اس کے بعد مطلبی خاندان لکھوائے۔ اور اس وقت جو عطیہ دیئے گئے، وہ ہر قبیلہ کے سردار کے حوالے کرائیے

بنو ہاشم اور بنو مطلب کے بعد قبیلۂ عبد شمس (نمبر ۳۷) اور بنو نوفل (نمبر ۳۸) دونوں کا تقابل سامنے آیا، اور ان کے مورث عبد الشمس (نمبر ۳۷) و نوفل (نمبر ۳۸) دونوں عبد مناف (نمبر ۲) کے فرزند تھے، مگر چونکہ رسول اللہ صلعم کی والدہ سیدہ آمنہ (نمبر ۳۱) عبد مناف (نمبر ۲۷) کی صلب سے ہیں، بدیں وجہت امیرالمومنین نے قبیلۂ عبد الشمس (نمبر ۳۷) کو بنو نوفل (نمبر ۳۸) پر حق تقدم بخشا

اور اولاد عبد العزیٰ (۲۳) ـــ اور عبد الدار (۲۲) کا مرحلہ آیا، تو امیرالمومنین نے بنو اسد (۲۴) کی ان دو وجہوں سے ان کو بنو عبد الدار (۲۲) پر مقدم رکھا

و۔ بنو اسد میں رسول اللہ صلعم کی مصاہرت بوجہ ام المومنین سیدہ خدیجہ (۲۶) ہے جو اسد (۲۴) بن عبد العزیٰ (۲۳) کی پوتی ہیں

ب۔ مطیبین اسی قبیلہ میں ہیں،

(مترجم: جنہوں نے جاہلیت میں باہم ایک دوسرے خاندان کی نصرت و یاوری کا معاہدہ کرتے ہوئے قدح آب میں ہاتھ ڈبوئے اور نبی تر ہاتھوں سے کعبہ کا مس بغرض توکید عہد کیا، وہ لوگ مطیبین[ہ] کہلائے

ہ حلف المطیبین بنو عبد مناف اند، ثم ابہ لانہ ارادوا بنو عبد مناف اخذ ما فی ایدی بنی عبد الدار من الحجابۃ والرفادۃ واللواء والسقایۃ وابت بنو عبد الدار عقد کل قوم علی امرھم حلفاً موکداً علی ان لا یتخاذلوا ثم خلطوا اطیاباً فغمسوا ایدیھم فیھا وتعاقدوا ثم مسحوا الکعبۃ بایدیھم توکیداً فسموا المطیبین وتعاقدت بنو عبد الدار وحلفاءھا حلفاً آخر موکداً فسموا الاحلاف وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المطیبین (منتہی الارب)

مطیبین ہی میں عبد مناف (۲۱) ـــ اور عبد الدار (۲۲) دونوں کی اولاد ہے۔

رسول اللہ صلعم انہی عبد مناف (۲۱) کی اولاد سے ہیں (آنحضرت صلعم بن عبد اللہ (۴۶) بن عبد المطلب (۴۱) بن ہاشم (۳۶) بن عبد مناف (۲۱)۔)

اور بعض حضرات نے مطیبین کی بجائے ان حضرات کو ارباب "حِلف الفضول" (فضول بمعنی تفضّل) میں شامل سمجھا، جو مندرجہ ذیل تین خاندانوں میں تھا

۱۔ بنو ہاشم بن عبد مناف (۲۱) ـــ اور یہ آنحضرت صلعم کا خاندان ہے

۲۔ بنو زہرہ یا زہری (۲۰) اور یہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ کی والدہ سیدہ آمنہ (۳۱) کا خاندان ہے

۳۔ بنو تیم (۱۵)

جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارباب "حِلف الفضول"[1] (الفضول بمعنی تفضّل) میں بھی شامل ہیں

اس سلسلہ میں حضرت عمر نے بنو عبد العزیٰ (۲۳) کی ایک اور سابقت (!) کا تذکرہ فرمایا

اب بنو زہرہ (۲۰) کی نوبت آئی، تو انہیں بنو عبد الدار (۲۲) کے بعد لکھو۔

اور اب بنو تیم (۱۵) اور بنو مخزوم (۱۰) کی باری پر اول الذکر کو مقدم رکھنے کی وجہ یہ فرمایا، کہ

ا ۔ بنو تیم مطیبین سے ہیں
ب ۔ " " حِلف الفضول میں بھی شامل ہیں
ج ۔ " " رسالت پناہ (فداہ ابی وامی) کے شرف مصاہرت سے بہرہ مند ہیں

(ان دونوں اوصاف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتصاف کی بنا پر انھیں آنحضرت سے قرب حاصل ہے)[2]

---

[1] حلف الفضول: آں سوگند است کہ ہاشم و زہرہ و تیم نزد عبد اللہ بن جدعان آمدہ ہم دیگر باتفاق بر دفع ظلم ظالم و اخذ حق از وے سوگند خوردند قسمیت بذلک لانہم تحالفوا ان لا یترکوا عند احد فضلا یظلمہ احدا الا اخذوہ ولہ منہ (منتہی الارب)

[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشمول جناب ابوبکر مطیبین سے ہیں

حضرت عمر کا متفق "حلف الفضول" کے افراد سے ہے جس میں مندرجہ ذیل (۶) قبائل شامل ہیں۔ عبد الدار (۲۲) تیم (۱۵) مخزوم (۱۰) عدی (۱۳) کعب (۸) سہم (۱۱) ـ (از نہایہ فی غریب الحدیث والاثر: ابن اثیر)

(یعنی جناب ام المومنین خدیجہ (۲۶) بنت خویلد (۲۵) بن اسد بن عبد العزیٰ (۲۴)
بن قصی بن کلاب — اور کلاب اخی تیم (۱۵) کے بھائی ہیں
امیرالمومنین نے بنو تیم (۱۵) کی اور خوبیاں بھی بیان فرمائیں
اور بنو مخزوم (۱۶) کے نام بنو تیم (۱۵) کے بعد لکھوائیے

اور اب! (۳) ایسے قبیلوں کا معاملہ پیش ہوا (جن میں ایک (قبیلہ: عدی (۱۳) سے تو حضرت عمر کا تعلق ہے) یعنی بنو سہم (۱۱) بنو جمح (۱۲) بنو عدی (۱۳) (بن کعب) تب حاضرین شوریٰ میں سے ایک صاحب نے مشورۃً عرض کیا کہ اے امیرالمومنین ان میں آپ اپنے نام سے ابتدا کیجئے

فرمایا، میں اپنا نام اپنے موقعہ پر لکھواؤں گا، یوں جب ظہور اسلام ہوا، اس وقت بنو سہم (۱۱) اور بنو عدی (۱۳) (خاندان حضرت عمر) کا معاملہ واحد تھا، البتہ اب از سر نو آپ لوگ پہلے بنو جمح (۱۲) اور بنو سہم (۱۱) کے تقدم تاخر کا فیصلہ کیجئے! اس موقعہ پر امیرالمومنین نے بنو جمح کی بعض خوبیاں بیان فرمائیں — اور بنو جمح کو مقدم رکھنے کے بعد بنو سہم اور بنو عدی کا کھاتہ اسی طرح مشترک لکھوا دیا جس طرح کہ ظہور اسلام تک دیکھا تھے — اور آخر میں آپ نے اپنا اسم گرامی لکھوایا، اور اس موقعہ پر آواز بلند تکبیر پڑھنے کے بعد دعا عرض کی۔

"اَلحمد للہ الذی اوصل إلیّ حظّی من رسول اللہ"

(صد بار شکر اس اللہ العالمین کا جس نے رسول اللہ کی برکت سے مجھے اس فرد میں حصہ دار بنایا)

بحسب ارشاد امام شافعی یعنی: اس روایت کے بعض راوی فرماتے ہیں کہ جب فہرست یہاں تک پہنچ گئی، تو حضرت ابو عبیدۃ الجراح (۱۷) سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے امیرالمومنین سے شکایتاً کہا، اے صاحب! آپ نے تو سب کو مجھ پر حق تقدم بخش دیا، مگر میں!

امیرالمومنین نے فرمایا، اے ابو عبیدہ! بہتر تو یہ تھا کہ آپ بھی میری طرح ضبط و تحمل سے کام لیں! — یا یہ کہ آپ اپنے قبیلے سے طے کر لیجئے، ان میں جو شخص آپ کو خود پر مقدم

کردے، مجھے اس میں انکار نہ ہوگا، اور اگر آپ یہ چاہیں کہ بس اور بعد اہل قبیلہ (بنو عدی) آپ کو ہم سب سے مقدم رکھنا منظور کرلیں تو اس میں بھی تامل نہیں! کیونکہ عدی (۱۳) کے دو فرزند تھے جراح (۱۷) انکی صلب سے حضرت ابو عبیدہ ہیں: زراح (۱۸) اور ان کی صلب سے امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق ہیں)

اور جب بنو حارث (۸) بن فہر کا معاملہ پیش ہوا، تو ابو معاویہ نے انہیں بنو عبد مناف (۳) اور بنو اسد بن عبد العزیٰ (۲۳) پر مقدم رکھنا چاہا، مگر امیرالمؤمنین نے فیصلہ فرمایا، کہ بنو حارث (مذکور (۸)) کو ان دونوں (۲۱) و (۲۳) کے وسط میں لکھا جائے۔

ـــ لیکن خلیفہ مہدی (عباسی) کے عہد میں جب بنو سہم (۱۱) و بنو عدی (۱۳) کا آپس میں اختلاف ہو گیا، تو مہدی نے یہ فیصلہ کیا، کہ بنو عدی (قبیلہ حضرت عمر) کو بنو سہم (۱۱) اور بنو جمح (۱۲) دونوں پر مقدم رکھا جائے

امام شافعی فرماتے ہیں

اور اس فردِ وظائف میں قریش کے نام درج کرنے کے بعد دوسرے تمام ـــ قبائل عرب سے قبل انصار مدینہ کے نام لکھو لئے۔ ان کی دین میں اولیت واولیت اور منزلت کی وجہ سے

فرماتے ہیں امام شافعی ـــ کہ تمام بنی آدم بلا استثنا اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں ـــ مگر ان میں اولیٰ واعلیٰ وہ ہستی ہے۔ جسے خداوند عالم نے اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمالیا اور وہ حاملِ ودیعت (نبوت) ہیں جو تمام ـــ بنی نوع بشر میں بہتر ہیں یعنی جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم!

(۵۲) بروایت امام شافعی... امیرالمؤمنین ـــ نے فرمایا، آیت صدقات (جس میں مستحقین صدقہ کے (۸) اقسام کا ذکر ہے) کے افراد میں جس فرد (قسم) پر بھی صدقہ خرچ کردو، جائز ہے (مترجم: تقسیم افراد ثمانیہ کی بجائے ایک ہی نوع یا (۸) قسموں پر بحصۂ رسدی)؛ (مگر امام شافعی نے اس روایت کو از خود ضعیف فرمادیا، اس سلسلہ روایت کے (۲) عیوب کی وجہ سے کہ (۱) عطاء ـــ اور ـــ حضرت عمر کے درمیان کا واسطہ منقطع ہے (۲) لیث غیر قوی ہے (اللہ تعالیٰ

مصارف صدقات میں نبی اور امتی کسی کے از خود مقرر کردہ مصارف پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے بقسم (۸) اقسام معین فرما دیئے[1]

ش ا ہ ولی اللہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ اللہ تعالیٰ نے صدقات کے آٹھ مصارف معین فرما دیئے، اس کا یہ منشا نہیں، کہ بوقت تقسیم صدقہ ان (۸) قسموں پر بحصہ رسدی منقسم کیا جائے، بلکہ مقصد یہ ہے، کہ صدقہ (۸) قسم پر مشروع ہے

(مترجم: شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ منشا الاحوج فالاحوج کے مطابق ہے اگر مجموعہ ہے اگر (۸) اقسام کی بجائے (۷) انواع زیادہ مفتقر ہیں، تو (۸) وہاں حصہ بھی انہیں پر تقسیم کر دیجئے ۔ حتیٰ کہ اگر صرف ایک ہی نوع کو زیادہ محتاجی ہے تو اس کا اپنا حصہ اور بقیہ (۷) حصے بھی اسی پر تقسیم کر دیئے جائیں)

اموال فے وصدقات کے مصارف مختلف ہیں

(۵۴۳) بروایت امام شافعی.... — یحییٰ بن عبداللہ بن مالک نے اپنے والد (عبداللہ) سے دریافت کیا، کہ حضرت عمر اور جناب عثمان جو اونٹ غازیوں کی سواری میں کام لاتے، وہ کیسے جمع کئے گئے؟ عبداللہ نے فرمایا، بیشتر امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص نے جزیہ میں وصول کر کے صدر

---

[1] مترجم: یہ حدیث سنن ابوداؤد میں انہی الفاظ میں منقول ہے جو اصل رسالہ میں ہیں

(... عن زیاد بن الحارث الصدائی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبایعته فاتاه رجل فقال اعطنی من الصدقة فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیره فی الصدقات حتی حکم فیها هو فجزأها ثمانیة اجزاء فان کنت من تلك الاجزاء اعطیتك حقك)

(زیاد — فرماتے ہیں، میں نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور اپنے لئے صدقہ کے لئے عرض گذار ہوا، جناب نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ مستحقین صدقہ کے معاملہ میں نبیؐ اور غیر نبی کسی کی تحکیم پر راضی نہیں ہوا ۔ یہاں تک کہ اس نے خود ہی مستحقین کے (۸) افراد متعین فرما دیئے ولے زیاد! اگر آپ بھی ان افراد میں سے ہوں تو میں آپ کو آپ کا حق عطا کر سکتا ہوں

خلافت میں بھیجے تھے!

امام شافعی (اس روایت پر احتجاجاً) فرماتے ہیں کہ اہلِ فے کا، صدقہ کے اموال میں کوئی حق نہیں،

(مترجم: یعنی جب فے و غنیمت میں سے ان کا حصہ مل جاتا ہے، تو صدقات میں سے انہیں کچھ نہ دینا چاہیئے)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں لیکن امام شافعی کا یہ "احتجاج" "من وجہٍ" قابلِ اعتراض ہے! یعنی جب کہ خود امام شافعی ہی سے یہ روایت منقول ہے کہ "جناب عدی بن حاتم نے اپنی قوم کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق کے حضور صدقے کے تین سو اونٹ پیش کئے، جن میں سے تیس (۳۰) اونٹ خلیفۃ المسلمین نے حضرت عدی کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا: اے عدی! آپ اپنی قوم میں سے مطیع بہادروں اور فرمانبرداروں کی فوج بنا کر حضرت خالد (بن ولید) کی سپہ سالاری میں رہیئے" سو اپ پر جناب عدی (تقریباً) ایک ہزار نوجوانوں کا لشکر لے کر حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے، جس لشکر نے جنگوں میں نمایاں حصہ لیا"

(ایضاً از شاہ صاحب) پھر امام شافعی مذکورہ روایت کی تاویل میں فرماتے ہیں، کہ حضرت ابوبکر نے عدی بن حاتم کو یہ (۳۰ شتر) صدقہ ہی کی ایک شق "مؤلفۃ القلوب" (قرآن مجید میں صدقہ کے آٹھ مصارف میں سے ایک مصرف مؤلفۃ القلوب کا حصہ ہے۔ مترجم:) میں سے عنایت فرمائے، کیونکہ عدی کی قوم کو پہلے سے بھی بطور اعانت صدقات دیئے جاتے تھے" لیکن میرے (شاہ ولی اللہ صاحب کے) نزدیک حضرت ابوبکر صدیق نے اس موقعہ پر یہ مال جناب عدی کو استحقاق صدقہ کی بجائے ان کو غزوہ میں شمولیت کی وجہ سے دیا تھا، جو آیۂ صدقہ کی ایک اور شق "فی سبیل اللہ" کے مطابق ہے، (اور قرآن مجید میں صدقات کے آٹھ مصارف میں ایک شق "فی سبیل اللہ" بھی ہے: مترجم)

بروایت امام شافعی . . . خلیفہ عبدالملک (اموی نے اپنے ماتحت) عامل یمامہ کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا ہے، وہاں کے باشندوں کی اعانت کے لئے ایک لاکھ درہم ان میں

لہ مترجم: یہ روایت (نمبر ۵۰) کی حضرت متابعت کے لئے ہے، اور امیرالمومنین حضرت عمر فاروق کی ذات کو اس روایت سے کوئی تعلق نہیں اس لئے (یہ روایت) نمبر ــــ سے مستثنیٰ کر دی گئی ہے۔

تقسیم کردیں مگر جس وقت یہ مال مدینہ پہنچا، تو اہل شہر نے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ "آپ ہمیں مالداروں کی میل کھلانا چاہتے ہیں، ہمارے لئے صدقہ جائز نہیں، ہم یہ مال ہرگز قبول نہ کریں گے۔" جب عبدالملک کو اطلاع ہوئی تو اُس نے یہ مال واپس لیتے ہوئے کہا "مسلمانوں میں ایسے برگزیدہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔"

امام شافعی فرماتے ہیں، میں نے سعید بن ہند سے پوچھا، کہ اہل مدینہ میں سے جن حضرات نے اس گفتگو میں حصہ لیا وہ کون کون تھے؟ سعید نے کہا "ان میں بیشتر سعید بن المسیب تھے ابوبکر بن عبدالرحمٰن تھے، خارجہ بن زید تھے، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تھے، اور بے شمار حضرات!

امام شافعی فرماتے ہیں، ان حضرات کا "لا یصلح لنا" کہنے کا یہ مطلب ہے کہ "ہم فوجی ہونے کی وجہ سے مستحقین فَے سے ہیں، اِس لئے اموال صدقہ میں ہمارا حق نہیں، اور کسی کا خاص حق غیر مستحقین کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا"

(اس انکار پر شاہ ولی اللہ کی رائے)

مگر اہل مدینہ نے یہ مال دو وجہوں سے واپس فرمایا

ا۔ ان کی اعانت فقر و محتاجی کے عنوان سے کی گئی نہ کہ ان کے فوجی ہونے کی وجہ سے

ب۔ وہ اموی خلیفوں کی قیادت میں غزوات میں شریک ہونا نہ چاہتے تھے

مجوس پر جزیہ

(۴۵۷) بروایت امام مالک ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقہ بحرین کے مجوس پر جزیہ عائد فرمایا، اور حضرت عمر کے عہد میں فارس فتح ہوا، تو آپ نے بھی وہاں کے مجوس پر اور جب حضرت عثمان کے دور میں سوڈان[1] (مصر) فتح ہوا، تو آپ نے بھی وہاں کے مجوس پر جزیہ عائد فرمایا۔

مجوس کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ

(۵۵۵) بروایت امام مالک .... امیرالمومنین عمر بن الخطاب نے ارباب شوریٰ سے پوچھا

---

[1] "وعثمان بن عفان گرفت جزیہ از بربر کہ قومے از سوڈان ہستند" (شاہ ولی اللہ مصفّٰی شرح مؤطا باب اخذ الجزیۃ من المجوس) (مترجم)

مجھے علم نہیں کہ مجوس کے ساتھ کس انداز سے معاملہ کیا جائے ؟" اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا

اشہد لسمعت رسول اللّٰہ	میں شہادت دیتا ہوں اس امر کی، میں نے
صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سنّوا	رسول اللّٰہ صلعم سے سنا (فرمایا) کہ "مجوس کے
لھم سنۃ اھل الکتاب	ساتھ دوسرے اہل کتاب کا سا معاملہ کرو!"

(۵۶) بروایت امام مالک . . . حضرت عمرؓ نے جزیہ کے یہ حدود متعین فرمائے

ا - جن لوگوں کے پاس سونا زیادہ ہے ان پر فی کس (۴) دینار سالانہ (کہ سونے کا سکہ ہے)

ب - " " " " چاندی " " " " (۴۰) درہم سالانہ (کہ چاندی کا سکہ ہے)

بایں اضافہ کہ اگر سرکاری کارندے ان کی بستیوں میں آئیں تو یہ لوگ (۳) روز تک انکی ضیافت بھی کریں۔

(نوٹ: "ا" اہل شام ہیں — اور "ب" اہل عراق)

بیت المال کے ناکارہ اموال کا طریق استعمال

(۵۷) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین — سے اطلاع کی گئی کہ بیت المال میں ایک اونٹنی اندھی ہو گئی ہے؟ فرمایا کسی غریب عیالدار کو دے دیجئے، وہ اسے بیچ کر منفعت حاصل کرے گا! عرض ہوا، یہ اونٹنی اندھیا پے کی وجہ سے نہ تو قطار میں چل سکتی ہے، اور نہ زمین پر گردن جھکا کر چر ہی سکتی ہے! — فرمایا، یہ صدقات سے ہے، یا جزیہ میں آئی ہے؟ عرض ہوا، جزیہ کی مد میں آئی ہے! ارشاد ہوا! سوگند بخدا! آپ لوگوں کی نیت اسے ذبح کرنے کی معلوم ہوتی ہے! عرض ہوا مگر اس پر جزیہ کا داغ بھی ہے! اور آپ نے اسے ذبح کرا دیا آپ نے امہات المومنین کے لئے (۹)[2] بڑے طباق (بیت المال) میں جمع کر رکھے تھے اور

---

[1] از مصفّٰی باب اخذ الجزیۃ من المجوس

[2] امہات المومنین میں سے صرف سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات یاب ہوئیں، اور بقیہ (۹) امہات — حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں بقید حیات موجود تھیں، یعنی (۱) حضرت سودہ (۲) حضرت عائشہ (۳) حضرت ام سلمہ (۴) حضرت زینب بنت جحش (۵) حضرت جویریہ (۶) حضرت ام حبیبہ (۷) حضرت صفیہ بنت حُیّی (۸) حضرت میمونہ (۹) حضرت حفصہ بنت امیرالمومنین عمر بن الخطاب۔ (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم) مترجم

جب میووں یا از قسم ماکولات دوسری اشیاء کا تحفہ پیش کرتا ہوتا، تو اُنہی طباق میں امہات المومنین کے حضور پیش کرتے، اس تقسیم میں بھی حضرت عمرؓ کا ایک معمول تھا، کہ اپنی صاحبزادی جناب ام المومنین حضرت حفصہ کا حصہ آخر میں لگاتے کہ اگر مقدار میں کمی رہ جائے، تو آپ کے حصہ میں ہو! —
اس اونٹنی کا گوشت اسی دستور کے مطابق امہات المومنین کے حضور بھیجنے کے بعد جس قدر بچ گیا وہ مہاجرین اور انصار کو یکجا فرما کر تقسیم کرا دیا،

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، اس روایت سے امام شافعی کا استدلال یہ ہے، کہ حضرت عمر جزیہ اور صدقہ دونوں قسم کے مویشی پر علیحدہ علیحدہ قسم کا داغ دلواتے،

محصول چنگی کی تعیین

(۵۸۷) بروایت امام مالک . . . امیر المومنین نے نبطی (غیر مسلم سوداگران غلہ) کے لئے محصول میں یہ تخفیف فرما دی

ا ۔ گیہوں اور روغنِ زیتون میں نصف محصول یعنی عشر (۱/۱۰) کی بجائے نصف عشر (۱/۲۰)

ب ۔ مسور، لوبیا، ماش، (اور اس قسم کے وہ غلے جو پکائے[1] جاتے ہیں) میں پورا عشر (۱/۱۰)

---

[1] مترجم: اموال تجارت پر محصول حضرت عمرؓ کے اولیات سے ہے، اور اس محصول میں حسب مواقع تخفیف و تکثیر بھی آپ ہی کے اختیارات سے، (ولکن اکثر الناس لا یعلمون) (۸۸ ۰۰) مصالح کے مطابق حضرت عمرؓ نے بنو تغلب پر جزیہ المضاعف (دوگنا) کر دیا — واما ما ذکر مالک بن انس من الابل فان عمر بن الخطاب لم یاخذ الابل فی جزیۃ علمنا الا من بنی تغلب فانہ اضعف علیہم الصدقۃ فجعل ذلک جزیتہم . . . .
موطا امام محمد باب الجزیۃ) بحسب تصریح مولانا عبدالحی فرنگی محلی (منقول از تعلیق الممجد علی موطا امام محمد: ملخصاً) (اور مالک بن انس سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے بجز بنو تغلب کے کسی اور سے جزیہ میں اونٹ نہیں لئے اور ان (بنو تغلب) سے دوچند جزیہ وصول کیا) اگر شریعت میں یہ گنجائش نہ ہوتی، تو اسلام کی صفت اب تک پلٹ چکی ہوتی — اور امیر المومنین عمر بن الخطاب کا اقتدا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی کیا — عمر بن عبدالعزیز برائے عامل خود نوشت کہ ہر کہ بگذرد بر تو از اہل ذمہ پس بگیر از آنچہ گردانند ایشاں از تجارات — از ہر بیست دینار، یک دینار . . . .
(مصفی باب ما یوخذ من تجارات اہل الذمۃ — ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ :)

حضرت عبداللہ بن عمر (راوی این روایت) فرماتے ہیں، امیرالمومنین کا اس رعایت سے منشا یہ تھا کہ مدینہ کی منڈی میں اطراف سے غلہ کثرت سے آئے،

(۵۶۰) بروایت امام مالک . . . حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں، عہد فاروقی میں جناب عبداللہ (بن عتبہ بن مسعود) کی ماتحتی میں مدینہ کے بازار میں میں بھی چونگی وصول کرنے پر مقرر تھا، اس وقت ہم نبطیوں سے ۱/۱۰ (عشر) وصول کرتے، اور جب ابن شہاب (زہری) سے یہ تحقیق کی گئی (کہ ان سے (۱/۲۰) کیوں لیا گیا؟) تو آپ نے فرمایا، "نبطیوں سے قبل از اسلام بھی اہل مدینہ ۱/۱۰ (عشر) محصول ہی لیتے، جب حضرت عمر کا زمانہ آیا تو آپ نے بھی اسے بدستور قائم رکھا

(مترجم: غالباً یہ (مضمون روایت (۵۶۰): امیرالمومنین کے اول عہد کے متعلق ہے، اور تخفیف (۱/۱۰) کی بجائے (۱/۲۰): آپ نے بعد میں اختیار فرمایا ہوگا، جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ اموی کی تائید سے واضح ہوتا ہے، جو روایت نمبر (۵۵۸) کے حاشیہ پر نقل ہوا)

امام وقت کے لئے صدقہ ناجائز ہے

(۵۶۱) بروایت امام مالک و امام شافعی . . . امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب کے پاس ایک صاحب دودھ لائے، جسے پی کر آپ نے اظہار مسرت فرمانے کے بعد پوچھا "یہ دودھ تم کہاں سے لائے ہو؟" عرض کیا فلاں چشمہ پر صدقے کے اونٹ جمع تھے، اور چرواہے ان کا دودھ دوہ رہے تھے، اس میں سے مجھے بھی انہوں نے دے دیا، یہ سنتے ہی حضرت عمر نے حلق میں انگلی اٹکا کر دودھ قے کر دیا

امام شافعی فرماتے ہیں، "عامل و امیر کے لئے صدقہ ناجائز ہے"

کتاب الفرائض

مشتمل بر (۳۰) روایات از نمبر (۷۶۲ — تا — ۷۹۲)

(۷۶۲) بروایت سُنن دارمی . . . . حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا "اے مسلمانو!
جس طرح تم مطالبِ قرآنی کا علم ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہو، اسی طرح یہ علوم ثلاثہ بھی سیکھو!

ا - فرائض —— (علم ترکہ)

ب - معنی و مصداقِ[1] قرآن

ج - سنّت[2] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] مترجم: اصل روایت میں لفظ "اللحن" ہے جسے کچھ کے کچھ معنی دے کر حقیقت سے بُعد طلب کرایا گیا ہے بلکہ "(و فی حدیث عمر) تعلّموا السُّنّة والفرائض واللحن کما تعلّمون القرآن وفی روایة تعلّموا اللحن فی القرآن کما تعلّمونه یرید تعلّموا لغة العرب باعرابها وقال الازهری معناه تعلّموا لُغة العرب فی القرآن واعرفوا معانیه لقوله تعالیٰ "ولتعرفنّهم فی لحن القول" (۴۷: ۳۰)؛ ای معناه ونحوه —" النهایة فی غریب الحدیث لابن الاثیر الجزری) (خلاصہ —): حدیث عمر میں ہے کہ اے مسلمانو! تم سنّت اور فرائض اور لغت کو اسی طرح سیکھو جس طرح قرآن تم نے سیکھا، دوسری روایت میں ہے کہ تم لحن سیکھو یعنی معنیٔ قرآن سیکھو، جیسا کہ آیت قرآنی میں ارشاد ہے، کہ اے نبی تاکہ تو انہیں آیات کے معانی اور مصداق پہچنوا دے"

[2] سُنّت کے معنی؛ " والاصل فیها الطریقة والسیرة واذا اطلقت فی الشرع فانما یراد بها ما امر به النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونهی عنه وندب الیه قولاً و فعلاً مما لم ینطق به الکتاب العزیز ولهذا یقال فی ادلة الشرع "الکتاب والسنة" ای القرآن والحدیث" (النهایة — لابن الاثیر الجزری)، لفظ سنّت کے معنی راستہ اور سیرۃ

(بقیہ حاشیہ ص ۲۹۱)

فرائض پر احاطہ علوم دین سے ہے

(۷۶۳) ایضاً بروایت سنن دارمی ... امیرالمومنین نے فرمایا، اے مسلمانو! علم فرائض تعلیماً حاصل کرو، وہ علوم دین ہی کی ایک شاخ ہے

(۷۶۴) بروایت بیہقی ... حضرت عمر نے خطبۂ جابیہ میں فرمایا، کہ علم فرائض کے لئے (حضرت) زید بن ثابت کی شاگردی اختیار کرو

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں — حضرت عمر کا یہ اشارہ (جناب) زید بن ثابت کے لئے امیرالمومنین کے کمالِ فراست پر مبنی ہے، کیونکہ فرائض کی تقسیم (عددی) صحابہ کرام میں صرف حضرت زید بن ثابت سے منقول ہے — اور مدینہ منورہ کے راویوں میں جو بعنوان "ابوالزناد — از — خارجہ بن زید — از زید بن ثابت" منقول ہے تو اس میں تمام راوی مدنی ہیں، جیسا کہ امام مالک نے اِسے (تعلیقاً) مستخرج فرمایا

بیوی کا ترکہ جبکہ شوہر اور بیوی کے والدین (۳) وارث ہوں

(۷۶۵) بروایت دارمی ... حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا، امیرالمومنین عمر بن الخطاب حل مسائل میں جو راہ اختیار فرماتے، ہم سب اُس راہ کو آسان سمجھ کر اسپر گامزن ہوتے
پس حضرت عمر نے ایسی فوت شدہ بیوی جس کے یہ (مندرجہ ذیل) وارث ہوں

ہیں — اور شرح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نہی و امر (بہردو) خواہ بالفاظ ہو خواہ بعمل، مگر وہ اوامر و نواہی جن پر کتاب العزیز نے نطق نہ فرمایا ہو، اسی مناسبت سے دلائل شرعیہ میں "کتاب و سنت" کہا جاتا ہے جس کے معنی قرآن و حدیث کے ہیں" —

—" از مترجم: رہا یہ معاملہ کہ "وہ اوامر و نواہی جن میں کتاب العزیز نے نطق نہ فرمایا ہو" اسکی توجیہہ میں اگر میں قرآن کے بعد حدیث کو پیش کروں گا، تو اندیشہ ہے کہ آپ مجھ سے برہم ہو جائینگے، اس لئے میں اور دیگر ساتھی منتظر ہیں، کہ آپ اسکی توجیہہ میں کیا فرماتے ہیں!

سہ — در میخانہ را بگشا کہ ہیچ از خانقہ نکشود
گرت باور بود ور نہ سخن ایں بود ما گفتیم

۱ - شوہر	۳	روپے	ثلث باقی کا آدھا یعنی (۱/۶) چھٹا حصہ ہوا (ارشاد فرمایا)
۲ - والدہ	۲	"	
۳ - والد	۱	"	

(۷۶۶) بروایت داری . . . . ایضاً از حضرت عبداللہ بن مسعود ـــ حضرت عمر نے فرمایا، اگر شوہر کا ترکہ ہے، اور مندرجہ ذیل وارث، تو صورت تقسیم یہ ہوگی

۱ - بیوی	۳	روپے	باقی کا ثلث یعنی (۱/۴) چوتھا حصہ ہوا
۲ - والدہ	۳	"	
۳ - والد	۶	"	

(۷۶۷) ایضاً بروایت داری . . . . امیرالمومنین ـــ اور حضرت ابن مسعود و زید ہر سہ حضرات مندرجہ ذیل افراد کو ترکہ میں شریک سمجھتے (بیوی، والدہ، حقیقی و اخیافی برادر) ـــ حضرت عمر فرماتے باپ نے ان (اخیافی بھائیوں) میں اضافہ ہی تو کیا ہے!

دادا کا حصہ باپ کے مساوی ہے

(۷۶۸) ایضاً بروایت داری و صحیح بخاری ـــ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی دادا کا حصہ باپ کے برابر مقرر کیا، (مترجم: مؤلف رسالہ ـــ شاہ ولی اللہ کا منشا یہ روایت بیان کرنے سے روایات نمبر ($\frac{۷۶۶}{۷۶۴}$) کی توثیق ہے)

دادا ـــ اور دو(۲) سے زائد حقیقی بھائی

(۷۶۹) بروایت داری . . . حضرت عمر نے مندرجہ ذیل افراد کے حصے میں یہ وثیقہ لکھوایا یعنی اگر ب کا ترکہ ہے اور ورثا میں (ب کا) دادا : أ : اور : ب : کے (۲) یا زیادہ بھائی : ج :- : د : وغیرہ ہیں تب!

أ - دادا	۴	روپے	یعنی ثلث (۱/۳) حصہ ہوا
ج/د - بھائی	۸	روپے	

اور اگر : جیم :- و : دال : کے ساتھ اور بھائی ہیں تو بھی (۸) روپے ان میں تقسیم ہوں گے،

دادا کے حصہ کی تنسیخ

(۷۷۱) بروایت دارمی . . . جب حضرت عمر کو زخمی کردیا گیا تو آپ نے وثیقہ مذکورہ (در نمبر ۷۷۰) سے دادا کا حصہ قلمزن کرانے کے بعد ارباب شوریٰ سے فرمایا

"آپ حضرات کو اطلاع ہے، کہ میں نے دادا کو ذوی الفروض قرار دیا تھا، لیکن آخری اختیار آپ حضرات کو ہے، اگر آپ لوگ چاہیں تو دادا کو ترکہ میں محجوب الارث رہنے دیں یا ذو الفروض میں سے"

اسپر حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا، "اگر ہم آپ کے پہلے ارشاد پر عمل کریں تو اس میں بھی حرج نہیں، اور اگر ہم جناب ابوبکر (کہ صائب الرائے تھے) کے فتویٰ پر عمل پیرا ہوں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں (مترجم: حضرت ابوبکر کا یہ فتویٰ نمبر: ۷۶۸: میں نقل ہوا ہے)

دادی — اور — نانی کا حصہ

(۷۷۲) بروایت دارمی . . . خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر کے حضور ایک عورت حاضر ہوکر عرض گزار ہوئی "اے صاحب! میں ایک متوفی یا متوفیہ کی دادی یا نانی (بربنائے شک راوی) ہوں اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ میں اس . . . کے ترکہ کی حقدار ہوں آپ کا کیا فتویٰ ہے" خلیفۃ المسلمین نے فرمایا، اس مسئلہ میں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا، مگر اسی روز جب حضرت ابوبکر نے نماز ظہر ادا فرمائی تو آپ نے شرکائے صلوٰۃ سے دریافت فرمایا کہ اگر اس مسئلہ میں کسی صاحب نے آنحضرت صلوات اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے کوئی حکم سنا ہو تو مطلع کیا جائے؟ اسپر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے عرض کیا، میں نے آنحضرت سے سنا کہ آپ نے جدہ کا حصہ (ترکہ میں سے) ۱/۶ (سدس) متعین فرمایا — جناب ابوبکر نے فرمایا یہ تو ایک شہادت ہے! اے دوستو! کیا کسی اور صاحب نے بھی یہ حدیث سنی ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہ نے عرض کیا، مغیرہ نے سچ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کا ۱/۶ حصہ مقرر فرمایا . . .

اور عہد فاروقی میں یہی مسئلہ آپ کے حضور پیش ہوتو امیرالمومنین حضرت عمر نے بھی یہی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس مسئلہ میں کچھ نہیں سنا، اور حضرت ابوبکر کی طرح آپ نے بھی ارباب شوریٰ سے وہی سوال کیا، تب حاضرین نے حضرت ابوبکر — د — جناب مغیرہ —

اور حضرت محمد بن مسلمہ کا پورا واقعہ (مذکورۃ الصدر) عرض کیا

اس کے بعد امیر المومنین عمر بن الخطاب نے فرمایا، کہ "جدّہ یا جدّتی" (دادا یا دادی) دونوں میں سے اگر ایک موجود ہو تو اس کا حصہ (⅙) (سُدس) ہے اور اگر دونوں موجود ہیں تو وہی سُدس (⅙) دونوں میں مساوی مساوی! (تقسیم کر کے (ترکہ) دیا جائے)

کلالہ

(۷۷۳) بروایت دارمی . . خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق سے سوال کیا گیا — (قرآن مجید کے) لفظ کلالہ سے منطوق کون کون افراد ہیں"؟ فرمایا میں اسکی تفسیر اپنی طرف سے کرتا جو اگر صواب ہو، تو اللہ تعالےٰ کے انعامات سے ہے، اور اگر خطا ہو تو یہ میری ایسی غلطی ہے جس میں شیطان کا دخل ہے،

کلالہ" وہ شخص ہے جس کا باپ اور بیٹا دونوں نہ ہوں"

اسی لفظ (کلالہ) کی تفسیر امیر المومنین عمر فاروق سے دریافت ہوئی تو آپ نے فرمایا میں اللہ تعالےٰ سے شرم کرتا ہوں، کہ اپنے پیشرو (حضرت ابوبکر) کے خلاف کہوں

ذوی الفروض کے فقدان پر ذوی الارحام کا حق

(۷۷۴) بروایت دارمی . . حضرت ابن الدحداح صحابی کے انتقال پر ان کے ذوی الفروض میں سے کوئی وارث نہ تھا، امیر المومنین عمر بن الخطاب نے متوفی ممدوح کا ترکہ ان کے ماموؤں کے حوالے کر دیا

(۷۷۵) بروایت دارمی . . حضرت عمر کے اجتہادات میں ایک میت کے غیر ذوی الفروض میں اس طرح تقسیم ترکہ فرمایا گیا

متوفی کی ماں کا حقیقی چچا	۲ روپے	جبکہ (۴) روپے ہوں
" کا حقیقی ماموں	۲ "	

(۷۷۶) بروایت دارمی . . . امیر المومنین حضرت عمر نے مندرجہ ذیل اقارب میں یوں تقسیم ترکہ فرمائی

متوفی کی خالہ	۲ روپے	جبکہ (۶) روپے ہوں)
" " پھوپھی	۴ "	

(۷۷۷) بروایت دارمی ... جب حضرت عمر کے عہد میں (مقام) عمواس پر مسلمان طاعون سے شہید ہوگئے، (اور اسلام میں یہ حادثہ وبا سب سے پہلے اسی مقام پر واقع ہوا) تو آپ نے ان کے ترکہ کا فیصلہ یوں فرمایا کہ ذوالفروض میں جو لوگ ماں کی طرف سے یکساں وارث ہوں ان کی نسبت قرابت کی وجہ سے سب کو مساوی حصہ دیا جائے، اور جو لوگ باپ کی طرف سے وارث ہوں تو یہ پہلوں سے زیادہ مستحق ہیں

غیر مسلم کا ترکہ غیر مسلم کے لئے

(۷۷۸ / ۷۷۹) بروایت دارمی .. عہد فاروقی میں حضرت محمد بن اشعث کی پھوپھی نے (یمن) میں رحلت کی، اور متوفیہ یہودی مذہب پر تھیں، امیرالمومنین سے ان کے ترکہ کا دریافت ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ہم مذہب میں سے جو رشتہ میں اس کے قریبی ہوں، وہی اس کے ترکہ کے وارث ہیں (غیر مسلم قرابت دار محروم الارث ہے: مترجم)

(۷۸۰ / ۷۸۱) بروایت دارمی ... امیرالمومنین نے فرمایا، کہ نہ تو مسلمان اپنے مشرک قرابت دار کے ترکہ کا وارث ہوسکتا ہے نہ مشرک اپنے مسلمان رشتہ دار کا وارث ہوسکتا ہے

(۷۸۲) بروایت دارمی ... حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں فرماتے ہیں کہ مختلف ملت کے افراد ایک دوسرے کے ترکہ کے حقدار نہیں ہوسکتے اور نہ وہ شخص کسی جائز وارث کو ممنوع الارث قرار دے سکتا ہے، جو خود ناجائز طور پر وارث ہونے کا ارتکاب کرے

مستحقین ترکہ

(۷۸۳) بروایت دارمی .. حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت زید (اور غالباً حضرت عبداللہ بھی) تمام حضرات کا فتویٰ ہے کہ اگر ماں اور باپ دونوں کی طرف سے وارث موجود ہوں، تو دوسرے اقسام اقارب کے بالمقابل وہی ترکہ کے مستحق ہوں گے

اموال دیت کی تقسیم ورثا میں ترکہ کے مانند ہے

(۷۸۴) بروایت دارمی ... حضرات ثلاثہ (جناب عمر و علی و زید) کا متفقہ فتویٰ ہے کہ دیت (خون بہا ہر دو صنف) اور ترکہ (ہر دو نوع) کی توریث یکساں ہے (مترجم: جو افراد دیت کے وارث ہیں وہی افراد ترکہ کے مستحق ہیں)

(۷۸۵) بروایت دارمی ... امیرالمومنین نے فرمایا، کہ قتل عمد یا خطا (ہر دو قسم) کی دیت کا وارث قاتل نہیں ہوسکتا، (مترجم، جیساکہ روایت نمبر (   ) میں گذرا)

غیر معلوم فرد کو ترکہ کے لئے شہادت دینا ضروری ہے

(۷۸۶) بروایت دارمی ... حضرت عمر نے قاضی شریح (در کوفہ) کی طرف اپنے فرمان میں یہ بھی لکھوایا، کہ جو لڑکا کم سنی میں اپنے وطن سے اغوا کر لیا گیا ہو وہ بالغ ہو کر واپس آئے، اور ثبوت میں اپنی صغر سنی کی بوسیدہ پوشاک بھی پیش کرے تو شہادت کے بغیر وہ اپنے مورث کے ترکہ کا حقدار نہیں ہوسکتا

(۷۸۷) بروایت دارمی ... امیرالمومنین نے فرمایا، الفاظ " صدقہ " اور " عتق " زبان سے نکلتے ہی ان کا نفاذ ہو گیا،

(مترجم: عتق بمعنی غلام آزاد کرنا اور عتق کا تعلق ترکہ سے بھی ہے۔ یعنی آزاد کردہ غلام کا تمام مال اسی کے مالک کا ہوگا جس کے لئے مصطلح لفظ " ولا " ہے)

شش ؟ ؟ ولی اللہ فرماتے ہیں، کہ ان دونوں الفاظ کا اطلاق (اپنے اپنے مورد پر) پوری طرح موثر ہوگا نہ یہ کہ زبان سے کہنے کے بعد انہیں پھر واپس لے لیا جائے،

غلام کی وِلا

(۷۸۸) بروایت دارمی ... حضرت عمر نے فرمایا، کہ آزاد مرد کنیز سے ــــ اور غلام مرد زن آزاد سے نکاح کرے، تو ان دونوں کا مولود نصف آزاد ہوگا،

(۷۸۹) ایضاً بروایت دارمی ... امیرالمومنین عمر، جناب علی اور حضرت زید (بن ثابت) ہر سہ اصحاب فرماتے ہیں کہ آزاد کردہ غلام کا مال اصل مالک کے ان ورثا کا حق ہے جو مالک کے قریبی ذوی الفروض سے ہوں، باستثنائے آزاد کنندہ کی بیوی کے، آزاد عورت ایسے غلام کے مال کی حقدار ہے، جسے وہ خود آزاد کرے یا غلام سے مکاتبہ کرے

(مکاتبہ بمعنی غلام سے آزادی کی شرط ہے، مگر جب تک ایسا غلام خود پر عائد کردہ شرائط کی تکمیل نہ کرے بدستور اپنے مالک کی ملکیت ہے ــــ (مترجم)

(۷۹۰) وایضاً بروایت دارمی ... امیرالمومنین عمر، جناب علی، اور حضرت زید (بن ثابت)

فرماتے ہیں کہ اگر فرزند نے اپنا مملوک آزاد کیا، (اور وہ ؛ فرزند) آزاد کردہ غلام کے مال (ولاء) پر قبضہ کرنے سے قبل فوت ہوگیا تو اس مال کا وارث متوفی (فرزند) کا باپ ہے

(۷۹۱) بروایت دارمی . . . حضرت عمر نے فرمایا، جب آزاد عورت غلام سے عقد کرے، اور اس کے ہاں فرزند متولد ہو، تو یہ لڑکا اپنی [illegible] سے آزاد ہونے کی وجہ سے آزاد ہوگا، اور اس کا ترکہ اس کی والدہ اور والدہ کے قرابت داروں کا ہوگا۔ اور اگر اس کا والد بھی آزاد ہو جائے تو اس مولود کا ترکہ والد کی طرف لوٹے گا،

(۷۹۲) وایضاً بروایت دارمی . . . ایک شخص نے امیرالمومنین سے عرض کیا، کہ جب میرے وارث کلالہ ہوں تو کیا میں ان کے لئے اپنے نصف مال کی وصیت کر سکتا ہوں، آپ نے انکار فرمادیا، سائل نے $\frac{1}{3}$ سے لے کر $\frac{1}{10}$ (ثلث $\frac{1}{3}$، ربع $\frac{1}{4}$، خمس $\frac{1}{5}$، سدس $\frac{1}{6}$، سبع $\frac{1}{7}$، ثمن $\frac{1}{8}$، عشر $\frac{1}{10}$) تک کے لئے عرض کیا، فرمایا البتہ $\frac{1}{10}$ کی وصیت مناسب ہے

ش: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، شعبی سے ایک روایت میں منقول ہے، کہ جاہلیت میں وصیت کا عام معمول $\frac{1}{5}$ اور $\frac{1}{4}$ تک تھا، جس کی انتہا ، الانتہا $\frac{1}{3}$ تھی

(۷۹۳) بروایت دارمی ایضاً . . . امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا، وصیت میں حجت موصی کا آخری قول ہے،

در مسائل متفرق

مشتمل بر (۷۵) روایات از نمبر (۷۹۴) ــــ تا ــــ (۸۶۲)

(۷۹۴) بروایت امام مالک

جزیرۃ العرب سے مراد حجاز اور یمن کا ملک

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۂ
وسلم قال لا یجتمعان	عرب میں اسلام کے ساتھ کسی اور ملت کا
دینانِ فی جزیرۃ العرب	اجتماع نہ چاہیئے

اور امیر المومنین عمر فاروق نے اپنے عہد میں جب اِس حدیث کی مصلحت پر غور فرمایا، تو آپ کو اس کی معنویت پر تسکین خاطر ہوگئی کہ "واقعی جزیرۂ عرب میں اسلام کے ساتھ کسی اور ملت کا اجتماع نہ چاہیئے"

امام مالک فرماتے ہیں

اب حضرت عمر نے نجران و فدک اور خیبر ہر سہ مقامات کے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا

البتہ!

أ۔ یہودِ خیبر کو بلا معاوضہ چیزے ملک بدر کر دیا

ب۔ " فدک کو ان کے حصہ (نصف) کی اراضی و باغات کا زرِ بدل مندرجہ ذیل صورت میں پورا ادا فرما دیا، کچھ سونا، کچھ چاندی، بقیہ دیں) اونٹ اور ان کے پالان وکمبل اور باندھنے کی رسیاں (ان تمام اجناس کو قیمت میں محسوب کر دیا)

امیر المومنین نے ان (ارباب فدک) کے ساتھ یہ خصوصیت اس لئے برتی، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں انکی اراضی و باغات پر نصف بٹائی کے بالعوض برقرار رکھا تھا

شہر مکّہ پر مدینۃ النبی کی برتری

(۷۹۵) بروایت امام مالک . . . سفرِ مکہ میں ایک منزل میں حضرت عمر کے غلام (جناب) سالم حضرت عبداللہ بن عیاش المخزومی کے پاس گئے، اس وقت ان کے سامنے نبیذ رکھی تھی

جناب سالم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبیذ تو امیرالمومنین کو بھی مرغوب ہے۔ جسپر ابن عیاش نے ایک قدح بھر کر حضرت عمر کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے پیتے ہوئے فرمایا، بہت خوش ذائقہ ہے! اور اس میں سے کچھ اپنے دائیں طرف ایک صاحب کو عنایت فرمادی

حضرت عبداللہ واپس جارہے تھے کہ امیرالمومنین نے انہیں لوٹا کر دریافت فرمایا، سنا گیا ہے آپ مکہ (معظمہ) کو مدینہ (منورہ) پر فضیلت دیتے ہیں؟ عبداللہ ــــ نے عرض کیا ــــ جی ہاں! میں نے اتنا تو ضرور کہا ہے، کہ "مکہ معظمہ میں اللہ کا حرم ہے، وہ مامن ہے اور اس میں خدا کا گھر ہے" امیرالمومنین نے فرمایا، میں آپ سے وہاں کے حرم اور بیت اللہ کے متعلق دریافت نہیں کرتا، بلکہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں، کیا (واقعی) "آپ مکہ کو مدینہ پر فضیلت دیتے ہیں؟" حضرت عبداللہ نے پھر وہی عرض کیا "ــ جی ہاں! میں نے اتنا تو ضرور کہا ہے کہ "مکہ معظمہ میں اللہ کا حرم ہے، وہ مامن ہے، اور اس میں خدا کا گھر ہے"! یہ سنکر حضرت عمر نے بھی اپنے وہی الفاظ ارشاد فرمائے، کہ "میں تو دریافت کرتا ہوں کیا (واقعی) آپ مکہ کو مدینہ پر فضیلت دیتے ہیں؟" اور اس کے بعد امیرالمومنین اس مقام سے آگے بڑھ گئے

(مترجم: اس گفتگو میں حضرت عمر کے مدنظر یہ تھا، کہ مکہ معظمہ کے مقامات عبادت سے قطع نظر شہر پر مدینۃ النبی کو فضیلت حاصل ہے۔ واللہ اعلم!)

وباء زدہ سرزمین

(۷۹۶) بروایت امام مالک . . . . (روایت نمبر (۸) کے حاشیہ پر متن و ترجمہ دونوں منقول ہیں)

(۷۹۷) ایضاً بروایت امام مالک . . . حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں، کہ جناب ابن عوف کی روایت (دربارۂ وباء زدہ سرزمین . . . . .) سنکر امیرالمومنین تمام لوگوں ــــ کے ہمراہ (مقام رکبہ سے) واپس مدینہ تشریف لے آئے،

(۷۹۸) بروایت امام مالک . . . امیرالمومنین عمر نے فرمایا، کہ (خطۂ حجاز کے) رکبہ[1] کا ایک گھر مجھے ملک شام کے دس گھروں سے زیادہ محبوب ہے

---

[1] نام موضع درمیان غمرہ وذات عرق در حجاز (النہایۃ لابن الاثیر: مترجم:)

امام مالک فرماتے ہیں، حضرت عمر کا یہ ارشاد اس بنا پر ہے کہ خطۂ شام وبا کی آماجگاہ بن رہا تھا، اور حجاز میں وبائی اموات کا خطرہ کم ہے جس سے زندگی میں کچھ نہ کچھ بقا ہو سکتی ہے

(۷۹۹) ایضاً بروایت امام مالک .... امیر المومنین — سے اس آیت کے معنی کے لئے عرض کیا گیا

واذ اخذ ربك من بني	یاد کیجئے وہ ساعت! جب آپ کے رب نے
آدم من ظهورهم [۱]	تخلیق آدم کے بعد اسکی پشت سے اولاد آدم
ذريتهم واشهدهم على	کی رُوحیں حاضر فرماکر ان سے فرمایا "کیا میں تمہارا
انفسهم الست بربكم؟	پروردگار نہیں؟" سب روحوں نے اقرار کرلیا
قالوا بلى! شهدنا ان	پس ہم (اللہ) نے خود ہر ابن آدم کو اس کے
تقولوا يوم القيامة انا	نفس پر گواہ بنا لیا کہ مبادا وہ قیامت کے روز
كنا عن هذا غافلين (۷:۷)	اس سے اپنی بے خبری کا اظہار نہ کرنے لگیں!

حضرت عمر نے فرمایا، ہاں! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اس آیت کے معنی دریافت کیے تو فرماتے ہیں!

فقال رسول الله صلى الله	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ خلق
عليه وسلم ان الله تبارك وتعالى	آدم کے بعد خداوند تبارک وتعالیٰ نے آدم کی پشت
خلق آدم ثم مسح ظهره	پر اپنا دایاں ہاتھ مَس فرمایا، اور اس پر ان کی
بيمينه فاستخرج منه ذرية	ذریت کا بے شمار — حصہ نظر آیا، خدا تعالےٰ
فقال خلقت هولاء للجنة	نے فرمایا، یہ لوگ میں نے جنت کے لئے خلق
وبعمل اهل الجنة يعملون	فرمائے ہیں، اس لئے کہ ان کے اعمال ہی نیک ہونگے

---

[۱] مترجم: جبؔ من ظهورهم ذريتهم — کے سے الفاظ حدیث میں آجاتے ہیں، تو ہم لوگ اسقدر کیوں چونک اٹھتے ہیں؟ اگر مجھے یہ سمجھانا دشوار ہے تو!

سہ گوش کن پند اے پسر از بہر دنیا غم مخور
نعمتت چوں در حدیثے گر تو دانی دار گوش!

ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرية فقال خلقت هؤلاء للنار وبعمل اهل النار يعملون

پھر اللہ پاک نے حضرت آدم کی پشت سے دست مبارک مس فرمایا اور پہلے کی طرح انکی ذریت کا یہ شمار طبقہ نظر آنے لگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، انہیں میں نے دوزخ کے لئے خلق فرمایا، کیونکہ یہ بدنصیب کام ہی ایسے کریں گے

اس موقعہ پر!

فقال رجل یا رسول اللہ ففیم العمل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ اذا خلق العبد للجنۃ استعملہ بعمل اهل الجنۃ حتی یموت علی عمل من اعمال اهل الجنۃ فید خلہ الجنۃ

ایک شخص نے عرض کیا اے خدا کے رسول! توفیق عمل کا محرک کیا ہے؟ — فرمایا! اللہ تعالیٰ جسے جنت کا حقدار سمجھتا ہے، اُسے ویسے ہی اعمال کی توفیق فرما دیتا ہے، جس سے وہ جنت کا حقدار پایا جاتا ہے

اسی طرح اہل النار کا معاملہ ہے!

واذا خلق العبد للنار . . . .

استعملہ بعمل اهل النار حتی

یموت علی عمل من اعمال . . . .

النار فید خلہ النار . . . .

(۸۰۰) بروایت امام ابو حنیفہ . . . امیرالمومنین نے جابیہ (نواح مکہ معظمہ) کے خطبہ میں (یہ بھی) فرمایا،

ان اللہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء

جو شخص گمراہ ہونا چاہے، اور جو کوئی ہدایت یاب ہونا پسند کرے اللہ اُسے ویسی ہی توفیق دیدیتا ہے { مجمع میں غیر مسلم بھی موجود تھے }

ایک مجوسی نے قریب کے ساتھیوں سے پوچھا، "امیرالمومنین کیا فرما رہے ہیں؟ کسی کاهن نے اسی ارشاد کا اعادہ فرما دیا، راهب نے کہا " اللہ تعالیٰ کا عدل یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ از خود کسی کو گمراہ کرے! حضرت عمر نے راهب کا اعتراض سنکر فرمایا، " آخر تجھے بھی تو اللہ تعالیٰ نے

گمراہ کرہی دیا ہے، ـــ سوگند! بخدا، اگر تو ذمی نہ ہوتا، تو تیری اس گستاخی پر میں تجھے سخت سزا[۱] دلواتا،

(۸۰۱) بروایت امام ابو القاسم ـــ الطلحی[۲] (درکتاب الحجۃ فی بیان المحجۃ ... (بحسب روایت نمبر (۸۰۰) باضافہ ـــ! "اللہ تعالیٰ نے جس وقت عالم کو مخلوق فرمایا، ان میں ایک طبقہ جنّت کا مستوجب تھا، اُس نے ویسا ہی عمل بھی کیا، دوسرا طبقہ دوزخ کا مستوجب تھا، اُس نے اسی قسم کا چلن پکڑا، جو جس منزل کے قابل تھا۔ اسی پر جادہ پیما ہُوا

راوی (حضرت عبداللہ بن حارث) فرماتے ہیں، امیرالمومنین کا خطبہ سُنکر جب لوگ واپس لوٹے تو کسی شخص نے تقدیر پر گفتگو کرنا گوارا نہ کیا!

ذم الـرأى

(۸۰۲) وایضاً بروایت امام ابو القاسم .... امیرالمومنین حضرت عمر نے خطبہ میں فرمایا،

اے مسلمانو!

"ـــ اصحاب الرأی دشمنانِ سنّت ہیں، ان کا (مجرد) اپنی رائے پر تکیہ بدیں وجہ ہے کہ حدیث انہیں حفظ نہیں ہو سکتی، اس لئے وہ حدیث سے بھاگتے ہیں۔ لیکن جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو شرم میں ڈوب کر اپنی برتری قائم رکھنے کے لالچ میں یہ تو ان کی زبان پر آتا نہیں، کہ ہم اس مسئلہ سے ناواقف ہیں، اس لئے سنّت کی بجائے اپنی رائے سے فتویٰ ارشاد فرما دیتے ہیں وہ خود تو گمراہ تھے ہی مگر اب دوسروں کو بھی لے ڈوبے!

میں اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ اختیار میں عمر کی جان ہے، کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رائے محض سے مستغنی ہونے کا پورا سامان فراہم نہ فرمایا، نہ تو رسالتمآب صلوات اللہ رحلت فرما ہوئے اور نہ وحی کا سلسلہ ہی

---

[۱] مترجم: اصل لفظ "لضربت عنقك" (یعنی "میں تیری گردن اُڑا دیتا") ہے لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ جرم واجب القتل نہ تھا، اس لئے امیرالمومنین کا یہ فرمانا عام عادت کے مطابق ہے،

[۲] اسمٰعیل بن محمد اسمٰعیل بن محمد ـــ بن طلحہ ـــ التیمی الطلحی الکوفی ـــ (تہذیب التہذیب)

منقطع ہوا — (آپ لوگ غور تو کیجئے کہ) اگر دین میں رائے ہی کا دخل ہوتا، تو وضو میں خُف (چرمی موزہ) پر مسح کا حکم تلوے کی طرف ہوتا،

(اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح خُف کا حکم اوپر کے حصہ میں فرمایا ہے: مترجم:)

پس! اے مسلمانو! ایسے بدفہم فلاسفہ سے خود کو محفوظ رکھو!"

ناتوانی با جماعت یار باش

(۸۰۳) وایضاً بروایت امام ابوالقاسم . . . اور امیرالمومنین . . . نے[۱] جابیہ کے خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ — "حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

من اراد بُحْبُوحَۃ الجَنّۃ	جو شخص جنت کا متلاشی ہے، اسے جماعت سے
فعلیہ بالجماعۃ فان	مل کر رہنا چاہیئے ورنہ اس کا تنہا رہنا اُسے
الشیطان مع الفذ	شیطان کے ساتھ لگا دے گا

(اصحابِ لغت نے "بُحْبُوحَۃ الجنۃ" کے معنی" وسط جنت"— "الفذ" کے معنی تنہائی لکھے ہیں)

قرآن کلام اللہ القدیم ہے (حادث نہیں)

(۸۰۴) وایضاً بروایت امام ابوالقاسم . . . حضرت عمر نے برسر منبر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ ہی کا کلام ہے

(۸۰۵) وایضاً بروایت امام ابوالقاسم . . . امیرالمومنین — کے حضور ایک دہقان حاضر ہو کر عرض گذار ہوا، مجھے دین سکھائیے! آپ نے فرمایا

---

[۱] (مترجم:- یہ ہیں امیرالمومنین عمر بن الخطاب! جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جمع حدیث کی بنیاد کھُدوادی! موجودہ دور کے ایسے کہنے والے اصحاب الرائے اس الزام کے مورد تو نہیں ہو سکتے، کہ انہیں احادیث حفظ نہیں رہتیں — مگر اتنا ناگزیر ہے کہ علم حدیث تو بڑی چیز ہے وہ سرے سے عربی زبان تک سے از آ— و— ابداً مستغنی ہیں — اور منزل عشق و محبت میں ایسے سرو نغمہ کے حدی خواں، کہ آج تک وہ کسی رہرو کے زیر لب بھی تو بر سر در نہیں آیا!

خداوندا! — ایں مطرب از کجاست کہ ساز عراق ساخت
وآہنگ باز گشت ز راہ حجاز کرد

ا۔ زبان سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا اقرار کرو!

ب۔ قیام صلوٰۃ و عطائے زکوٰۃ و ادائے حج و روزۂ رمضان کا التزام رکھو!

ج۔ ظاہر شریعت کے مقابلہ میں باطنیت سے اجتناب کرو!

د۔ ہر اس ارتکاب سے پرہیز کرو جس پر تمہارا ضمیر تمہیں ملامت کرے

اے دہقانی! جب اِن پابندیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تمہاری ملاقات ہو اور وہ تم سے سوال کرے تو عرض کرنا کہ عمر نے مجھے یہ تلقین کی تھی!

عذاب قبر

(۸۰۶) وایضًا بروایت امام ابو القاسم . . حضرت عمر سے روایت ہے کہ

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتعوذ من عذاب القبر	جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگتے (مترجم: تعلیمًا)

نکیرین

(۸۰۷) وایضًا بروایت امام ابو القاسم . . .

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے

عن عمر بن الخطاب قال قال	آنحضرت صلعم نے فرمایا (اے عمر!)
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف	جب تمہارا آخری بسیرا (قبر) میں ہوگا، او نکیرین
انت اذا کنت فی اربعۃ اذرع	تمہارے سامنے کھڑے ہونگے؟ عرض کیا، اے
فی ذراعین ورأیت منکرًا	رسول خدا! منکر و نکیر کیا ہیں؟ فرمایا (۲) ایسے
ونکیرًا قال قلت یا رسول اللّٰہ	قوی ہیکل (فرشتے) ہیں جو ہر شخص کی قبر میں آئینگے
وما منکر ونکیر؟ قال فتانا	وہ قبر کو اپنے دانتوں سے کھود رہے گے ان کے
القبر یبحثان الارض بانیابہما	جسم کے بال ان کے قدموں تک لٹکتے ہوں گے
ویطآن فی اشعارہما اصواتہما	آواز میں رعد کی سی کڑک اور آنکھوں سے بجلیاں
کالرعد القاصف وابصارہما کالبرق	کوندتی نظر آئینگی
الخاطف، معہما مرزبۃ لو اجتمع	ان کے ہاتھوں میں اس قدر گرانبار گرز ہونگے

عربی	اردو
عليها اهل منى لم يطيقوا	کہ اگر منی (حاجیوں کا مجمع) بھی چاہے تو اس
ولهما هي ايسر عليهما	(گرز کو) نہ اٹھا سکے مگر ان کے لئے وہ معمولی عصا
من عصاى هذه!	سے بھی ہلکا ہوگا
قال قلت يا	عمر نے عرض کیا، یا رسول! کیا میں اس وقت
رسول الله وانا	اسی حالت (ثبات ایمان وعمل) میں ہونگا، رسول اللہ
على حالى هذه؟	نے فرمایا بے شک تم اس وقت اسی حالت (ثبات
قال نعم! قلت	ایمان وعمل) میں ہوگے! یہ سنکر حضرت عمر نے عرض
اذاً اكفيكهما	کیا، تب مجھے ان سے کوئی گزند نہ پہنچے گا [1]

مقصدِ بعثت

(۸۰۸) ایضاً بروایت امام ابوالقاسم...

عربی	اردو
عن عمر بن الخطاب قال	حضرت عمر سے روایت ہے
قال رسول الله صلى الله عليه	آنحضرت صلعم نے فرمایا، میری بعثت سے مقصود
وسلم بُعثتُ داعيا ومبلغا	دعوت وتبلیغ ہے کسی کو ہدایت یاب کرنا میرے
ليس الىّ من الهدى شئ	اختیار میں نہیں،
وخلق ابليس مزيّناً	اور ابلیس کا کام انسان کے سامنے بدی
وليس اليه من	کو حسن وجمال کا جامہ پہنا کر پیش کرنا ہے گمراہ
الضلالة	کرنا اس کے بس میں نہیں [2]

محض تقدیر پر بھروسہ اور تدبیر سے غفلت

(۸۰۹) وایضاً بروایت امام ابوالقاسم...

---

[1] بحوالۂ آیت — "انك لا تهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين" (۲۸: ۲۶) — (اے پیغمبر! کسی کو ہدایت یاب بنانا تمہارے اختیار میں نہیں، اللہ تعالی ایسے لوگوں کو خوب جانتا ہے جن کا ہدایت میں حصہ ہے،

بقیہ حاشیہ برصفحہ ۳۰۶

عن عمر بن الخطاب	حضرت عمرؓ سے مروی ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمانو!
وسلم لاتجالسوا اصحاب	جو لوگ خود کو محض تقدیر کے بس میں سمجھتے ہیں اُن کی
القدر ولاتفاتحوهم	صحبت و مکالمہ سے خود کو بچاتے رہو،

(۸۱۱) بروایت امام احمد بن حنبل . . . ہشیم — حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی تمجید و تعریف کے بعد مسئلہ "رجم" (سزائے زنا) کے متعلق فرمایا

"اُے مسلمانو! مبادا، تمہیں کوئی شخص فریب دیکر رجم (سنگسار کردن زانی را) کی بجائے صرف جلد (دُرّے) کی تلقین پر اُتر آئے"

بلکہ! اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود میں رجم مقررہ سزا ہے، سوگند بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً نافذ فرمایا، اور آپ کے بعد ہم نے اس پر عمل کیا، اے مسلمانو! اگر مجھے اس اعتراض کا خوف نہ ہو، کہ لوگ کہیں گے عمرؓ نے کتاب اللہ میں، وہ آیت لکھ دی جسے مرسل الیہ رسول صلعم ہی نے منسوخ التلاوۃ فرما دیا تھا تو میں یہ آیت ان الفاظ ("وشہد عمر بن الخطاب") کے ساتھ مصحف کے حاشیہ پر لکھوا دیتا

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۳۰۵)

بمصداقِ آیات — "وعاداً وثموداً وقد تبین لکم من مساکنھم وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل" (۲۹ : ۳۸) — (اور اے پیغمبرؐ) قوم عاد اور ثمود (دونوں کا) حشر واضح ہے، اُن کی تباہ شدہ بستیوں پر سے تم گذر ہی چکے ہو، انھوں نے اپنی بربادی خود اپنے ہاتھوں سے کی، شیطان ان کے بُرے کردار کی تحسین کرتا رہا۔ اور وہ اس کے فریب میں آکر ہدایت کی راہ کھو بیٹھے)

شیطان کا کسی کے بُرے چلن کو اُسے خوشنما کر کے دکھانے میں سورۂ انفال کی آیت نمبر (۵۰) پر نظر ڈالئے "— لا غالب لکم الیوم من الناس —" (اے! تم لوگوں پر اس زمانہ میں کون فتح حاصل کر سکتا ہے!) یہ واقعہ غزوہ بدر کے مبادی کا ہے — مگر جب اس نے مکہ والوں کو شکست کے قریب دیکھا، تو "انی بریٔ منکم" کہہ کر ایک طرف ہو گیا، صدق اللہ و رسولہٗ! — "ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین" (۲ : ۱۶۳) — دیکھو! شیطان کی باتوں میں نہ آجاؤ، وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے!) مترجم

اور یہی روایت ہشیم ـــ (راوی مذکور) نے حضرت ابن عباس کی بجائے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے مندرجہ ذیل اضافہ کے ساتھ بیان فرمائی ہے، کہ

. . . . . . لیکن وہ زمانہ بھی آئے گا، کہ ایک طائفہ ان حقائق سے انکار کردیگا، یعنی رجم سے، دجال سے، شفاعت سے، عذاب قبر سے

اور ایک گروہ اس سے منکر ہو جائے گا، کہ قیامت کے دن تعذیب کے بعد کسی کو دوزخ سے نکالا بھی نہ جائے گا!

حُسنِ پوشش

(۸۱۱) بروایت امام مالک . . . . امیرالمومنین نے فرمایا: اے کاش! خوانندۂ قرآنِ پاک کا لباس بھی سفید ـــ (بے داغ بمثل قرآن) ہو

تیسیر مالی میں؟

(۸۱۲) بروایت امام مالک . . . اور آپؓ نے فرمایا، اے مسلمانو! اگر مالی وسعت میسر ہو تو کھانے پہننے میں بھی خرچ کرلیا کرو،

؛مبرِ ریاست کا لباس

(۸۱۳) بروایت امام مالک . . . حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں۔ حضرت عمر جب امیرالمومنین کے درجہ پر پہنچ گئے۔ آپ کے کرتے کی پشت میں تہ بہ تہ (۳) تختگی کا پیوند لگا ہوا میں نے دیکھا، مصفّٰی میں شاہ ولی اللہ ـ ـ روایات نمبر ۸۱۳ پر فرماتے ہیں ـــ "وجہ جمع درمیانِ این احادیث، اختلافِ درحالۂ متغائر است ـــ اگر اختیارِ لباس دُرشت و رکیک بنا بر بخل است یا برائے ریاست تا مردم او را قانع گمان کنند پس این ممنوع است البتہ! ـــ و اگر برائے غرضے باشد کہ بدون آں حاصل نشود ـــ یا برائے تعلیم صفت قناعت و زہد مردم باشد ـــ یا علاجِ نفسِ خود از رذیلۂ عُجب و کبر باشد پس آں مستحسن و مرغوب است ـ"

لہ مترجم: غالباً مسئلہ خلود نار پر سب سے پہلے امام ابن تیمیہ ـــ نے اعتراض کیا، یہ کہ خلود ـــ کے معنی دوام و استمرار نہیں، بلکہ طول مدت ہے۔ اور بالآخر اہل النار کو دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔

امیر اور مامور دونوں کے لئے حریر منع ہے

(۸۱۴) بروایت امام مالک ... مسجد (نبوی) کے صدر دروازہ پر ایک یمنی پارچہ فروش کے پاس ریشمی چادر تھی۔ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اگر جناب اسے خرید فرمالیں تو جمعہ کے روز اور باہر سے آنے والے وفود کی باریابی پر استعمال ہو!"

.... فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انما یلبس ھذا من لاخلاق لہ فی الاٰخرۃ — آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ریشمی لباس ان لوگوں کے لئے مباح ہے جن کے لئے آخرۃ کی نعمتیں حرام ہیں

لیکن کچھ دنوں بعد اسی قسم کی چادر غنیمت میں آگئی جسے رسول اللہ نے حضرت عمر کو عطا کیا چاہا۔ آج آپ نے یہ عرض کیا "یا رسول اللہ! چند یوم تو گذرے ہی ہیں کہ اسی قسم کی چادر پر آپ نے ایسا ـــ فرمایا تھا۔ اور آج وہی چادر حضور مجھے عنایت فرمانا چاہتے ہیں؟" آنحضرت نے فرمایا، "اے عمر! اس عطا سے مقصد یہ تو نہیں کہ تم خود اسے استعمال کرو!" حضرت عمر نے یہ عطیہ قبول کر لیا اور بعد میں اسے اپنے اس بھائی کو بھیج دیا جو ہنوز مکہ معظمہ میں تھا اور ابھی مسلمان نہ ہوا تھا

آدابِ طعام میں توسع

(۸۱۵) بروایت امام مالک ... جناب عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان ہر سہ حضرات کھڑے کھڑے پانی نوش فرما لیتے

عوام اور امام وقت کی معیشت میں مساوات

(۸۱۶) بروایت امام مالک ... امیر المومنین دسترخوان پر بیٹھے، روٹی کے ساتھ گھی تھا ایک دہقان اُدھر سے گذرا، آپ نے اُسے بھی شریک طعام فرمالیا، دہقان نے تیزی سے کھانا شروع کردیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے پیالہ بھی صاف کر گیا۔ حضرت عمر نے پوچھا، اے دہقان! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم اس وقت اشتہا سے پریشان تھے؟ عرض کیا "صاحب! مجھے تو فلاں وقت سے کھانے کو کچھ میسر نہیں آیا!" ـــ یہ خشک سالی کا زمانہ تھا۔ امیر المومنین نے عہد کیا،

لا آکل السمن حتی یحیی جب تک گذشتہ سالوں کی طرح بارش نہ ہوگی
الناس من اول ما یحیون میں کھانے میں گھی استعمال نہ کروں گا

(۸۱۷) ایضاً بروایت امام مالک .... امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے دستر خوان میں ایک صاع کھجوریں تھیں، آپ تر و تازہ کے ساتھ خشک خرمے بھی تناول فرماتے

ٹڈی کی حلت

(۸۱۸) ایضاً بروایت امام مالک ... حضرت عمر نے فرمایا، اگر ٹڈی کا قدح میسر ہو تو میں ضرور کھاؤں[1]

(۸۱۹) بروایت امام مالک ... امیرالمومنین ــــــ نے فرمایا، گوشت خوری میں نفس کو قابو میں رکھو، کیونکہ "گوشت را تاثیرے ہست در نفوس مانند تاثیر شراب" (مصفّٰی)

قوم کی غربت میں بعض جائز و حلال اشیاء کا ترک

(۸۲۰) بروایت امام مالک ... حضرت جابر بن عبداللہ اپنے ہمراہ گوشت کی گٹھڑی اٹھائے چلے آرہے تھے امیرالمومنین جناب عمر نے دریافت فرمایا تو ــــ جابر نے کہا، "اس گٹھڑی میں گوشت خوری کی ہوس بندھی ہے۔ جسے میں نے ایک درہم میں خریدا ہے" حضرت عمر نے فرمایا افسوس! آپ لوگوں نے غریب پروری یا نادار حبیب زاد بھائی کے تکفل سے منہ موڑ کر اپنے نفس کی خواہش تو پوری کر لیتے ہو، اے جابر! کلام مجید کی یہ آیت تم بھول ہی گئے!

---

[1] ٹڈی کی حلت :الکافی ــــــ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا، تو امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی یہ روایت (توافق) مل گئی "ــــ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قال امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ الجراد ذکی کلہ فاما ما ھلک فی البحر فلا تاکلہ (الفروع من الکافی جلد ۲ باب الجراد)
(امام ابوعبداللہ :جعفر صادق ؛ فرماتے ہیں، امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ٹڈی (الجراد) اپنے تمام اعضا سمیت حلال ہے، الّا جو (ٹڈی) پانی میں گرنے سے مرگئی ہو اُسے مت کھاؤ :
الکافی ــــــ شیعہ حضرات کے "اصول اربعہ" میں درجہ اوّلیت و اولویت پر ہے، (واصول اربعہ بمعنی (۴) کتب اصول دین جس طرح اہلِ سنّت میں صحاح ستّہ ہیں) : مترجم :

اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم | تم نے تو اپنا نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں
الدنیا واستمتعتم بھا (۲۰:۴۶) | پورا بھر لیا

زبون حالی پر اظہار شکوہ انسانیت کی تذلیل ہے

(۸۲۱) بروایت امام مالک .... (از حضرت انس بن مالک) امیرالمومنین عمر نے ایک صاحب کے سلام پر جواب سلام کے بعد فرمایا، آپ کیسے ہیں؟ اُس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا، الحمد للہ ـــــ! فرمایا، جزاک اللہ! آپ سے ایسے ہی انداز میں اظہار شکر کی توقع تھی،

تثبیت حدیث

(۸۲۲) بروایت امام مالک .... (حاشیہ روایت نمبر ۸۰ میں نقل ہوئی اِلّا باضافہ دیں الفاظ کہ حضرت عمر نے ابوموسیٰ اشعری سے فرمایا، اے ابوموسیٰ! آپ کو متہم کرنا مقصود نہ تھا، بلکہ مجھے خطرہ ہے کہ مبادا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام شروع کر دیں![1]

---

[1] حضرت عمر کی خداداد فراست نے اندازہ کر لیا کہ ایک گروہ ہر خوشنما جملہ کو رسول اللہ صلعم سے منسوب کرے گا، اور صدر اول ہی میں یہ مصیبتیں آئیں مسلمان وضع حدیث کرنیوالوں کے دوش بدوش غیر مسلم و اسلام نما بھی در آئے، اور ایک طوفان برپا کر دیا ـــ حتیٰ کہ!

ع یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت

راویوں کے حسن و قبح اور ان کے الفاظ روایت کی تنقیح و تنقید کے لئے ایسا مکتب قائم ہو گیا جس نے ایک ایک راوی کے سلسلۂ اسناد و الفاظ حدیث کو پرکھ کر

ع کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

اور یہ لوگ ارباب جرح و تعدیل کہلائے۔ جنکی تحقیق موشگافیوں نے موجودہ دور کے محققین (مغرب) کو حیرت میں ڈال رکھا ہے، کہ تمام اصحاب مذاہب میں کسی مشرب کے اعاظم و اکابر میں، اس قسم کی معمولی سی کتاب بھی نہ ملے گی، مگر محدثین نے لاکھوں راویوں کے حالات اس تکمیل سے منضبط کر دیئے کہ ان کی ہمت و قوت حفظ و ملکۂ تحریر و فن تدوین دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ـــ پھر لفظ محدث جو آج اس قدر عام سمجھا جاتا ہے انکا

بقیہ بر صفحہ ۳۱۱

۲۱۰ [illegible] تنقید

اطلاق ہوتا ہے اس عالم حدیث پر، جو ایک لاکھ راویوں کے پورے حالات اور اُن کے بیان کردہ روایات کے پورے متون کے حُسن و قبح سے کما حقہٗ آگاہ ہو، امام بخاریؒ کا واقعہ مشہور ہے جو ان کی نوعمری میں بغداد میں پیش آیا، بایں ہمہ ہر محدث صاحب جرح و تعدیل نہیں ہو سکتا، بہ کمال محدثیت کے بعد ایک اور درجہ ہے اور اس درجہ میں پھر اور درجے ہیں، سب سے اعلیٰ درجہ اُن ناقدین حدیث کا ہے جنکی سند کے بغیر حدیث قابل قبول نہیں ہوسکتی ؛

دنیائے علم و فن میں محک و تنقید میں جس قدر سختی ناقدین حدیث نے کی، اسکی نظیر محال ہے، سرا کے معتبر اور معتمد اور متقی اور عالم دین کو ذرا سی فرد گذاشت پر ہمیشہ کے لئے "متروک فی الحدیث" ٹھہرا کر راندۂ درگاہ کر دیا (واقعات مشہور ہیں) ــــ بعض ایسے پرہیزگار جن کے تقویٰ و تقدس کی شہرت اس حد تک ہے، کہ ناقدین فن حدیث کو بھی اس کا اعتراف ہے لیکن ان کے ہاں اتنا ہی کافی نہیں، کہ وہ شخص صرف اتقا کا نمونہ ہو یا اس کی قوت حفظ و ضبط میں لغزش کا شائبہ تک نہ پایا جائے، بلکہ اس قسم کے تمام صفات کے ساتھ وہ جرح و تعدیل رواۃ سے اس حد تک باخبر ہو، کہ اس مکتب کے شیوخ اعلیٰ نے اُسے بہ سند و اجازہ بھی دے دیا ہو، مثلاً حافظ ابونعیم اصبہانی دیکھئے ہیں، کہ حفظ و ضبط و تقویٰ و حسن عقیدہ ہر ایک صفت سے بہرہ مند ہیں جسپر انہیں ثقہ تو سمجھا گیا، مگر انکی یہ ثقاہت صرف سرد روایت تک محدود ہے، نہ کہ نقد و محک کے حدود تک مستند ہی وجہ ہے، کہ ان کو مدوّن حلیۃ الابرار پر ارباب نقد متفق نہ ہوسکے (وقال فیہ) ــــ "فان ابا نعیم روی کثیراً من الاحادیث التی ھی ضعیفۃ بل موضوعۃ باتفاق علماء اھل الحدیث السنۃ والشیعۃ وھو ان کان حافظ ثقۃ کثیر الحدیث واسع الروایۃ" ــــ (منہاج السنۃ لابن تیمیۃ جلد ۴ ص۱۰۰!) ــــ ابونعیم بیشک حافظ الحدیث اور کثیر الروایۃ ہے، مگر اس نے بے شمار ــــ احادیث ایسی بیان کی ہیں جو ضعیف بلکہ موضوع ہیں جن پر سنی اور شیعہ دونوں طبقہ کے علمائے حدیث کا اتفاق ہے)

احترام حدیث — اور — اجتناب سوال

(۸۲۳) بروایت امام مالک . . .

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عمر کے لئے
ارسل إلی عمر بن الخطاب بعطاءٍ	ایک عطیہ بھیجا جسے انہوں نے واپس کر دیا۔
فردّہ عمر — فقال رسول اللہ	رسول اللہ نے سبب واپسی دریافت فرمایا
صلی اللہ علیہ وسلم، لم رددتہٗ —	تو عرض کیا، یا رسول اللہ! جناب ہی نے تو فرمایا
فقال یا رسول اللہ إفدا خبرتنا	ہے کہ کوئی مسلمان کسی شخص سے کوئی شے نہ لے
أنّ خیرًا لاحدنا ان لا یأخذ	اور یہ اس کے لئے بھلائی ہے! آنحضرت نے فرمایا
من احد شیئًا — فقال لہٗ رسول	اس کا منشا یہ تھا کہ سوال کرکے نہ لے! لیکن
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ذلك	اس کے بغیر اگر ازرہ تحفہ (عطیہ) کوئی کسی کو
عن المسئلۃ — فامّا ما کان من	کچھ پیش کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
غیر مسئلۃ فانہ رزق یرزقکہ اللہ	"رزق" سمجھ کر ضرور قبول کرے!
فقال عمر بن الخطاب والذی	حضرت عمر نے عرض کیا سوگند بذات کبریا! کہ جسکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۱

اور یہی حال ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک کا ہے کہ ادّعا تو علی شرط الشیخین او علی احدہما ۔ (یعنی حاکم نے اپنی کتاب المستدرک میں جمع کردہ احادیث کے حسن و کمال میں تحدی تو یہ فرمائی کہ اس میں تمام حدیثیں (۳) صفتوں میں سے کسی ایک محک پر ضرور اتریں گی (۱) بخاری اور مسلم دونوں کی شرط پر (۲) صرف بخاری کی شرط کے مطابق (۳) صرف مسلم کی شرط کے موافق، لیکن حال یہ ہے، کہ وہ نہ صرف اس میں ناکام رہے بلکہ اب مسلّمہ ناقدین فن نے انہیں "متساہل" سے متہم کیا، یوں مستدرک کی روایات کا کچھ حصہ مدوّن کے دعویٰ کا مصداق بھی سہی) اور دوسرا گروہ وہ ہے جس نے سرے سے حجیت حدیث کا انکار کر دیا، مگر جہاں "طالب اور مطلوب دونوں ضعف" سے درماندہ ہوں، ان کی حکایت سے کیا حاصل! ان میں سے ہر فرد نے حدود شریعت کی حد بندی صرف اپنی فراست و وسعت علم تک کر رکھی ہے اور علم کا یہ حال ہے، کہ جس زبان میں قرآن نازل ہوا، اس کے مبادی تک سے بے نیازی!
امیر المومنین عمر بن الخطاب نے ایسے ہی گروہوں کے خطرہ سے ابو موسیٰ اشعری کی روایت پر تثبیت چاہی (مترجم)

نفسی بیدہ لا اسئل احدًا — قبضہ میں میری زندگی ہے، یا رسول اللہ! آپ کے
شیئًا، ولا — تیبنی شیءٌ — اس ارشاد پر اب سے نہ تو میں کسی سے سوال
من غیر مسئلۃ الا اخذتہٗ — کرونگا، اور نہ کسی کا تحفہ وعطیہ واپس کروں گا!

وہ مرض جو دوسروں کی ایذا کا باعث ہو ـــــ اور ـــــ اسکی اطاعت جس میں خدا اور رسول کا اشارہ ہو

(۸۲۴) بروایت امام مالک . . . . زن مجذوم طواف کعبہ میں مصروف تھی، امیرالمومنین عمر فاروق نے اُسے دیکھا، تو فرمایا. اے مومنۂ پاک نفس! (خدارا) تم دوسروں کی ایذا کا سبب نہ ہو! بہتر ہے کہ بیت اللہ میں آنا ترک ہی کر دو! ـــــ اور جب حضرت عمر نے انتقال فرمایا، تو کسی نے اس مومنہ سے کہا، آپ کے منع کرنے والے دنیا سے چل بسے آپ بیت اللہ میں جائیے بی بی نے فرمایا، میں جس امام کی زندگی میں اس کے جائز حکم کی تابع تھی اسکی وفات کے بعد بھی اُسی طرح مطیع فرمان ہوں،

متکبرانہ ناموں پر تنبیہ

(۸۲۵) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر سے ایک صاحب ملاقی ہوئے۔ آپ نے اُن کا نام پوچھا، تو جمرہ بتایا اور اپنے باپ کا نام شہاب! قبیلہ دریافت فرمایا تو حرقہ تھا، بستی کا نام حرۃ النار! اور خطہ ذات لظی!

(جمرہ: انگارہ، شہاب: نجم سوزندہ، حرقہ: سوختہ شدہ، حرۃ النار: آگ کی سرزمین، لظی: آتش فشاں)

امیرالمومنین نے ایسے متکبرانہ ناموں کا یہ تسلسل سنکر اُس شخص سے فرمایا، "اے صاحب! آپکی واپسی سے قبل آپکے گھر بار نذر آتش ہو چکا ہوگا!" اور ایسا ہی ہُوا

جو سرزمین سدا امراض کی آماجگاہ بنی رہے

(۸۲۶) بروایت امام مالک . . . حضرت عمر عراق تشریف لے جانے کی طیاری فرمانے لگے، تو جناب کعب الاحبار (صحابی) نے عرض کیا، وہاں کا قصد نہ فرمائیے، جہاں کے (قدیم)

لہ مترجم: یعنی " اطیعوا اللہ ورسولہ واولی الامر منکم " (۴: ۱۲)
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اسکے رسول کی تابعداری کرو۔ اور ان امرائے سیاست کی فرمانبرداری کرو جو تم جیسے مسلمان ہیں)

باشندوں میں ۹ اشخاص جادو گر ہیں، پورا خطہ زہریلے سانپوں کا گھر، اور لاعلاج امراض سے ہر کہ ومہ دائم المریض ہے

عفیفات کا چلن

(۸۲۷) بروایت امام مالک۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی ایک کنیز امیرزادیوں کی سی پوشاک پہنکر بے نقاب نکلتی، امیرالمومنین نے اپنی صاحبزادی (جناب ام المومنین) حفصہ سے فرمایا "اے بی بی! اپنے بھائی کی باندی کا چلن تو دیکھو کس بے باکی سے امیرزادیوں کی پوشاک میں بیٹھا یا گھومتی پھرتی ہے[2]"

اعتراف عجز

(۸۲۸) بروایت امام مالک۔۔۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں، امیرالمومنین عمر بن الخطاب اور میں دونوں ایک باغیچہ میں گھوم رہے تھے جس میں ایک دیوار بھی تھی، اتفاق سے آپ دیوار سے اس طرف ہو گئے اور میں دوسری طرف! اس وقت آپ خود کو تنہا پاکر فرما رہے تھے (جسے میں بھی سن رہا تھا) کہ

"اخ! اخ! عمر بن الخطاب امیرالمومنین!

اے پسر خطاب! اللہ تعالٰے سے ڈرتا رہیو! ورنہ وہ تجھے عذاب میں مبتلا کردے گا"

غیر قوموں کے ساتھ معاشرہ میں توسع

(۸۲۹) بروایت بغوی۔۔۔ حضرت عمر نے ایک نصرانی بی بی کے مشکیزہ سے وضو کیا

غیر مسلم کی تر اشیاء کا استعمال

(۸۳۰) بروایت بغوی۔۔۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ اہل کتاب کے ہاتھ کا بنا ہوا پنیر کھانا جائز ہے،

---

[1] اصل الفاظ "داء العضال" ہیں، "ھو المرض الذی یعجز الاطباء فلا دواء له" (النہایۃ لابن الاثیر، مترجم:)

[2] یہ روایت (نمبر) میں اس سے قدرے مختصر نقل ہو چکی ہے: مترجم:

ذبیحہ کا مقام ذبح

(۸۳۱) بروایت بغوی . . . حضرت عمر اور جناب ابن عباس کا متفقہ فتویٰ ہے کہ ذبح کا مقام (ذبیحہ کے) حلق — اور — نرخرہ کا وسط ہے — اور حضرت عمر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ذبیحہ کے پوری طرح ٹھنڈا ہو جانے کے بعد اسکی کھال کشی شروع کی جائے — (جس کے معنی اس کے جسم و روح کا فصل ہے)

طعام کی خوبی

(۸۳۲) بروایت بغوی . . . امیرالمومنین — فرماتے ہیں کہ (کھانے کا) آٹا چھاننا ضروری نہیں کیونکہ اسکی بھوسی بھی طعام ہی ہے

قلت پیداوار میں نصف غذا

(۸۳۳) بروایت بغوی . . . حضرت عمر کے عہد میں قلت پیداوار سے غلہ نایاب ہونے لگا، تو امیرالمومنین نے فرمایا، میرا ارادہ ہے کہ ہر گھر کے افراد کا شمار کر لیا جائے، اور راشن کی صورت میں ہر شخص کو اس کے قوت سے نصف جنس دی جائے، کیونکہ اتنی غذا سے بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے

ہر وہ سیال شے خمر ہے جو عقل پر چھا جائے

(۸۳۴) بروایت بخاری . . . حضرت عمر نے (منبر رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر) خطبہ میں فرمایا، کہ شراب کی حرمت قرآن میں نازل ہو چکی ہے — جو ان (۵) چیزوں سے کشید کی جاتی ہے، منقیٰ، کھجور، گندم، جو، اور شہد،

— اور خمر (شراب) ہر وہ (سیال) شے ہے، جو عقل پر چھا جائے — پھر فرمایا اے کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا نہ ہوتے جب تک کہ ان (۳) امور کی وضاحت نہ فرمالیتے، (۱) ترکہ میں دادا کی حیثیت (کہ وہ ذوی الفروض سے ہے یا محجوب الورث) (۲) کلالہ کی تعریف (۳) سود کی تفصیلات

(مترجم: لیکن خمر کے معاملہ میں یہ مدار کافی نہیں کہ اس کا جوہر کیا ہے جس سے وہ کشید کی گئی، بلکہ "ما خامر العقل" (جو شعور کو سلب کرے)

قرینہ بمنزلۂ شہادت

(۸۳۵) بروایت بغوی۔۔۔ امیرالمومنین کو ایک شخص کے منہ سے بوئے شراب پر شبہ ہوا۔ اس سے دریافت فرمایا تو اس نے کہا، میں نے تو طلا پی ہے (اور طلا کا تذکرہ نمبر (   ) پر گزر چکا ہے) اور آپ نے اسے نگرانی میں سونپ دیا کہ اگر اس پر نشہ کے آثار ظاہر ہوں تو اطلاع دی جائے ایسا ہی ہوا، اور آپ نے اسے حد لگوا دی۔

لباس کی حفاظت

(۸۳۶) بروایت بغوی۔۔۔ ایک نوجوان چلا آ رہا تھا، اور اس کا ازار زمین پر گھسٹ رہا تھا، حضرت عمر نے اسے دیکھا، تو فرمایا۔ اے عزیز من! اپنا ازار ذرا اوپر کر لیجیے اس کی حفاظت ہوگی اور تمہارے خدا کو یہ احتیاط پسند آئے گی۔

(۸۳۷) بروایت بغوی۔۔۔ امیرالمومنین نے ایک شخص کو زعفرانی پوشاک پہنے ہوئے دیکھ کر فرمایا، اسے یہ رنگ تو عورتوں کے لئے زیبا ہے! (اور تم مرد ہو) اسے اتار پھینکو!

(۸۳۸) بروایت بخاری۔۔۔

عن ابن الزبیر (وغیرہ) سمعت	جناب عبداللہ بن زبیر (اور دوسرے حضرات)
عمر بن الخطاب یقول قال رسول	سے مروی ہے، امیرالمومنین عمر نے حدیث بیان کی کہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلبسوا	رسول اللہ صلعم فرماتے (مرد) پوشاک میں ریشمی
الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا	کپڑا نہ پہنیں، کیونکہ جو شخص دنیا میں اسے برتے گا
لم یلبسہ فی الآخرۃ	وہ قیامت میں اس سے محروم رہ جائے گا

(۸۳۹) بروایت بغوی۔۔۔ جناب ابو عثمان النہدی سے مروی ہے، میں حضرت عتبہ بن فرقد کے ہاں "آذربائیجان" میں مقیم تھا، امیرالمومنین عمر کا ایک تحریری فرمان پہنچا جس میں یہ ہدایت (بھی) تھی کہ

فان رسول اللہ صلی اللہ	بتاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو ریشمی
علیہ وسلم نہی عن الحریر	ملبوس سے منع فرمایا بجز اس قدر، اور آنحضرت صلعم
الا ھکذا واشار باصبعیہ السبابۃ	نے اس موقع پر اپنی انگشت سبابہ سے دکھایا!

إلا موضع اصبع	کہ اتنا ریشم ہو (ایک انگشت عرضاً) یا اس قدر
او اصبعین او ثلاث	(بقدر دو انگشت) یا اتنا (تین انگشت کی چوڑائی
او اربع	تک) اور زیادہ سے زیادہ چار انگشت عرض میں!

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: امیرالمومنین کا منشا (اس حدیث سے) یہ ہے کہ لباس (مرد) اور اس کے دیگر مستعملات میں فقط ریشمی کور کی اجازت وہ بھی ایک سے (۴) انگشت (عرض) تک ہے

(۸۴۰) ایضاً بروایت بغوی ... اور امیرالمومنین نے یہ ارشاد و تلقین حدیث (نمبر ۸۳۰) مقام جابیہ (نزد مکہ معظمہ) کے خطبہ میں فرمائی

(۸۴۱) بروایت بغوی ...

عن ابن عمر	(از جناب ابن عمرؓ)
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی قمیص دیکھ کر
رأی علی عمر قمیصاً ابیض	فرمایا: یہ نئی ہے یا دھلی ہوئی ہے؟ عرض کیا
فقال أجدید قمیصك هذا ام	یا رسول اللہ! یہ قمیص نئی ہے، فرمایا[1]
غسیل؟ فقال جدید. فقال	عمرؓ! نئی پوشاک پہنو! سدا خوشی سے رہو
البس جدیداً وعش حمیداً ومت شهیداً!	اور شہادت کا مرتبہ حاصل کرو!

(۸۴۲) ایضاً بروایت بغوی ... (مسئلہ نمبر: ۸۳۹؛ در فرمان مرسلہ آذربائیجان) اور لباس میں ان چیزوں کا خیال رکھو! تہبند، چادر، کفش، خف (چرمی موزے) و زیر جامہ[1] ان دونوں کی نزاکت کا خیال رکھو!

اور پوشاک کی نزاکت میں اپنے جد بزرگوار جناب اسمٰعیل علیہ السلام کی پیروی! لباس نہ تو بیش قیمت ہو نہ عجمیوں کی وضع و نمائش!

اور فراغت صحت کے لئے شعاع ہائے آفتاب سے فائدہ اٹھاؤ، یہ شعاعیں اہل عرب کا حمام ہے (ہاں!) صحت بدن کا پاس ہے (کسرت پابندی سے کرتے رہو) پوشاک میں دبیز کپڑے

---

[1] یعنی: وتمعددوا، وجود کو سخت رکھو! معد بن عدنان جد آنحضرت صلعم کی اشارہ،

[2] واخشوشنوا، اراد الخشونۃ فی الملبس والمطعم (لباس و طعام میں سادگی)

اور کھانے میں سادہ سے سادہ غذا[1] رکھو، لباس شایان شان پہنو! اپنی سواری کے جانوروں کو کھلاتے پلاتے[2] رہو، پُشت[3] اسپ سے چمٹے رہو، نشانہ[4] بازی کی مشق سے غفلت نہ برتو!

(۸۴۳) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ ایک شخص سونے کی انگشتری پہنے تھا، امیرالمومنین نے دیکھی تو حکم دیا کہ وہ اسے اُتار دے! ــــ اس وقت زیاد نے عرض کیا، اے امیرالمومنین! میرے ہاتھ میں لوہے کی انگشتری ہے؟ ــــ فرمایا! یہ سونے کی انگشتری سے زیادہ بدبودار ہے، ("ذاك انتن وانتن")

انگشتری کا نگینہ

(۸۴۴) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔

عن ابن عمر قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق وکان فی یدہ ثم کان بعد فی ید عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی وقع بعد فی بیر اریس ــــ نقشہ "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وسلم)

(بروایت حضرت عبداللہ ابن عمر) جناب رسول خدا نے چاندی کی انگوٹھی پہنی آپ کے بعد یہی انگشتری حضرت ابوبکر نے بطور نائب رسول کے پہنے رکھی۔ ان کے بعد اسے حضرت عمر نے بحیثیت خلیفۃ الہی کے پہن لیا، اب حضرت عثمان نے خلافت سنبھالی، تو یہ انگشتری بھی آپ کو ملی جسے آپ نے پہلے ہر دو حضرات کی طرح پہن لیا، مگر ایک روز یہ انگشتری حضرت عثمان کے ہاتھ سے اتر کر اریس نامی کنوئیں میں گر گئی[6] (جو بے حد تلاش پر بھی نہ مل سکی!)

---

[1] واخشوشنوا! فھومن الصلابۃ ــــ وھو الخشونۃ فی المطعم (سادہ غذا)

[2] واخلولقوا! "واخلولق ــــ ای صار خلقا جدیدا" (النھایۃ لابن الاثیر)

[3] اعطوا الرکب اسنتھا

[4] انزوا نزوا

[5] ارموا بالاغراض (مترجم)

[6] بعض لوگوں نے واقعۂ انگشتری سے خلافت نبوت کی تحدید حضرت عثمان پر ختم کر دی (بقیہ حاشیہ ص ۳۱۹)

معطرات

(۸۴۵) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ امیر المومنین کو بوئے مشک بہت مرغوب تھی، مگر انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ میری میت میں اسے استعمال نہ کیا جائے ؛ (در روایت نمبر : ایضاً)
۔۔۔ اور حسن بصری کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ مشک کا استعمال جائز ہے مگر میت کے لئے نہیں ؛

خضاب وحنا وحجامت وحمام کے مسائل

(۸۴۶) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ حضرت انس بن مالک (الصحابی) سے ایک صاحب نے دریافت کیا، کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ریش مبارک پر خضاب استعمال فرماتے ؟ جواب دیا کہ آنحضرت صلعم کی لحیہ میں سفیدی آئی ہی نہ تھی ! البتہ حضرت ابوبکر خضاب استعمال فرماتے اور جناب عمر حنا !

(۸۴۷) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلق کے سوا نُورہ (بال صفا پوڈر) استعمال نہ فرماتے، اسی طرح اصحاب ثلاثہ بھی،

(۸۴۸) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ بسیر بن نفیر فرماتے ہیں، امیر المومنین نے جو حکم نامہ عامل شام کو بھیجا

ضمیمہ (نمبر ۸۲۸ صفحہ ۳۱۶)

یہ تفاوت تو ہے جس سے کچھ اندازہ کر لیا جاتا ہے لیکن نیابت وخلافت رسل کا انحصار ایسے تفاوت پر جن کے ساتھ استشہاد خارجی نہ ہوں، اس منصب کی نفی کے برابر ہے وہی نائب وخلیفہ رسول کے لئے تو ایسے شواہد کی ضرورت ہے جو نصوص کے حدود سے جا ملیں، جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق (بشمول خلیفۃ المسلمین جناب ابوبکر صدیق ؓ ہر دو) کی وصایت کا معاملہ ہے۔

عن حذیفۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر ؓ	حضرت حذیفہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معلوم نہیں میرا دور حیات کب ختم ہو جائے، مسلمانو ! تم میری وفات کے (یکے بعد دیگرے) ابوبکر و عمر کا اقتداء کرنا !

اسی قسم کے ارشاد گرامی والے دیگر حضرت عثمان وجناب علی کے متعلق بھی ملتے ہیں، مگر یہ مقام ایسے مباحث کا متحمل نہیں، (مترجم)

اس میں یہ بھی تحریر تھا، کہ (قانوناً) کوئی مرد حمام میں لنگی کے بغیر نہ جائے — اور مستورات صرف غسلِ صحت کے لئے حمام میں جائیں!

اور تفریحات میں ان (۳) کاموں کی اجازت فرمائی (گھر سے باہر) سپہ سواری و تیر اندازی — اور (گھریلو زندگی) اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت —

بتخانوں سے عدم تعرض

(۸۴۹) بروایت بغوی . . . امیر المومنین شام میں تشریف لے گئے، اور ایک نصرانی کی دعوتِ طعام پر فرمایا، کہ ہم تمہارے گرجاؤں میں بیٹھ کر کھانا کھانے سے اس لئے مجبور ہیں کہ ان میں مجسمے [1] رکھے ہوئے ہیں

اجتناب تکلف

(۸۵۰) بروایت بغوی . . . جناب صفیہ (بنت ابو عبید الثقفی : اصابہ:) حرم حضرت

---

[1] فی زمانہ مجسمہ و تصویر نے بھی مکلفین سنت محمدیہ کو ضغطہ میں ڈال رکھا ہے، کیونکہ یہ دور تزئین کا دور ہے جو شے بھی تہذیب کے چہرے پر غازہ کا کام دے سکتی ہے۔ اس کی ملت کا استصواب "اہل الذکر" (الآیہ) سے نہیں، ہر شخص خود ہی اسے حل کر لیتا ہے تصویر و مجسمہ کے معاملہ میں تو بڑے بڑے علمائے عصر اسی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے، مگر یہ مسئلہ سیر و مغازی کا نہ تھا جس میں ایک طرف بیٹھے ہوئے سپاہیوں کی داستانِ جنگ بیان کر دیں بلکہ اجرائے فقہ و اجتہاد کا تھا جس کا دار و مدار ہی یہ ہے وہ خود بھی اصحابِ فتویٰ کی رہبری کے محتاج تھے

خوش است شرطِ طریقہ رندی کہ ایں فشاں

چوں راہِ گنج بر ہمہ کس آشکارا نیست

مجسمہ کی آڑ میں ان نوواردین مسند افتاء نے ذی روح کی تصاویر کے جواز پر ثبت فرما دیا۔ ادھر یہ تماشا آرائیاں ہیں، اور ادھر سنتِ نبوی کا یہ حزم و احتیاط! کہ

ا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ پر کسی شے پر ذی روح کی تصویر ملاحظہ فرماتے تو اسے مٹا دیتے (بخاری)

ب۔ اور فرماتی ہیں "میں نے اپنے حجرے کے دروازے پر ایک مصور پردہ لٹکا دیا، جسے رسول اللہ نے دیکھا تو اسے قطع کر دیا، آخر میں نے اسے کتر کتر کر شہ نشیں کے زیر پا بنا لئے (متفق علیہ)

پس اتصاویر و نقوش ہوں یا مجسمے، تعلیم کی حد تک ان کا جواز ممکن ہے اور یہ بھی حدِ اضطرار تک: ولقول اللّٰہ [illegible] (۷۵:۱۵) ترجمہ: ()

ابن عمر کی خدمت میں آپ کے شوہر یا ان کے کسی قرابت دار نے ایک نقشین چادر تحفۃً پیش کی جسے بی بی نے گھر کے دروازہ پر لٹکا دیا، امیرالمومنین ـــ کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ وہاں تشریف لے گئے کہ اس تکلف کا پردہ چاک فرما دیں، مگر بی بی نے آپ کے پہنچنے تک چادر علیحدہ کردی!

(مترجم: لیکن یہ معاشرہ کی نوعیت پر منحصر ہے، نہ کہ حرمت یا نہی تحریمی!)

(۸۵۲) بروایت بغوی . . . حضرت صفوان بن امیہ نے امیرالمومنین کو دعوت ولیمہ میں مدعو کیا، اور رنگے ہوئے نقش دار چمڑے کا فرش زمین پر ڈال دیا، حضرت عمر نے فرمایا، اس سے تو کمبل زیادہ بہتر ہے جو زمین کا غبار بھی جذب کر لیتا ہے

نفس انسان کی نگہداری میں فراست

(۸۵۲) بروایت بغوی . . . ایک صاحب نے امیرالمومنین کے سامنے بر سبیل تذکرہ اپنے بیوی کے مرض کا تذکرہ یوں کیا، کہ "اُسے . . . کی قریبی جگہ سے خون جاری رہتا ہے"۔ دوسرے صاحب نے جو وہاں موجود تھے کہا اگر شرعاً غیر عورت کے پردہ کی جگہ دیکھنا جائز ہوتا تو میں اس کا علاج کر سکتا تھا"۔ امیرالمومنین نے فرمایا، وہ کیسے؟ اس نے عرض کیا، یہ ایک رگ ہوتی ہے جسے اگر داغ لگا دیا جائے تو مریض صحت یاب ہو سکتا ہے، فرمایا کیا اُس کے سوا کوئی اور علاج نہیں"؟ عرض کیا، اس کا تو یہی ایک علاج ہے! امیرالمومنین نے مریضہ کے شوہر سے فرمایا، "جائیے! اُسے کپڑا اوڑھا کر صرف وہ حصہ کھلا رہنے دیجئے، جہاں داغ دینا ہے"! اور اس علاج سے مریضہ صحت یاب ہوگئی،

(مترجم: اللہ! اللہ! نفس انسانی کے بقا میں حضرت عمر کی فراست!)

علم الافلاک سیکھنے کی اجازت

(۸۵۳) بروایت بغوی . . . امیرالمومنین ـــ نے فرمایا، علم نجوم کہانت کے لئے نہیں بلکہ جہات قبلہ و سمتِ سفر معلوم کرنے کے لئے سیکھو! [۱]

---

[۱] اُس دور تک علم ہیئت پر صرف انہی (۲) دو امور (علم جہات و کہانت) کا مدار تھا، اس لئے ایک دانشور معلّم کے لئے یہی کافی تھا جو کہ امیرالمومنین نے فرمایا، مگر آج دوسرے علوم کی طرح

(بقیہ بر صـ۳۲۲)

علمِ فقہ وسنت کے لئے عربی زبان کا فہم ومعتبر کی فراست

(۴۸۵) بروایت بغوی ۔ ۔ ۔ امیر المومنین حضرت عمر نے (ابوموسیٰ اشعری عامل بصرہ) کی طرف جو فرمان لکھوایا، اس میں (منجملہ اور ہدایات کے یہ بھی) مرقوم فرمایا،

تفسیر ماجدی صفحہ ۱۲۴۱

علم الافلاک بھی اوج ثریا سے گذر رہا ہے بایں ہمہ حضرت عمر کے اس ارشاد میں کسی ترمیم یا توسیع کی ضرورت نظر نہیں آتی، کہ

"علم نجوم کہانت کے لئے نہیں بلکہ جہات قبلہ وسمت سفر معلوم کرنے کے لئے ہے"

یعنی کہانت آج بھی توہم پرستوں کا بُت ہے اور جہت سفر میں ستاروں سے استمداد کے متعلق کیا عرض جائے، کہ اب تو بحر وبر کے ساتھ فضا۔ ۔ بھی انہی تاروں کی روشنی میں طے ہو رہی ہے، صدق اللہ ورسولہ: وبالنجم ھم یھتدون: (۱۶ : ۱۶) (اور انسان اجرام فلک کے طفیل سمت سفر معلوم کرتے ہیں)

محال ہے، کہ مذہب کی صداقت کے لئے سائنس کا سہارا تلاش کیا جائے، اور خود کو موجود سائنس پر آیات اللہ کے انطباق کے تکلف میں گم کیا جائے، کیونکہ مذہب، سائنس و فنون کا پرچار کرنے نہیں آتا ــــ بایں ہمہ وہ اگر انکی طرف توجہ کرتا بھی ہے، تو اس گہرائی وگیرائی کے ساتھ کہ اس کا انکشاف عقل وخرد سے بے گانہ ثابت نہیں ہوتا، اس کے لئے قرآن کی صرف ایک مثال کافی ہوگی

بارانی ہواؤں کی آمد آمد ابر وباران کی مبشر ہے اور یہ تحقیق ہے دورِ حاضرہ کے ارباب سائنس کی! قرآن فرماتا ہے

وھوالذی یرسل الریٰح	وہی تو ہے جس نے بادلوں کے آگے آگے مژدہ جانفزا
بُشرًا بین یدی رحمتہ	سنانے کیلئے بارانی ہواؤں کو قزاقی کا تکلف بنا رکھا ہے
حتیٰ اذا اقلت سحابًا ثقالًا	پھر یہ کہ جونہی بادلوں کے بوجھل اپنے بوجھ سے اکتانے
سقنٰہ لبلد میت فانزلنا	کو ہوگئے ہم (اللہ تعالیٰ) نے فوراً انہیں مردہ زمینوں پر
بہ الماء فاخرجنا بہ من	انڈیلنا شروع کردیا (مگر صرف تماشائے سیلاب کے لئے
کل الثمرٰت کذٰلک نخرج	نہیں بلکہ) اس پانی سے ذی ارواح کی قوتِ حیات
الموتیٰ لعلکم تذکرون ۝	برقرار رکھنے کے لیئے! اور پھلدار پودے اگانے کے لئے!

پس! اے انسانو! اگر تم نصیحت کا دامن بھر سکتے ہو، تو ہماری حشر ونشر کا انداز بارش ہی کی قوتِ حیات بخش سے کرلو جیسے تم ہر سال میں کئی کئی مرتبہ دیکھتے ہو، مترجم

"امابعد!

میں آپ لوگوں کو اُنہی امور کا حکم دیتا ہوں، جن کا ارشاد تمہیں قرآن مجید نے دیا ہے اور اُنہی چیزوں سے روکتا ہوں جن سے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے،

۱- امرکم باتباع الفقہ والسنۃ	۱- میں آپ لوگوں کو فقہ و سنّت کی پیروی کا حکم دیتا ہوں
۲- والتفہم فی العربیۃ	۲- اور یہ کہ عربی بولی کا فہم و ادراک حاصل کرو!
۳- و اذا رأی احدکم رؤیا فقصّہا علیٰ اخیہ فلیقل خیراً لنا و شرّاً لاعدائنا	۳- اگر ہمارا مسلمان فرد اپنے کسی دوست سے تعبیر خواب پوچھے۔ تو اُسے مسلمانوں کے حق میں بھلائی کا کلمہ کہنا چاہیئے اور اسلام کے دشمنوں کے لئے جو اسکی سمجھ میں آئے کہے

(۸۵۵) بروایت بغوی ... اور ایک شخص نے امیرالمومنین عمر کے سامنے اپنا رؤیا ان لفظوں میں بیان کیا، کہ "پہلے تو مجھے ہری ہری دوب دستیاب ہوئی۔ مگر بعد میں خشک گھاس ملی!" حضرت عمر نے یہ رؤیا سُن کر فرمایا "اے شخص پہلے تجھے ایمان کی تازگی نصیب ہوگی مگر آخر میں تو کفر اختیار کرے گا، اور کفر ہی میں تمہارا خاتمہ ہوجائے گا"۔ اس پر سائل نے یہ کہا، "یہ رؤیا نہ تھا، بلکہ میں نے یوں ہی بات بنائی تھی"، امیرالمومنین نے فرمایا، "جو کچھ میں نے کہا ہے منجانب اللہ اسی طرح اس کا فیصلہ[1] ہوگیا ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کے خلاف!"

القابِ مراسلات

(۸۵۶) بروایت بغوی ... نافع — (وغیرہ) سے روایت ہے، کہ حضرت عمر کے مقرر کردہ

---

[1] عربی کے الفاظ "کذلک ما قُضِیَ کصاحب یوسف" ہیں۔ جن سے امیرالمومنین کے توغل بالقرآن کا اندازہ کیا جا سکتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے زندانی رفیقوں کے رؤیا کی تعبیر میں "قُضِیَ الامر الذی فیہ تستفتیان" (۱۲: ۴۱) فرمایا تھا (اے صاحبو! تم نے جو دریافت کیا یعنے اسکی تعبیر تمہیں فیصلہ شدہ امر کے مطابق بتادی!) (مترجم)

عمال (اپنے اپنے صوبے سے) امیرالمومنین ـــ کی خدمت میں مراسلہ بھیجتے تو سرنامہ اپنے نام سے شروع کرتے

ازانجملہ یعنی یہ مراسلہ دیکھا،

"من النعمان بن مقرن الیٰ عبد اللہ امیرالمومنین"

(یہ مراسلہ نعمان بن مقرن کی طرف سے ہے، بخدمت عبداللہ امیرالمومنین ہے!)

(اس سلسلہ سند کے راوی) حضرت زیاد ـــ فرماتے ہیں ـــ "ما کان ھؤلاء إلا الأعراب"[1]

اور یہ لوگ (اصحاب مراسلات) فصحا، وقت تھے

احترام امیر

(۸۵۷) بروایت بغوی ... امیرالمومنین ـــ صوبہ شام میں تشریف لائے، صوبہ دار حضرت ابوعبیدہ جراح سے استقبال کیا، اور مصافحہ پیا امیرالمومنین کے ہاتھ پر بوسہ دیا ـــ جناب تمیم (ابن سلمہ) راوی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اسے سنت سمجھتے تھے

(مترجم: یہاں لفظ "سنت" خلاف "بدعۃ" کے معنی میں ہے)

تسمیہ

(۸۵۸) بروایت بغوی ... (جناب) تیمی[2] ناپسند کرتے تھے کہ اولاد کے نام جبرئیل و

---

[1] "اعراب" کے متعدد معنی ہیں. ازانجملہ ـــ دیہاتی ـــ "الاعرابی والاعراب ساکنوا البادیۃ من العرب الذین لا یقیمون فی الامصار ولا یدخلونها إلا لحاجۃ" ... وازانجملہ! "اَبْیَن واَوْضَح یعنی" ـــ "اعربہم احسابًا ای اَبْیَنہم واوضحہم" (النہایۃ لابن الاثیر) ـــ پھر حضرت نعمان بن مقرن صحابی تھے، فتح مکہ میں ایک جیش کے سپہ سالار ـــ حضرت زیاد ـــ کے لفظ "إلا الاعراب" سے بادی النظر میں "دیہاتی" بھی نکلتے مگر یہاں دوسرے معنی (فصیح) زیادہ مناسب معلوم ہوئے ـــ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور فرامین بھی یہی ہے کہ سرنامہ کی ابتدا اپنے نام نامی سے فرماتے جس کے بعد متصلاً مکتوب الیہ کا نام ہوتا ("ھذا من محمد رسول اللہ الیٰ") اور صحابہ کرام اس (سرنامہ) میں بھی رسول پاک کا اتباع کرتے،

[2] سلیمان بن طرخان التیمی ابوالمعتمر البصری ولم یکن من بنی تیم وانما نزل فیہم روی عن انس بن مالک ... (تہذیب التہذیب) ـــ مترجم

میکائیل رکھے جائیں ـــ کیونکہ امیرالمومنین عمر بن الخطاب بھی اسے مکروہ سمجھتے تھے ـــ اور دوسرے صحابہ و تابعین سے بھی کسی نے اپنے بچوں کے یہ نام نہیں رکھے

(۸۵۹) بروایت بغوی ... امیرالمومنین نے مسروق سے ان کے والد کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے اجدع بتایا، آپ نے فرمایا، بلکہ مسروق[1] بن عبدالرحمٰن !

واعظینِ گرم گفتار کی مذمت

(۸۶۰) وایضاً بروایت بغوی ... امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک صاحب وعظ ارشاد فرما رہے تھے، طول مدعا کا یہ عالم کہ سلسلہ ختم ہونے پہ نہ آتا، حضرت عمر نے فرمایا، بیشتر وعظ و خطبات شیطانی ہیجان ہیں

(مترجم: متن کے الفاظ ہیں " شقاشق الشیطان " جس سے یہ تشابہ بدیں جہت ہے کہ ایسا گرم گفتار واعظ و فورِ کلام کے بکھولاؤ میں بلا امتیاز جو زبان پر آئے کہہ جاتا ہے اور صدق و کذب کا ترک امتیاز شیطان کا شیوہ ہے)

(۸۶۱) بروایت بغوی .... امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شتربان کے لئے حدی[2] خوانی پر کبھی زجر نہ فرماتے (کیونکہ ان گیتوں میں اونٹ کے لئے ایسا سرور ہے جس[3] وہ منزل میں مگن ہو کر چلتا رہتا ہے، : مترجم :)

اور میرے قلم کے یہ آخری الفاظ ہیں جو میضے (فی الحال) بتوفیق خداوندی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب کے مسلک کے سپرد خامہ کئے ۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

---

[1] حضرت عمر نے مسروق ـــ کے معاملہ میں یہ تبدیلی مستقل وظائف کے موقع پر فرمائی، اور ان کی ولدیت اسی طرح لکھوائی گئی " ـــ بن الاجدع ـــ وکتب عمر فی الدیوان مسروق بن عبدالرحمٰن الوداعی ـــ " (تقصیب التقریب : سید امیر علی ملیح آبادی) ـــ (برحاشیہ تقریب التہذیب مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۸۹ھ) مترجم

[2] اصل الفاظ " الحصب والحداء ونحوها " ہیں، " التصب بالسکون ضرب من اغانی العرب یشبہ الحداءِ ...." (النہایۃ لابن الاثیر) اور " حدی " کے معنے مشہور ہیں :-

[3] ع منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان ... (مترجم)

تبصرۂ

"رسالہ در مذہب فاروق اعظم"

ربیعًا

ازشاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

گذشتہ اوراق میں امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اجتہادات پر جو روایات جمع کی گئی ہیں، اگر مزید کوشش کی جاتی تو ۲/۳ (دو تہائی) آثار اور حاصل ہو سکتے تھے۔ اس کے ساتھ اگر ان مرویات کے صحت و سقم اور راجح و مرجوح پر وہ گفتگو یکجا کی جاتی، جو علماء سلف (ارباب جرح وتعدیل) نے کی ہے تو یہی "رسالہ" ایک ضخیم مجلد ہو جاتا، لیکن موجودہ حالات میں یہ سہولت ممکن نہیں ــــ ماسوائے ازیں کہ ابتدا ("رسالہ") میں حضرت عمر کی اصابت رائے پر جو لکھا گیا ہے کہ

" نسبتِ مجتہدین با فاروق اعظم مانند نسبتِ مجتہدِ منتسب مطلق است با مجتہدِ مستقل، و مذہب فاروق اعظم بمنزلۂ متن است و مذاہب اربعہ بمنزلۂ شروح إلی غیر ذٰلک" مما بسطناہ فی صدر المقالۃ کافی است، دلے خالی از تعصب و گوش شنولے باید وبس!"

الحمد للہ کہ بحث فی الباب (در اجتہادات و فقاہت) بعنایت ایزدی حد تکمیل تک پہنچ چکی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ (۲) ایسے نکتے واضح کر دیئے جائیں جو اس (فقاہت فاروق) پر غور و فکر اور) احاطہ کے بعد معلوم ہوئے ہیں!

نکتۂ اولیٰ

عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر شخص ہر مسئلہ کے لئے رسول اللہ کے اقوال وافعال پر نظر رکھتا۔ کسی کو مصالح جہاد میں ہدایت حاصل کرنا ہوتی، تو آنحضرتؐ سے دریافت کیا جاتا، دشمنانِ دین سے صلح کا معاملہ ہوتا، تو رسول اللہ کے فرمان کا انتظار رہتا! جزیہ کے احکام پر ہدایت کی ضرورت درپیش ہوتی تب نبوت پناہ سے التجا کی جاتی اور اسی طرح احکام فقہ

وعلوم زہد وعبادت، ایک ایک نوع وصنف میں ۔ سائل اس سادگی سے دریافت کرتا کہ
جیسے وہ ابھی تک مولودِ نو ہی سا ہے، اسی طرح وہ تمام علوم مروجہ اور فنونِ حاصل شدہ جو ان
حضرات پر بعثت سید الرسل (علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات) سے قبل منکشف ومعمول بہ تھے
مُدبّرِ ارض وسما کی جانب سے نازل شدہ وحی کی سطوت نے ہر ایک علم وفن کی تابانی کو ماند کر دیا
کہ اب صرف حضرت مخبرِ صادق (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطلاع و ہدایت ہی ان سب کے لئے دلیلِ
راہ ہے۔

اور انقطاعِ وحی کے بعد

مگر جب (نبوت کی بجائے) خلافت پر نوبت آ پہنچی، تو شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر)
کی مجلسوں میں نبوت اور خلافت دونوں کا امتیاز عنوانے بعنوانے ظاہر ہونا شروع ہوا،
ایک طرف مسائل اجتہادیہ میں دوسرے ارباب تفقہ سے مشاورۃ کی طرح ڈالی گئی، اور دوسری
طرف احادیث کے تتبع کی راہیں متعین کی گئیں ــــ بایں ہمہ کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ اگر خلیفۂ وقت
کسی امر کا فیصلہ کر دے، تو اس کی مخالفت میں قدم اُٹھایا جائے، کیا انتظامی معاملات اور کیا مسائل
کوئی شخص خلیفہ کی رائے سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار نہ کرتا ــــ اور نہ خلیفہ کی رائے دریافت
کرنے کے بغیر وہ کسی جماعتی کام ہی کا انصرام کرتا، بایں یک جہتی اُس زمانہ میں افتراقِ مسالک و
اختلافِ آراء کا وجود ہی نہ تھا، بلکہ تمام ــــ لوگ ایک ہی مسلک پر گامزن، اور ایک ہی منزل
کے جادہ پیما تھے اور وہ مسلک ورائے خلیفۂ وقت کی تھی، کیا احادیث، کیا فتاویٰ وقضایا
اور کیا مواعظ! ہر ایک شعبہ خلیفہ یا اُس کے نائب (مقرر کردہ بر منصب) کے حدود علم ونظم میں
محدود تھا، جس کا اشارہ اس حدیث میں موجود ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقص الا امیرٌ او مامورٌ او مختالٌ	حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنفیذ احکام اور تذکیر (دونوں) امیر وقت کا منصب ہے یا اس شخص کا جسے وہ (امیر وخلیفہ) نامزد کرے اور ان دونوں کے بعد باغی کا۔

اور حضرت عمر نے مفتی وقاضی کے متعلق فرمایا

وَلِيَ حَارَّهَا مَنْ — یہ کام اسی کے لئے رہنے دیجئے، جو اس کے مزہ
تَوَلّٰى قَارَّهَا — نفع دونوں کو برداشت کر سکتا ہے[۱]

دورِ عہدِ خلافتِ علی المرتضیٰ

(تفرقِ امت)

لیکن جب حضرت مرتضیٰ (جناب علی) کو خلافت تفویض ہوئی تقدیرِ خداوندی بروئے کار آئی۔ امت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ کئی شہروں کے باشندے خلیفۂ وقت کی اطاعت سے منحرف ہو گئے، فقہائے عصر اور علمائے امت گو نہ حیرت میں ڈوب گئے، کہ یہ کیا ہو گیا! حالانکہ وہ ابھی تک اصلاحِ حال و نظمِ خلافت کے منتظر تھے، مگر خلافتِ خاصہ کلیتہً ختم ہو کر خلافتِ عامہ میں بدل چکی تھی (جس سے سابقہ خلافت ہائے ثلاثہ کی طرح فتویٰ و قضا کے ایک مرکز کا سوال ختم ہو چکا تھا: مترجم) اس افتاد کی وجہ سے علمائے اجتہاد و فقہ اپنے اپنے مقام پر تدریس و افتا میں مصروف ہو گئے۔

(مکہ معظمہ میں حضرت ابن عباس کی مسندِ علم)

از آں جملہ —— !

مکہ معظمہ میں ! —— (۱) حضرت عبداللہ بن عباس نے مسندِ تدریس سجائی اور بیک وقت تحدیث و تفسیر و افتا ہر سہ علوم پر توجہ فرما ہو گئے

(مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمر کی مسندِ علم و فقہ)

مدینہ منورہ میں ! —— (۲) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عمر دونوں نے دو کام اپنے ذمہ کر لئے، تدریسِ حدیث و تعلیمِ فقہ، ان ہر دو کے اقارب و اولاد و احفاد و محبین و خدام نے ان سے اخذِ فقہ میں سابقت کی،

(حضرت ابوہریرہ کی تحدیث)

—— چوتھے حضرت ابوہریرہ ہیں جن کے سینے میں حدیث کا علم تمام صحابہ سے زیادہ تھا۔ وہ لوگوں سے روایت بیان کرتے، آپ کے شاگردوں میں فقہائے مدینہ بھی ہیں —— ان کے ماسوا حضرت ابوسعید خدری اور جناب جابر (بن عبداللہ) بھی

---

[۱] جیسا کہ نمبر (۵۵۶) میں نقل ہو چکا ہے۔ (: مترجم :)

درس حدیث میں مشغول ہوگئے۔

بصرہ میں: ——— حضرت انس بن مالک و جناب عمران بن حصین کی محفل حدیث گرم ہوئی۔

کوفہ میں: ——— حضرت براء بن عازب روایت حدیث میں اور جناب عبداللہ بن مسعود کے شاگرد تدریسِ فقہ میں منہمک ہوگئے

شام میں: ——— حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابو امامہ باہلی (وغیرہم) نے سررِ حدیث شروع فرمائی

الحاصل تمام اطراف و ممالک اسلامیہ میں کہیں صحابی اور کہیں تابعی افادۂ علم میں مصروف عمل تھے جن سے مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اکتساب علم میں فیض یاب ہوئی

بمصداق حدیث ——— آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

... اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ۔ (الحدیث)

میرے اصحاب کی مثال نجوم فلک کی ہے تم جس سے چاہو کسب ضیا کرکے اپنی اپنی منزل پر چل سکتے ہو

اور اس لئے (بحسب ارشاد نبوی ——— اصحابی کالنجوم ———) کہ خلیفہ معین (منصوب یعنی خلفائے اربعہ) کی فقاہت کو عام فقہائے امت پر شرف تقدیم حاصل ہے جیسا کہ صوفیا میں کسی ایک بزرگ کا تقدم دوسرے صوفی پر مسلم نہیں، اور جس طرح کہ کسی عام خلیفہ (غیر منصوب) کا تفقہ خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے ہم پلہ نہیں۔

اختلافِ فتویٰ

انہی ایام (بعد انقراض خلافت منصوب) میں فتاویٰ میں باہم اختلاف پیدا ہوا جس کے کئی وجوہ ہیں،

۱ ۔ اصحابِ فتویٰ کے اختلاف امکنہ کی وجہ سے ایک دوسرے مفتی کے فتویٰ پر عدمِ اطلاع سے۔

ب - اگر احیاناً کوئی عالم (اپنے فتویٰ سے قبل یا بعد) دوسرے عالم کے فتویٰ پر مطلع بھی ہوگیا، تو دونوں کے یک جا نہ رہنے سے عدم مذاکرہ ما فی المسئلہ ناممکن ہو جانے سے،

ج - اور اگر دونوں علمائے فتویٰ کسی جگہ ایک دوسرے سے ملاقی بھی ہوگئے تو محل و موقعہ کی عدم مساعدت کی وجہ سے ایک دوسرے کے فتویٰ میں شُبہ کا ارتفاع محال ہونے سے

خبر واحد، روایت مرسل اور صحابہ [illegible]

پھر بے شمار روایات "خبر واحد" کی صورت میں سلسلہ بسلسلہ ایک ہی راوی سے منقول ہوئیں۔ پھر اگر آپ تتبع کریں تو واضح ہوگا، کہ جن صحابہ سے احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے بے شمار ایسے حضرات ہیں، جو انعقاد خلافت خاصۂ راشدہ سے قبل آسودہ لحد ہوگئے، اگرچہ ان کے مرویات کم ہیں، پھر جن صحابہ سے روایت کی بہ کثرت ہے، ان میں سے اکثروں نے خلافت خاصۂ راشدہ ختم ہو جانے کے بعد سرِ حدیث کی ابتدا کی، پھر ان صحابہ کی روایات میں اکثر ایسی مُرسل حدیثیں ہیں، (مرسل وہ حدیث ہے جس کی سند میں کوئی ایک راوی صحابی یا غیر صحابی کا نام مذکور نہ ہو) جن میں ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے روایت کی ہے مگر سند میں بربنائے اختصار اُس صحابی کا نام اُس نے چھوڑ دیا ہے (جس سے کہ روایت بیان کی جارہی ہے) ــــ اگرچہ صحابی کی مرسل (روایات بھی) متصل کے حکم میں ہے

اور صحیح مسلم میں امیر معاویہ کا یہ قول منقول ہے کہ

غیر فقہاء کی مرویات زیادہ معتمد نہیں

(امیر معاویہ نے فرمایا)

علیکم من الاحادیث بما	ان احادیث کی روایت و اختیار میں کوئی تأمل
کان فی زمانِ عمر بن الخطاب	نہ کرو، جو حضرت عمر بن الخطاب کے عہد میں بیان
فانہ کان یخیف الناس فی	ہوئیں، کیونکہ ممدوح عام طور پر لوگوں کو اللہ تعالیٰ
اللہ عزوجل	کے مواخذہ سے ڈراتے،

اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ ارشاد بھی صحیح مسلم میں (منقول) ہے کہ

من کان مستناً فلیکستن	جو شخص اعمالِ سنت کے لئے شہادت کا جویا ہے

اجتہاد و تقلید پر ابن حزم و ابن قیم

بمن قد مات فان	اُسے مرحومین کے طریق اعمال پر چلنا چاہیئے کیونکہ
الحی لا یومن علیہ	موجودین کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب کسی
الفتنۃ اولٰئك	عملی یا علمی فتنہ میں گھر جائیں
اصحاب محمد صلی	اے لوگو! میری مراد اس سے آنحضرت صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم کے اصحاب ہیں، کہ گونا گوں فضائل
کانوا افضل ھٰذہ	وخصائص سے مستنیر ہیں کیونکہ وہ افضل امت
الامۃ ابرھا قلوباً	ہیں، اُن کے دل بُرائی سے پاک اور علم سے مالا مال
واعمقھا علما	ہیں، وہ کسی امر میں تصنع کے روادار نہیں، ان کی
واقلھا تکلفًا	یہ مزیت کیا کم ہے، کہ اللہ تعالٰے نے انہیں بلا
اختارھم اللہ	فصل اپنے نبیؐ سے کسب فیضان کا موقعہ دیا
لصحبۃ نبیہٖ	اور انہیں یہ توفیق ارزانی ہوئی، کہ اسلام کے حدود
ولاقامۃ دینہٖ	کو سربلند کریں
فاعرفوا لھم فضلھم	پس (اے مسلمانو!) ان حضرات کے تفضل
واتبعوھم علی اثرھم و	کو نظر انداز نہ ہونے دو! جہاں تک ہو سکے انکی
تمسکوا بما استطعتم	پیروی اپنے لئے ضروری سمجھو اور ان کے کردار
من اخلاقھم وسیرھم فانھم	وسیرت کے قالب میں خود کو اُتارو! کیونکہ وہ
کانوا علی الھدی المستقیم (رزین)	حضرات راہِ مستقیم پر گامزن تھے

اور معلوم ہے کہ حضرت ابن مسعود نے خلافت ذو النورین (حضرت عثمان) کے زمانہ میں

سفرِ آخرت اختیار فرمایا

درصورتِ تقلید خلفائے راشدین کا تقدم

امام شافعی کا فتویٰ

وقال الشافعی اذا اضطررنا فی	اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب ہمیں تقلید سے
التقلید فقول الائمۃ ابی بکر	چارہ نہ ہے تو ہمارے لئے امام ابو بکر و امام عمر و
وعمر وعثمان - قال فی القدیم	امام عثمان مقدم ہیں، اور سلیئے "قول قدیم" میں

وعلیؑ احب الینا من قول غیرھم   فرمایا کہ علی تو ہمارے لئے بہت ہی محبوب ہیں

تمام صحابہؓ عدول ہیں

ہر چند تمام صحابہ عدول (مترجم: جرح و قدح روایت سے مستثنیٰ) اور انکی روایت مقبول ہے اور ان حضرات سے جو روایت صدوق راویوں کے سلسلے سے پہنچے، اسپر عمل لازم! — بایں ہمہ حضرت عمرؓ کے عہد کی احادیث و تفقہ میں جو صفائی اور نکھار ہے اس میں اور آپ کے بعد کے مرویات و طریق استنباط میں آسمان و زمین کا فرق ہے "ع

آسماں نسبت بعرشش آمد فرود
ورنہ بس عالیست پیش خاک تود"

نکتۂ ثانیہ

امیر المومنین — کی دقتِ نظر
در احادیث مسائل — و — آداب

امیر المومنین حضرت عمرؓ کی فقاہت پر احاطہ کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کو (مندرجہ ذیل) ہر دو اقسام احادیث کے امتیاز میں پوری — دِقتِ نظر حاصل ہے، یعنی!

ا - جن احادیث پر مدار شریعت ہے،

ب - اور جن پر صرف افراد کے اخلاق کی تکمیل مبنی ہے

(ان دونوں کا فرق آپ سے واضح ہے) اور آپ کی اس خصوصیّت کا نتیجہ یہ ہے، کہ آپ سے ایسی روایات کمتر منقول ہیں

ا - جن میں آنحضرتؐ کے شمائل کا سراپا ہے

ب - اور جن میں (صرف) سنن زوائد در لباس و آداب کا تذکرہ ہے

بایں دو[2] سبب، کہ

ا - ان روایات پر شریعت کا مدار تو ہے نہیں، اس لئے ان میں توغل کی وجہ سے یہ خطرہ تھا کہ مبادا وہ احادیث جن کا تعلق اصلِ شرائع کی بجائے صرف سُنن زوائد (مستحبات) سے ہے ان احادیث کی ہم پلّہ نہ سمجھ لی جائیں جن پر اصلِ شریعت کا مدار ہے،

۳۔ ان احادیث (یعنی سنن زوائد) میں توغل سے اندیشہ تھا، کہ کہیں مسلمان ان میں منہمک ہو کر اُن احادیث سے بے اعتنائی برتنے لگیں جن پر شریعت کا انحصار ہے

(مترجم: اور ایسا ہی ہوا، اور مسلمان مستحبات میں اس قدر ڈوبے کہ احکام شرائع کو انہوں نے "بڑے بڑوں" کے لئے چھوڑ دیا!)

امیرالمومنین حضرت عمرؓ کی قلتِ روایت کا دوسرا سبب

آپ کے عہدِ خلافت میں بے شمار ایسے حضرات موجود تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ صحبت سے براہِ راست مستفیض تھے، بدیں سبب ان حضرات کے حضور روایت کی احتیاج ہی نہ تھی!

بروایت سنن دارمی؛

عن قرظة قال بعث عمر	حضرت قرظہ (صحابی انصاری) فرماتے ہیں
بن الخطاب رهطاً من الانصار	امیرالمومنین عمر بن الخطاب نے انصار کی جس جماعت
إلى الكوفة فبعثني معهم	کو کوفہ بھیجا، میں بھی اُس جماعت کے ہمراہ تھا،
فجعل يمشي معنا حتى اتى	حضرت عمر ہمارے ساتھ پا پیادہ چل رہے تھے
صرار وصرار ماءٌ في طريق	مقام صرار جو کہ معظمہ کی راہ پر ہے، میں پہنچے
مكة فجعل ينفض الغبار	تو آپ نے اپنے پاؤں غبار سے صاف کرنے
عن رجليه ثم قال انكم	کے بعد فرمایا (اے دوستو!) آپ لوگ کوفہ
تاتون الكوفة فتاتون	تشریف لے جا رہے ہیں وہاں ایسے مسلمان بھی
قوماً لهم ازيز بالقرآن	ہیں جو بڑی رقت اور سوز کے ساتھ قرآن مجید
فياتونكم فيقولون قدم	کی تلاوت کرتے ہیں، یہ لوگ جب سُنیں گے کہ
اصحاب محمد، فياتونكم فيسئلونكم	رسول اللہ کے صحابی تشریف لائے ہیں تو دوڑے
عن الحديث فاقلوا الرواية عن	ہوئے آئیں گے اور آپ حضرات سے حدیثیں
رسول الله صلى الله عليه وسلم	دریافت کریں گے مگر آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمرؓ کی قلت روایت کی وجہ

وانا شریککم	کی روایات قلیل تعداد میں بیان کرنا۔ اور اس معاملہ میں مجھے بھی اپنا شریک سمجھنا
قال ابو محمد و	ابو محمد دارمی (صاحب سنن) فرماتے ہیں
هو الدارمی معناه	حضرت عمرؓ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ
الحدیث عن	صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو جو حوادث
ایام رسول الله	وقوع میں آئے وہ لوگ آپ حضرات سے ان کے
صلی الله علیه وسلم	سنانے کی درخواست کریں گے (یہ واقعات کم
لیس السنن	بیان کرنا) نہ یہ کہ حضرت عمرؓ کا مفہوم احادیث
والفرائض	سنن و فرائض سے تھا!

تقلیل روایت کی توجیہ بالفاظ امام دارمی

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں مگر میرے نزدیک اس "حدیث" کی یہ توجیہات ہیں

تقلیل روایت کی توجیہ شاہ ولی اللہ کے الفاظ میں

ا۔ لفظ اقلوا الحدیثؒ سے مراد وہ حدیثیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اطوار "شمائل" وعادات پر مشتمل ہیں، جن کا حدود و شرائع سے واسطہ نہیں

ب لفظ "اقلوا الحدیثؒ" ایسی احادیث کا مورد ہے جن میں راوی کے حفظ و اتقان واجتہاد و طریقِ ادا کے ساتھ اس کے ظن وتخمین کو بھی دخل ہے،

اور اسی طرح امیرالمومنین حضرت عمرؓ سے دعاؤں کی معینہ توقیت و اسباب تحرکات (دعا) کی روایات میں بھی تقلیل ہے ــ گویا کہ اس معاملہ میں آپ کے نزدیک نفس التجا و توجہ الی اللہ باندازِ توکل وشکر و الحاح ہی دُعا کا مفہوم ہیں

جیسا کہ ابوداؤد میں یہ حدیث ہے کہ

ان رسول الله صلی الله	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علیه وسلم قال من	جس کسی نے کھانے کے بعد یہ الفاظ ادا کئے
اکل طعاما ثم قال	شکر کیا، کہ میں اس ذات الاہ کی تعریف کرتا

الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفرلہٗ ماتقدم من ذنبہٖ

ہوں جس نے مجھے یہ طعام میری سعی و جہد کے بغیر عنایت فرمایا، تو اس شخص کے سابقہ معاصی پر قلم عفو سے خط کھینچ دیا گیا

ومن لبس ثوبًا فقال الحمد للہ الذی کسانی ھٰذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہٗ ماتقدم من ذنبہ وما تاخّر

اور جس کسی نے لباس پہن کر یہ الفاظ حمد زبان سے ادا کئے، کہ تمام تعریفات اس ذات الاکو سزاوار ہیں جس نے میری کوشش وتلاش کے بغیر مجھے یہ نعمت عطا فرمائی، تو اس کے سابقہ گناہوں کے ساتھ بعد کے معاصی بھی نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں،

پس گویا کہ "فاروق اعظم" نے اس حدیث کے مطابق اسباب کی بجائے مسبّب (نہایت الغایات) کو "مدار فضیلت" سمجھا، نہ کہ صرف ان کلمات مبارکہ ہی کو — یعنی ان کلمات (مذکورۂ در حدیث بالا) کی تشریح خصوصیہ (یعنی نفس و مفہوم کلمات) "ابرار" کے لئے ہے، اور شریعت کی اصل مفہوم و اصول و منشاء سابقین کے لئے۔

[illegible]

فقط

مزن بچوں و چرا دم، کہ بندۂ مقبل
قبول کرد سخن ہر سخن کہ جاناں گفت

مترجم

ابو یحییٰ امام خان نوشہروی
مقیم لاہور

۲۹، ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ
۲۷، ماہ جنوری ۱۹۵۲ء